بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
شہنشاہِ کُل
اللہ
رسول
محمد
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر
از بندۂ رسولِ کریم رحمۃ للعالمین رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
کرنل (ر) محمد انور مدنی (مؤلف)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شہنشاہ کُل

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ تعالیٰ کی الوہیت کے بعد کون؟

رسالت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

بندہ درگارہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کرنل (ر) محمد انور مدنی

جملہ حقوق بحق مصنف و مولف محفوظ

نام کتاب	---------	شہنشاہ کل (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
خصوصی ذکر	--------	محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تحریر و تالیف	--------	بندہ رسول کریم المکی مدنی کرنل (ر) محمد انور مدنی
تعداد	-------	گیارہ سو
اشاعت اول	-------	رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ الموافق دسمبر ۲۰۰۰ء
کمپوزنگ	-------	محمد اشرف فون نمبر: 7121573
ھدیہ	-------	اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں قبولیت کی دعاؤں کا متمنی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ زیادہ حقدار ہیں کہ انہیں راضی کریں۔

بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں
نہایت عقیدت واحترام کے ساتھ

جو جان ہیں تمام جہانوں کی
جو نہیں تو کوئی جہاں نہیں

درود پاک

اللھم صل علی سیدنا محمد

وعلی آل سیدنا محمد

وبارك وسلم

کیا خبر کیا سزا مجھ کو ملتی
میرے آقا ﷺ نے عزت بچا لی
فرد عصیاں میری مجھ سے لے کر
کالی کملی میں اپنی چھپا لی

کرنل (ر) محمد انور مدنی

برکات بسم اللہ شریف

بسم الله الرحمن الرحيم

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع جو نہایت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص بسم الله الرحمن الرحيم پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر حرف کے بدلے چار ہزار نیکیوں کا ثواب لکھے گا اور چار ہزار خطاؤں کو معاف فرمائے گا اور چار ہزار درجے بلند فرمائے گا (نزہتہ المجالس) اور بسم الله الرحمن الرحيم کے ۱۹ حروف ہیں۔ ایک دفعہ پڑھنے سے ۷۶ ہزار نیکیوں کا ثواب ۷۶ ہزار گناہ معاف اور ۷۶ ہزار درجات کی بلندی سبحان الله! میرے رب کریم کی عطا کے کیا کہنے۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" اللہ رب العالمین کی آخری کتاب قرآن کریم کا جوہر ہے جب کسی دل میں اتر جاتی ہے، گھر کر لیتی ہے۔ پھر اس میں کسی اور شے کی نہ گنجائش رہتی ہے نہ ضرورت جو رفعت، راحت، برکت اور عظمت اسے عطا ہے کسی دوسرے عمل کو نہیں۔

اسی میں جلال ہے اسی میں جمال اسی میں ہیبت بھی ہے اور قدرت بھی، عزت بھی ہے منزلت بھی، قوت بھی ہے جبروت بھی۔ بسم اللہ کی "ب" کے نقطے کی برکت سے فیض کے چشمے ابلا کرتے ہیں اور اللہ کریم کی ہر مخلوق خاکی ہو یا آبی، نوری ہو یا ناری، فیض یاب ہوتی ہے جب یہ نازل ہوئی تو شیطان نے اپنے سر پر خاک ڈالی اور اس پر پتھر برسائے گئے۔ اللہ رب العالمین نے اپنی عزت اور جلالت کی قسم کھائی کہ جس کام میں بھی میرا یہ برکت والا نام لیا جائے گا، برکت ہو گی۔ جس بیمار پہ پڑھا جائے گا شفا ہو گی۔ جو اسے پڑھے گا جنت نصیب ہو گی۔

فہرست مضامین

صفحہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

الصلوة والسلام علیك یا خاتم النبین

والحمد لله رب العالمین

روئے سخن

۱۔ اللہ تعالیٰ نے محبت کی تاکہ اس کی پہچان ہو بلکہ صوفیائے کرام تو کہتے ہیں اللہ تعالی نے فرمایا میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا پھر میں نے محبت کی اور میری پہچان میری محبت ہی ہے اور میری محبت وہ ہے جو سب سے زیاہ تعریف کیا گیا ہے اس کا نام نامی محمد ' ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کا مرتبہ یا منصب (Post) رسول ہے اور میرا رسول ہے (رسول اللہ) اللہ تعالی نے باقی انبیاء علیہم السلام کو ان کے ناموں سے پکارا۔ کچھ کو نبی اللہ کہا۔ لیکن ہمارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اللہ کہا۔ یہ محبوبیت ہے۔ رسالت کا منصب اپنے تمام تر اوصاف کے ساتھ مکمل ہے اس میں کسی کمی یا نقص وعیب کی گنجائش نہیں اور اہل عشق کے نزدیک یہی بات سمجھ والی ہے۔

۲۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ تعالی کا حبیب ہوں اور اس پر مجھے فخر نہیں وہ اس لئے کہ میں ہوں ہی اللہ تعالی کا حبیب میرا مرتبہ ہی اتنا اکمل ترین ہے کہ میری حقیقت اللہ تعالی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

۳۔ موجودہ دور بے دینی اور بد عقیدگی کا دور ہے۔ مسلمان جو کہ تعداد میں غیر مسلموں سے زیادہ ہیں اس وقت بڑی ذلت آمیز زندگی گزار رہے ہیں اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دوری اپنالی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ غیر مسلموں نے اسی وجہ سے ان کو متفرق کر کے مغلوب کیا ہوا ہے۔ عالم اسلام پہ ذرا نظر ڈالیں اہل خلیج اپنی عیاشیوں میں غرق ہیں اور دنیا کا شیطان کبیر 'امریکہ'' ان کے

وسائل کیسے ہڑپ کر رہا ہے۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ امریکہ کے نیو ورلڈ آرڈر میں اسلام کو منتشر کر کے مغلوب کرنا ہے اور وہ اپنے منصوبے کے تحت کام کر رہا ہے یہاں پھر اسی وجہ سے کہ مسلمانوں کے دل سے ان کے نبی کی محبت ختم کر دو۔ اس مقصد کے لئے عالمی سطح پر اسلام دشمن تحریکوں کی پشت پناہی کر رہا ہے۔ قادیانیت کے بدبودار ناسور کو پال رہا ہے اور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس، صفات، کمالات و معجزات کو بڑے الٹ پلٹ کر غلط توجیہ و تشریح کر کے بڑے بھونڈے انداز سے لٹریچر کے ذریعے نئی نسل میں پھیلا رہا ہے۔

۴۔ بے دین طبقہ تو یقیناً اس سے متاثر ہوگا ہی۔ لوگ جنہیں عالم کہتے ہیں وہ بھی بہک گئے ہیں اور اپنی تحریروں اور تقریروں میں آقا ﷺ کے مرتبہ رسالت اور اوصاف حمیدہ کو گھٹا کر اپنی سطح یعنی عام انسان کی سطح پر لا رہے ہیں اور اپنا مقدر جہنم بنا رہے ہیں۔ کیونکہ ایسا کرنا دراصل اس قدرت (اللہ تعالیٰ) کی توہین ہے جس نے یہ شاہکار بنایا ہے ایک مثال دیتا ہوں۔ آقا ﷺ کے چچا زادوں نے کبھی آپ ﷺ کو بھائی نہ کہا بلکہ یا رسول اللہ ﷺ کہا۔ آج کا مولوی آپ ﷺ کو بھائی کہتا ہے۔ کتنی گستاخی اور بے ادبی ہے۔ جن کا بھائی ہے انہوں نے تو بھائی نہ کہا اور جن کا بھائی نہیں وہ بھائی کہہ رہے ہیں۔ (استغفر اللہ) اسی طرح منصب رسالت میں نکتہ چینی کو انہوں نے اپنا مدعائے زندگی بنا لیا ہے اور اپنا بیڑہ خود ہی غرق کر رہے ہیں۔

۵۔ بندہ نے اپنے محبوب ﷺ کے اس بلند ترین اور اکمل ترین منصب رسالت (Post) جو اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ، فرما کر عطا کیا (پھر قلم کو حکم دیا تھا کہ لکھو لوح محفوظ پر اور پھر ساق عرش پھر بھی لکھوا کر مقام محبوبیت کی بلندیاں تمام کائنات کو بتا دیں) پر لکھنے کی جسارت کی

ہے تاکہ ان لوگوں کے ذہن صاف ہوں جو ابھی تک اس (Post) میں کسی کمی یا عیب کے شبہات میں مبتلا ہیں

۶۔ یاد رہے کہ عقل نہیں مانتی کہ اللہ تعالیٰ پہلے فرمائے محمد رسول اللہ ﷺ اور اسے لوح و عرش پہ لکھوائے اپنے نام کے ساتھ اور پھر بھی اس ہستی کی ذات اقدس کمالات صفات میں کوئی کمی یا عیب ہو۔ اگر کوئی ایسا سمجھے تو وہ فاترالعقل ہے۔

۷۔ اس کتاب کے آغاز میں ان الفاظ کے درست معانی کئے گئے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے منسوب ہیں مثلاً ظلم ۔ ذلت ۔ضلال اور دیگر متعدد الفاظ۔ کئی مفسرین و مترجمین نے ایسے الفاظ کے غلط ترجمے کر کے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے مثلاً "و من یضللہ" کا ترجمہ جسے (اللہ گمراہ کرے) کرتے ہیں۔ جو کہ غلط ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کو گمراہ نہیں کرتا۔ انسان شیطان کے بہکاوے میں آکر خود ہی گمراہ ہوتا ہے۔

۸۔ بندہ کی دیگر کتب "صاحب کلی علم غیب' مختار منتخب' اصل الموجودات' انوار والضحیٰ (سورۃ عبس کی تفسیر اور اس کی ابتدائی آیات کی صحیح سمجھ) اللہ تعالیٰ کی تلاش' شریعت و عشق' حاکم کائنات' الزام شرک کے رد میں' دربار رسول اللہ ﷺ کے فیصلے اور لذنبک و من ذنبک' کی تشریح اور معانی (ذنب والی آیات کی تشریح) ہزاروں کی تعداد میں ہزاروں عشاق حضرات کے لئے خوشبوئے محبوب ﷺ ثابت ہوئی ہے۔ انشاء اللہ اس کے ساتھ ساتھ سادہ لوح مسلمانوں کو بھی ان ایمان کے ڈاکوؤں سے بچائے گی جو لباس خضر پہن کر عبداللہ بن ابی ابن سلول جیسے جثے اور آوازیں اپنا کر دن رات توہین رسالت کے ارتکاب کر کر کے اپنی منزل جہنم بنا بیٹھے ہیں۔

۹۔ یا اللہ پاک ہمیں ان خبیثوں سے بچا اور جن پر تو نے انعامات کئے ان کے راستہ پر چلا ۔ آمین

حقیقت کیا ہے؟

رسول کریم ﷺ کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا

حقیقت مصطفیٰ ﷺ:۔ مطالع المسرات (جلاء دلائل الخیرات) میں مذکور ہے۔

(۱)۔ آقا ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ یا ابابکر لم یعلمنی حقیقة غیر ربی فاعرف ذلك یا ابو بکر میری حقیقت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ تو اچھی طرح جان لے ـــــــ چنانچہ یہ ہے حقیقت مصطفیٰ ﷺ:۔ اور یہ فرمایا جارہا ہے اس ہستی کو جو امت میں سب سے زیادہ افضل ہیں اور جس کے متعلق فرمان نبوی ﷺ ہے لو کنت متخذاً خلیلاً غیر ربی لا تخذت ابابکر ولکن ھو اخی و صاحبی (بخاری)۔ اگر میں اللہ کے سوا کسی اور کو دوست بناتا تو ابو بکر کو بناتا لیکن وہ میرا دینی بھائی اور ساتھی ہے۔ تو یہ ہے حقیقت کی بات کہ حقیقت مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ مگر آج کل جاہل اجڈ (ڈیڑھ چھٹانک کے مغز سے) آپ ﷺ کی ذات اقدس کے کمالات' جمالات' صفات اور معجزات کی نکتہ چینی ایسے کر رہا ہے جیسے اسے بہت پتہ ہے اس طرح یہ مولوی نما لوگ جو در حقیقت لباس خضر میں رہزن ہیں لوگوں کے ایمان پر ڈاکے ڈالتے ہیں گو کہ انہوں نے اپنا ایمان برباد کر کے جہنم کو اپنی منزل بنالیا ہوا ہے۔

قارئین کرام:

رسول کریم ﷺ کا فرمان مبارک ہے۔ لی وقت مع الله لایطلع ملك مقرب ولانبی مرسل۔ (ترجمہ) میرا ایک وقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے جسکے متعلق کوئی نبی رسول اور مقرب فرشتہ مطلع نہیں۔

حقیقت مصطفیٰ ﷺ جاننے والا کیا فرماتا ہے:۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا ﷺ کی شان اقدس میں ان گنت صفات بیان کی ہیں۔ جن کا ذکر آگے کیا ہے۔

(۱)۔ مجیب:۔ اول مُجیب لطاعة ربه وعبادته وتوحيده و معرفته والايمان يا محمد صلى الله عليه وسلم(ص ١٠٨)

(۲)۔ صادر:۔ اول صادر عن الله عزوجل و هوا لروح الاعظم والخليفة الاكبر (صلى الله عليه وسلم) (ص ١٢٥)

(۳)۔ اصل:۔ فقال صلى الله عليه وسلم انا مدد الملائكة والنبيين والمرسلين وسائر خلق الله اجمعين وانا اصل الموجودات والمبدا والمنتهى والى غايه الغايات ولا يتعدانى احد(ص ٢٦٥)

(۴)۔ سابق:۔ فهوالسابق فى الخلق والسابق الى الله تعالى والى كل خير من الفضل والعز والسعادة والسيادة النبوة والرسالة وهو السابق فى الخطاب والسابق بالجواب يوم القيامة ويوم الست وهو السابق بالسجود فى الذِكر اول ماجرى ذكره والسابق فى التقدير اللوح وعندذكر الانبياء والسابق فى الامامة والشفاعة ودخول الجنه والزيارة وسائر الخصال الحميده قال صلى الله عليه وسلم انا سابق العرب .(سابق في الخلق والسابق(الى الله تعالى)(ص ۱۲۷)

(۵)۔ فاتح:۔ حديث معراج عن ابى هريرة من طريق الربيع بن انس قول الله تعالى له وجعلتك فاتحاز وخاتماو قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فى ثنائه على ربه تعديد مراتبه ورفع لى

ذکری وجعلنی فاتحا وخاتمافیکون الفاتح بمعنی المبداالمقدم فی الانبیاء او الفاتح بصائر هم لمعرفة الحق والایمان بالله۔

(٦)۔ آدم:۔ ان ادم علیه السلام لما رای اسمه صلی الله علیه وسلم مکتوبا مع اسم ربه تعالی فشفع به فتاب علیه وغفرله و تلك اول توبة

(٧)۔ ذکر:۔ هوالاول فی المقادیر واول مذکور فی للوح ولکثرة ذکره له لا نه مکتوب علی العرش وعلی السموت وجمیع مواضعها

(٨)۔ مختار:. فهوالمخار المستخلص هو صلی الله علیه وسلم مصطفی الله تعالی و مختار ه و مستخلصه من خلقه وهوصفوة الخلاق وخیرتهم عندة عن کعب الاحبار قال فی التورات مکتوب قال الله محمد عبدی المتوکل المختار.

(٩)۔ امام:۔ شب معراج انك سید المرسلین وامام المتقین وقائد غر المحجلین معنی کونه سید المرسلین انه رئیسهم وزعیمهم والمستقدم علیهم وعظیم وشریفهم و کریمهم.

اللہ تعالیٰ نے کہا:۔ فقال عزوجل انت المختار المنتخب وعندك مستودع نوری. و کنوز هدایتی من اجلك اسطح البطحا

قارئین کرام

دیکھا رسول کریم ﷺ کی حقیقت اللہ تعالی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ محبّ جانے یا محبوب جانے۔

اول ہی اول

اول النبیین:۔ تفسیر در منثور میں ہے کہ شب معراج اللہ تعالی نے فرمایا۔ یہ باتیں آمنے سامنے ہوئیں۔و جعلتك اول النبین خلقا واخرھم بعثا آپ کو یارسول اللہ ﷺ۔ سب نبیوں سے اول (پہلے) بنایا اور سب کے آخر میں مبعوث فرمایا۔ فرمان الہی عندك مستودع نوری (مطالعہ المسرات)

اول نور:۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اول ما خلق اللہ نوری سب سے اول جو چیز پیدا کی گئی وہ میرا نور تھا اس میں دو الفاظ بہت قابل غور ہیں اللہ تعالی اور نوری (میرا نور) یعنی کہ کوئی تیسری شے نہیں ہے۔

اول مسلمان:۔ قرآن حکیم میں فرمان ہے۔ انا اول المسلمین (۶/۱۶۳ الانعام) سب سے پہلا مسلمان میں ہوں۔

اول عابد:۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے انا اول العابدین (۸۱/۴۳ الزخرف) سب سے پہلا عابد میں ہوں۔

اول مومن:۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ انا اول المومنین سب سے پہلا مومن میں ہوں۔

اول من قال بلی:۔ اللہ تعالی نے جب آدم کی پشت سے اس کی اولاد نکالی اور ان کو ان کی جانوں پر گواہ بنا کر پوچھا الست بربکم کیا میں تمہارا رب نہیں۔ قالوا بلی (سب نے کہا ہاں) سب سے پہلے آپ ﷺ نے فرمایا۔ بلی اسی لئے آپ ﷺ کا فرمان ہے انا اول من امن باللہ۔ سب سے پہلے اللہ پر میں ایمان لایا

اول مین ینشق عنه الارض:۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ میں پہلا ہوں جس سے زمین کھلے گی (مشکوۃ)

اول شافع:۔ قیامت کے دن سب سے پہلی شفاعت میں کروں گا (فرمان نبوی، مشکوۃ)

اول مشفع:۔ قیامت کے دن سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہو گی۔ (فرمان نبوی، مشکوۃ)

اول من یحرك حلق الجنة:۔ سب سے پہلا میں ہوں گا جو جنت کی زنجیر ہلائے گا۔ (فرمان نبوی، مشکوۃ)

اولین میں سب سے زیادہ عزت والا:۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ وانا اکرم الاولین والاخرین اگلوں اور پچھلوں میں سب سے زیادہ مکرم میں ہوں۔

نبوۃ قبل کل شی:۔ قال شیخ ابو محمد عبدالجلیل القصری فی شعبه فقداعملك رضی الله تعالی عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم عقدت له النبوة قبل کل شی (مطالع المسرات ص ۱۰۷) ہر شے سے قبل آپ ﷺ کو نبوت عطا کی گئی۔

حاصل کلام:۔ حاصل کلام یہ ہوا کہ ہمارے آقا ﷺ نور مجسم رحمة للعالمین رءوف رحیم ساری مخلوق سے اول ہیں۔ جو اول ہوتا ہے وہ حاکم بھی ہوتا ہے۔ وہ محبوب بھی ہوتا ہے وہ نور بھی ہوتا ہے۔ کیونکہ ابھی تو پتلا خاکی کا وجود بہت دور ہے۔ جو اصل ہوتا ہے وہ تمام موجودات کی اصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو اصل الموجودات بنایا ہے۔ مختار منتخب کیا ہے۔ کلی علم غیب عطا کیا ہے۔ حاضر و ناظر بنایا۔ اور آپ ﷺ کے لئے یہ کائنات تخلیق کی ہے اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو یہ کائنات نہ ہوتی۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ آپ ﷺ کو اپنا محبوب بنایا ہے۔ محبوب ایک ہی ہوتا ہے اور سب کچھ کا مالک ہوتا ہے---- اور محبوب ﷺ کا دشمن اپنا ہی دشمن ہوتا ہے جس کا ٹھکانہ جہنم کا ساتواں طبقہ ہے۔

كنت كنزاً مخفياً

اپنی عظمت و جلال کے کبریائی پردوں کے پیچھے

اللہ تعالیٰ نے کہا کنت کنزاً مخفیاً میں ابھی تک حجاب و اخفا کے نقابوں میں ہی تھا (میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا) تو اس نے چاہا کہ اپنے انوار مقدس جو چون و چرا کی کیفیت سے مبرا تھے۔ خفا و مکنون کے باطنوں سے اٹھا کر ظہور و جلوہ کے افلاک پر نمایاں کرے۔ اپنے فضل و الوہیت کے افق اور اپنی رحمت و ربوبیت کے مطلع پر اپنے جلال و جمال کی صفات کی چند شعاعیں ظاہر فرمائیں فاحببت ان اعرف (میں نے چاہا کہ اپنا تعارف کراؤں) کی توضیح کرنا چاہی تو اپنی حکمت بالغہ اور قدرت کاملہ سے موجودات کے ابتدائی آثار ظاہر کرنے شروع کئے اور پھر خلقت نور محمد ﷺ کا ظہور ہوا۔

(اس موضوع پر مختلف راویوں نے نفس مضمون کو مختلف الفاظ میں تحریر کیا ہے بعض نے تفصیل کے ساتھ اور بعض نے اجمال کو مد نظر رکھا ہے لیکن ان تمام روایتوں میں قدر مشترک یہ ہے کہ عالم موجودات میں باعث بات نہیں ہے لیکن اگر ان امور پر تحقیقی تدقیقی نظر ڈالی جائے کہ اٹھارہ ہزار عالم بنی نوع انسان کی تخلیق کا مقصد آقا ﷺ کے منصب و مرتبہ و شان کا اظہار تھا۔ تو بے جا نہ ہو گا۔

حوالہ جات:

طرز ۱۲۶	اسم الکتاب	مطبع
تذکرہ ۱۱	تذکرۃ الموضوعات للفتنی	تصویر بیروت
خفا ج ۲ (۱۹۱)	کشف الخفاء للعجلونی	مکتبہ دار القرآن
تنزیہ ج ۱ (۱۴۸)	تنزیہ الشریعۃ لابن عراق	قاہرہ
اسرار ۲۷۳	الاسرار المرفوعۃ لعلی القاری	موسستہ الرسالہ

فَاَحْبَبْتُ

میں نے محبت کی

نور محمدؐ ہو جا یعنی میری محبت میری پہچان بن جائے (فاجبت ان اعرف) مطلب سیدھا سادہ ہے وہ یہ کہ میری محبت ہی میری پہچان ہے۔ پھر اسی محبت نے یہ کہلوایا۔ کن نور محمد۔ نور محمد ہو جا اور محبوب ﷺ کے نور کی تخلیق ہوئی۔ اس نور نے محبت میں ڈوب کر سجدہ کیا اور سب سے پہلا عابد سب سے پہلا مومن بنا۔ فرمایا لا الہ الا اللہ آقا ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ انا اول العابدین (میں سب سے پہلا عبادت کرنے والا ہوں) انا اول المومنین (میں سب سے پہلا مومن ہوں اور اللہ کی توحید کا اقرار بھی کیا بلکہ اعلان کیا۔ یہ ایک عقلی دلیل ہے بلکہ قانون فطرت ہے کہ اللہ تعالی کی مخلوق اس کی تسبیح کرتی ہے۔ الم تر ان اللہ یسجد لہ من فی السموات و من فی الارض (۱۸/۲۲ آیت سجدہ) یا حبیب ﷺ کیا آپ نے نہ دیکھا کہ اللہ کے لئے سجدہ کرتے ہیں وہ جو آسمانوں اور زمین میں ہیں بلکہ فرمایا تم جو مجھے سجدہ نہیں کرتے تمہارے سائے مجھے سجدہ کرتے ہیں۔ دوسری جگہ فرمایا یسبح للہ ما فی السموآت وما فی الارض لہ الملك و لہ الحمد للہ هو علی کلی شئی قدیر (۶۴/۱ التغابن) اللہ کی تسبیح کرتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اسی کا مالک ہے اور اسی کی تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

محبت محبوب ﷺ میری پہچان

اللہ تعالی نے فرمایا ان اعرف تاکہ میں پہچانا جاؤں یعنی محبت محبوب ﷺ میری پہچان بن جائے۔ یعنی کہ میں محمد ﷺ کا رب ہوں۔ قرآن حکیم میں بار بار فرمایا۔ تیرے رب کی قسم اور واقعی اللہ تعالی کی پہچان کا پتا کائنات کو محمد مصطفےٰ ﷺ سے ہی ملا انبیاء علیہم اسلام کو بھی نور مصطفےٰ ﷺ سے نور الہی کا پتہ

چلا۔ کائنات کا ذرہ ذرہ آپ ﷺ کے نور سے بنا اور پھر قدرت الٰہی کا پتہ چل گیا۔
یہ ہے پہچان والی بات اللہ تعالیٰ اپنی پہچان کرانے کے لئے کہے میں محمد رسول اللہ ﷺ کا رب ہوں۔

ایک شبہ کا ازالہ

بعض روایات میں ہے کہ سب سے پہلے قلم، کی تخلیق کی گئی۔ یہ خلاف عقل ہے وہ اس لئے کہ قانون قدرت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ چونکہ خود رسول نہیں ہے اس لئے مخلوق کی تخلیق سے پہلے ان کا رسول تخلیق کرے۔ تا کہ مخلوق بغیر رسول کے نہ ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ رسول عام مخلوق سے افضل ہوتا ہے اس لئے مخلوق سے پہلے پیدا ہونا چاہئے نہ کہ مخلوق پہلے پیدا ہو۔ اسی نظام کے مطابق اگر قلم کی تخلیق پہلے ہو تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ قلم کا رسول کون تھا؟

جواب محبت۔۔ محبت ہی ہے

محمد رسول الله

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو دیکھا کہ عبادت و تسبیح میں مشغول ہیں اور اس کی الوہیت کا اعلان بھی کر چکے ہیں۔ محبت الٰہی جوش میں آئی اور فرمان ہوا محمد رسول اللہ ﷺ گویا کہ عنایات و نوازشات کی بارشیں کر دیں۔ یہ قدرت کے شاہکار کو نام و اعزاز سے معظم کرنا تھا اس مرحلہ پر ذرا رک جائیے اور غور کریں۔

ا۔ نام۔ محمد ﷺ رکھا گیا۔

ب۔ عہدہ۔ رسول۔ (رسالت ایک منصب (Post) ہے۔ جس کی تفصیل اگلے صفحات میں آئے گی۔)

ت۔ لفظ اللہ۔ کس کا رسول۔ بتا دیا گیا کہ میرا رسول ہے اور ابد تک تمام کائنات کے لئے ہے۔

۲۔ محبت کا تقاضا ہوتا ہے کہ محبوب کی بہت زیادہ تعریف کی جائے اور جس کی سب سے زیادہ تعریف کی جائے اسے محمد ' کہتے ہیں۔ چنانچہ جس ذات کا نام مبارک محمد ﷺ ہو اور نام رکھنے والا اللہ تعالیٰ ہو تو وہ ذات یقیناً ایسی ہوگی جس میں کوئی نقص یا کوئی کمی یا کوئی عیب نہ ہو۔ کیونکہ تعریف اسی کی ہی کی جاتی ہے جس میں کوئی نقص کمی یا عیب نہ ہو۔ یہ تو کبھی نہیں ہو سکتا بلکہ خلاف عقل ہے کہ ایک چیز جس میں عیب ہو اس کی سب سے زیادہ تعریف کی جائے۔

۳۔ رسالت کا اعزاز ایک ایسا منصب یا مرتبہ (Appointment Post) ہے جو کہ اللہ تعالی نے اپنے بعد اپنے سب سے محبوب ترین اپنے سب سے قریب ترین اپنی سب سے زیادہ تعریف کرنے والے (احمد) اپنے نائب کو عطا کیا اور پھر مکمل اوصاف کے ساتھ عطا کیا۔ یہ بات بھی خلاف عقل ہے کہ اعزاز عطا کر دے اور اوصاف عطا نہ کرے یا کہے کہ بعد میں کروں گا۔ یہ اللہ تعالی کی شان کے خلاف ہے۔ کسی چیز کا علم نہ ہونا جہالت ہے اور جس کسی کو اختیار نہ ہو وہ مجبوری ہے چنانچہ یہ ہو نہیں سکتا کہ اللہ تعالی اپنے حبیب ﷺ کو ایسی نقائص والی رسالت دے۔

۴۔ قصہ مختصر اللہ تعالی جو بالذات ہر عیب و نقص سے پاک ہے اس نے اپنے حبیب ﷺ کو **محمدؐ** بنا کر بھیجا اور رسالت کے رتبہ سے نوازا اس لئے محمد ﷺ میں کمی یا عیب ہو ہی نہیں سکتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم آپ ﷺ کو بے عیب مانتے تھے۔ سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں۔ **خلقت مبرا من کل عیب کانک قد خلقت کما تشاء**

ترجمہ:۔ یارسول اللہ ﷺ آپ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے ہیں۔

عقلی دلیل

تخلیق شاہکار قدرت تخلیقِ الٰہی ایک بے مثل بے عیب اور بہت زیادہ تعریف کیا گیا ہی ہونا چاہئے اور مرتبہ کے لحاظ سے بلند ترین صفات کے لحاظ سے اکمل ترین اور درجہ محبوبیت کامل ترین ہونا چاہئے یہی تو اللہ تعالیٰ کی شان جلوہ گری ہے۔ کہ اس نے اپنے آپ کی پہچان کروانے کے لئے محبت کی بلکہ اپنی محبت کو اپنی پہچان بنایا اور اپنے حبیب ﷺ کو محمد رسول اللہ ﷺ کہا اگر کوئی شخص گمان بھی کرے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت میں کوئی کمی یا نقص و عیب ہے۔ تو وہ شخص دراصل اللہ تعالیٰ کی شان قدرت میں نقص و عیب نکال رہا ہے اور یہ نہایت ہی سنگین گستاخی اور کفر ہے۔

قلم۔ لکھ۔ محمد رسول اللہ ﷺ

اللہ تعالیٰ نے پھر لکھوایا

اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ، فرمانے کے بعد چاہا کہ اس کو لکھا بھی جائے اس نور مبارک نے جہاں چاہا سیر کرتا رہا اور جب جل شانہٗ کی حکمت اس بات کی مقتضی ہوئی کہ اس بابرکت ذات کا ظہور اس منصۂ شہود پر کیا جائے تو اس نور کے چار حصے کر دیئے۔ پہلے حصے سے قلم۔ دوسرے حصے سے لوح تیسرے حصے سے عرش پیدا کیا۔ اب قلم بھی تھا اور لوح بھی قلم کو حکم ہوا "اکتب" "لکھ"۔ قلم نے دریافت کیا ابتدا کہاں سے کروں فرمایا بسم اللہ الرحمن الرحیم سے کرو۔ جب بسم اللہ لکھی تو نام الٰہی کی ہیبت سے اس کا قط شق ہو گیا اور کئی سال اسی محویت کے عالم میں تختی پر ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد الرحمٰن کی کتابت سے مزید شق ہوا اور الرحیم کی کتابت سے مزید شق ہوا۔ اس کتابت اور وقفہ میں مزید نو سو سال کی مدت گزری اس کے بعد حکم ہوا لکھو انی انا اللہ لا الہ الا انا و محمد رسول اللہ

قلم کو عظمت مصطفےٰ ﷺ کا صلہ

کتاب ظہار میں لکھا ہے کہ جب قلم نے نام نامی اسم گرامی سرکار دو عالم ﷺ لکھا تو بارگاہ احدیت میں سر بسجود ہو گیا اور ایک ہزار سال سجدہ میں پڑا رہا۔ اس کے بعد سر اٹھایا اور بارگاہ رسالت میں سلام کیا لیکن خالق عالم نے حضور ﷺ کی طرف سے سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا وعلیك السلام و علیك منی الرحمة او جبت لك رحمتی وسمع وصدق به وامن به ترجمہ اے قلم تجھ پر سلامتی ہو اور تجھ پر میری جانب سے رحمت ہو تو نے اپنے لئے جنت واجب کر لی۔

عرش کا قرار۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے عرش کو پانی پر پیدا فرمایا۔ یہ بے قرار ہوا اس کے چار لاکھ پائے ہیں۔ ہر پائے سے دوسرے پائے کا فاصلہ چار لاکھ سال مدت کی راہ ہے۔ جب اس پر لکھا "لا اله الله محمد رسول الله " تو عرش کو قرار آ گیا۔ اس کو اٹھانے کے لئے چار فرشتے پیدا کئے مگر وہ اٹھا نہ سکے یہ فرشتے ہر وقت یہ پڑھتے ہیں سبحانك اللهم وبحمدك لك الحمد علی حلمك بعد علمك پھر اللہ تعالیٰ نے مزید چار فرشتے پیدا کئے تو ان آٹھ فرشتوں نے عرش معلیٰ کو اٹھا ہوا ہے۔ یہ چار فرشتے ہر وقت یہ پڑھتے ہیں سبحانك اللهم و بحمدك لك الحمد علی عفوك بعد قدرتك۔

لکھوانا (کتابت)

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ اور ہمارے آقا ﷺ کے مرتبے و منصب کو لوح محفوظ اور عرش معلیٰ پر لکھوایا جب کسی چیز کی کتابت ہو جائے تو وہ دستاویز بہت مستند سمجھی جاتی ہے اور جب لکھوانے والا اللہ تعالیٰ ہو تو پھر اس لکھی ہوئی یعنی اس مکتوب میں کسی چیز کی کمی نہیں ہوتی اور نہ ہی کوئی عیب ہوتا ہے۔

محبت محمد مصطفیٰ ﷺ ہے کیا؟

محبت کے معنی۔

یہ حب سے ہے اس کے معنی محبت کرنا۔ پسند کرنا کے ہیں (حب یحب حباوحبا) کا مطلب To Love پھر اسی سے ہی لفظ حبیب اور محبوب بنا ہے یعنی دوست پیارا۔ Beloved Liked اور اسی سے لفظ محبّ نکلا ہے جس کے معنی محبت کرنے والا یعنی Lover ہے۔ محبت رسول ﷺ ایک نور ہے جو مقدر سے ملتا ہے اور نور مجسم رحمتہ للعالمین کی نگاہ کرم سے ہی ملتا ہے۔

محبوب کی تعریف۔

جس سے محبت ہو پھر ہر وقت اس کی یاد ستاتی رہتی ہے اور لبوں پر اس کا ذکر رہتا ہے اس کی ہر ادا کی تعریف کی جاتی ہے۔ اس کے ہر غم اور خوشی سے بھی محبت ہو جاتی ہے ہمارے آقا ﷺ سب سے زیادہ تعریف کیے گئے ہیں اسی لئے آپ ﷺ کا نام مبارک محمد ﷺ ہے جو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے نور مبارک کی تخلیق کرتے وقت فرمایا۔

پیمانہ محبت۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ سے اپنے انداز میں محبت کی۔ فرمایا لولاك لما خلقت الافلاك (یا حبیب اگر آپ نہ ہوتے تو میں یہ کائنات پیدا نہ کرتا) پھر فرمایا لولاك لما اظهرت الربوبيتى ہونا چاہے (یا حبیب اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنے رب ہونے کو ظاہر نہ فرماتا) یہ باتیں تو بہت ہی بڑی ہیں جو محبّ اور حبیب کے درمیان ہیں۔ لیکن ہمارے لئے پیمانہ محبت بھی بنا دیا۔ ملاحظہ ہو۔

محبت کا پیمانہ

قل ان کان اباء و کم و ابناء و کم و اخوانکم و ازواجکم و عشیر تکم و اموال اقتر فتموھا و تجارۃ تخشون کسادھا و مسکن ترضونھا آحب الیکم من اللہ ورسولہ و جھاد فی سبیلہ فتر بصوا حتی یاتی اللہ بامرہ واللہ لا یھدی القوم الفسقین (۹/۲۴)۔

آپ فرمائیں اگر تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ تمہاری کمائی کے مال اور وہ تجارت جس میں نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان۔ کیا یہ چیزیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو انتظار کرو۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لائے اور اللہ تعالیٰ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

ایمان کا پیمانہ۔

فرمان نبوی ہے لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین تم میں کوئی مومن نہیں ہو سکتا تا آنکہ میں اسے اس کے والدین اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔ اسی بنا پر منافقین مدینہ اپنا ایمان گنوا بیٹھے کیونکہ انہوں نے محبت کرنے کی بجائے آپ ﷺ کی ذات، صفات، کمالات، جمالات، معجزات میں نکتہ چینی شروع کر دی تھی اور یہاں تو چونکہ معاملہ محبوب ﷺ کا ہے جو کہ حاکم کائنات بھی ہے اس لئے محبت، ادب اور ایمان کی تکون کے اندر ہونا لازمی ہے۔ جو نہ ہو گا وہ باغی تصور کیا جائے گا اور باغی کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

پیمانہ محبت کے اوزان

اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۲۴ میں انسان کی تمام مجبوریاں گنوا دیں مثلاً:۔

۱۔ تمام رشتے جو انسان کو پیارے ہوتے ہیں ماں باپ بیٹے بھائی بیوی اور قبیلے۔

۲۔ تمام مادی ضرورتیں جو زندگی میں ضروری ہوتی ہیں۔ مال و دولت' تجارت اور خوبصورت مکانات جنہیں وہ بڑی محنت اور پسند سے بناتا ہے۔

۳۔ ان تمام کو مشروط کر دیا محبوب ﷺ کی محبت کے ساتھ یعنی کہ حاکم کائنات زیادہ محبوب ہونا چاہئے ان تمام دنیاوی چیزوں سے۔

۴۔ آگے اپنا فیصلہ بھی سنادیا کہ آیا یہ میرے محبوب پاک سے زیادہ تمہیں عزیز ہیں۔

۵۔ پھر میرے عذاب کا انتظار کرو۔

۶۔ آخری بات یہ کر دی کہ میں فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا گویا کہ جو جو میرے محبوب ﷺ سے زیادہ ان رشتوں اور چیزوں سے محبت کریں گے وہ ہدایت سے محروم ہو جائیں گے فاسق ہوں گے اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔

حقائق محبت مسجد ضرار

مسجد کو بیت اللہ کہتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کا گھر اور مقام ادب ہے جیسا کہ مسجد ہمیشہ تک مسجد رہتی ہے اس کو گرا کر اسے پلاٹ کے طور پر استعمال کرنا منع ہے یعنی کہ اللہ تعالیٰ کے گھر کو اس کا گھر ہی رہنے دیں اسے گرانا نہیں چاہئے۔ منافقین نے مدینہ منورہ میں ایک چال کے تحت ایک مسجد (قبا میں) بنائی جہاں وہ آقا ﷺ اور مومنوں کے خلاف منصوبے بناتے تھے پھر کفار مکہ مکرمہ کو بتاتے رہتے تھے۔ لیکن ظاہری طور پر اپنے آپ کو مسلمان دکھاتے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ میں منافقین کی اس مسجد کو مسجد ضرار قرار دیا۔ جسے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے گرادیا۔

انا اصل الموجودات

فرمان رسول کریم ﷺ

جملہ موجودات کی اصل حضور ﷺ ہیں

صاحب روح البیان جلد ۱۰ صفحہ ۴۵۶ کی عبارت ملاحظہ ہو:)

قال بعض العارفین الحقیقة المحمدیة اصل مادة کل حقیقة وکل حقیقة تکونت والیه ترجع الامر کله۔	عارفین نے فرمایا حقیقت محمدیہ ہر شے کی اصل مادہ ہے اور ہر شے کا ظہور آپ سے ہے۔ اسی لئے ہر امر آپ کی طرف لوٹتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ولسوف یعطیک ربک فترضی

اور آپ راضی نہ ہوں گے جب تک آپ سے جو کچھ جدا ہو گیا وہ واپس نہ آئے۔ اسی لیے جمال والے آپ کے جمال کے نزدیک اور اہل جلال آپ کے جلال کے نزدیک جمع ہوں گے۔

اور حضرت ابن عطار حمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ گویا اللہ تعالیٰ اپنے نبی پاک ﷺ سے فرماتا ہے کہ کیا آپ معطی کی عطا سے راضی ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں مجھے تو معطی چاہئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

انک لعلی خلق عظیم (بیشک آپ خلق عظیم والے ہیں)۔

یعنی ہمت جلیلہ والے' کہ آپ پر اکوان کی کوئی شے اثر انداز نہ ہو گی اور نہ ہی اللہ تعالیٰ آپ کے لئے کوئی اور شے پسند کرے گا۔

نورانیت رسول کریم ﷺ

قد جائکم من اللہ نور و کتب مبین ٥

ترجمہ: بیشک تمہارے پاس آئے اللہ سے ایک نور (محمد ﷺ) آیا اور روشن کتاب (۵/۱۵)

اہل کتاب سے خطاب :۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) سے ارشاد فرمایا۔ **یا اھل الکتب قد جاء کم رسولنا یبین لکم کثیرا مما کنتم تخفون من الکتب و یعفوا عن کثیر قد جاء کم من اللہ نورو کتاب مبین ٥ یھدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلم و یحزجھم من الظلمت الی النور باذنہ ویھدیھم الی صراط مستقیم ٥**

(۵/۱۶)

ترجمہ:۔ اے اہل کتاب (یعنی اے یہود و نصاریٰ) بیشک تمہارے ہاں ہمارے رسول ﷺ تشریف لائے وہ (محمد ﷺ) بتقاضائے مصلحت تمہیں تھوڑا تھوڑا کر کے بیان فرمائیں گے بہت سی باتیں جنہیں تم اپنی کتاب سے چھپا دیتے ہو (یعنی نبی کریم ﷺ کے اوصاف و کمالات اور آیہ رجم وغیرہ) اور بہت سی باتیں وہ (ﷺ) تمہیں معاف فرما دیتے ہیں۔ بیشک تمہارے ہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور (محمد ﷺ) اور کتاب ہدایت آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے ہدایت دیتا ہے۔ جس نے حضور ﷺ کا اتباع کر کے ان کو راضی کیا۔ سلامتی اور عتاب سے نجات کے راستے (یعنی شریعت مقدسہ جس پر اہل اسلام کو چلانا مقصود ہے) اور انہیں نکالتے ہیں اندھیروں میں سے نور کی طرف اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور وہ انہیں سیدھی راہ کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

احادیث پاک در ثبوت نورانیت مصطفیٰ ﷺ

حدیث شریف:! حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا

انا من اللہ والمومنون منی

میں اللہ تعالیٰ سے ہوں اور مومنین مجھ سے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق فرمائی کے قد جاء کم من اللہ نور و کتب مبین ٥

حدیث شریف ۲: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔

کنت نورا بین یدی ربی قبل خلق ادم باربعۃ عشر الف عام و کان یسبح ذلك النور و تسبح الملائکۃ تسبیحہ فلما خلق اللہ ادم القی ذلك النور فی صلبہ.

میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ہزار سال قبل اللہ تعالیٰ کے ہاں نور تھا جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتا تھا ان کو دیکھ کر ملائکہ کرام ان کی تقلید میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتے تھے۔ جب آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تو وہ نور حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں رکھا گیا۔

حدیث شریف ۳:۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ سے مروی ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ جب آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو عالم علوی سے زمین کی طرف اتار کر آدم علیہ السلام کی پشت میں بطور امانت رکھا اس کے بعد مجھے حضرت نوح علیہ السلام کے ہاں ٹھہرایا گیا۔ جب ان کی کشتی طوفان سے کنارے لگ رہی تھی میں ان کے ساتھ تھا، پھر مجھے ابراہیم علیہ السلام کی پشت مبارک میں منتقل کیا گیا۔ اسی طرح میں پاک پشتوں سے پاک شکموں کی طرف منتقل ہوتا ہوا اپنے ماں باپ کے ہاں تشریف لایا اور مجھے ایسی پشتوں اور شکموں میں منتقل کیا گیا جو زنا کے نزدیک بھی نہ پھٹکے۔

تفسیر کبیر :۔ امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں۔ ان المراد بالنور محمد (ﷺ) ہیں۔ اللہ تعالی نے کہا مطلع سید الانوار وھو محمد فمن نورہ خلقت الانوار جمیعا یعنی محمد ﷺ کے نور سے باقی خلقت کو پیدا کیا۔

مواہب لدنیہ۔ نور کی تخلیق:۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کا نور پیدا کیا (یعنی آپ کے نور پر کمالات اور نبوت کی حفاظت کی اور آپ کی خلقت کو اللہ تعالی نے اکمل کیا) اس کو یہ امر فرمایا کہ انبیاء علیھم السلام کے نور کی طرف دیکھے آپ ﷺ کے نور نے ان انبیاءؑ علیھم السلام کو اس درجہ ڈھانپ لیا جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے ان کو یوں گویا کیا۔ یارب تعالیٰ یہ کون شخص ہے جس کے نور پاک نے ہم کو ڈھانپ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ محمد بن عبداللہ کا نور ہے۔ اگر تم اس پر ایمان لاتے ہو تو تم کو انبیاء کرام کا منصب عطا کر دیتا ہوں۔ کل انبیاء علیھم السلام نے کہا ہم آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی نبوت پر ایمان لائے۔

مدارج النبوت:۔ میں شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

وہی اول وہی آخر:۔ ھوا لاول والاخر والظاھر والباطن و ھو بکل شئی علیم (وہی ذات اول و آخر اور ظاہر و باطن ہے اور وہ ہر شے کا جاننے والا ہے) یہ کلمات اعجاز اللہ تعالی کے اسماء حسنیٰ میں حمد و ثناء پر بھی مشتمل ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں اپنی کبریائی کے ذکر و بیان کے خطبہ میں ارشاد فرمایا اور حضور اکرم سید عالم ﷺ کی نعت وصفت کو بھی شامل ہیں کیونکہ حق سبحانہ و تعالی نے ان اسماءؑ و صفات کے ساتھ آپ ﷺ کی توصیف فرمائی باوجودیکہ یہ اسماء منجملہ اسماء حسنی بھی ہیں۔ اور وحی متلو (جس کی تلاوت نہ کی جائے جو بغیر کسی واسطہ کے القاء، خواب اور براہ راست کلام الٰہی کا نزول ہو) ان دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کا نام نامی اسم گرامی قرار دے کر آپ ﷺ کے

حلیہ مبارک، حسن وجمال اور کمال وخصال کا آئینہ وار بنایا۔ اگرچہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء صفات سے متخلق ومتصف ہیں اس کے باوجود خصوصیت کے ساتھ ان میں سے کچھ صفات کو نامزد کر کے گنایا۔ مثلاً نور، علیم حکیم، مومن، حسین، ولی، ہادی، رؤف اور رحیم وغیرہ۔ اور یہ چاروں مذکورہ اسماء صفات یعنی اول آخر، باطن بھی انہیں قبیل سے ہیں

شان ظاہر وباطن:۔ اب رہا آپ ﷺ کا ظاہر وباطن ہونا تو آپ ﷺ ہی کے انوار نے پورے آفاق کو گھیر رکھا ہے۔ جس سے سارا جہاں روشن ہے۔ کسی کا ظہور آپ ﷺ کے ظہور کی مانند اور کسی کا نور آپ ﷺ کے نور پاک کے ہم پلہ نہیں۔ نور باطن سے مراد آپ ﷺ کے وہ اسرار ہیں جن کی حقیقت کا ادراک ناممکن ہے۔ اور قریب اور بعید کے لوگ آپ ﷺ کے جمال اور کمال میں کھو کر رہ گئے ہیں۔

ہر شے کے جاننے والے:۔ **وھو بکل شئی علیم** (وہی ہر شے کا جاننے والا ہے) کا ارشاد بلاشبہ حضور اکرم ﷺ ہی کے لئے ہے۔ کیونکہ **فوق کل ذی علم علیم** (ہر صاحب علم کے اوپر اور زیادہ جاننے والا ہے) کی صفات آپ ﷺ ہی میں موجود ہیں۔ **علیہ من الصلوت افضلھا و من التحیات اتمھا واکملھا.**

سرورِ کونین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ آفرینش میں

تمام انبیاء (علیہم السلام) سے اول ہیں۔ اور آپ ﷺ کی نبوت تمام انبیاء علیہم السلام پر مقدم ہے۔

ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں اور ابو نعیم نے الدلائل میں بہ طرق متعددہ حضرت قتادہؓ سے انہوں نے حضرت حسن رحمتہ اللہ علیہ سے انہوں نے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس آیت کریمہ واذ اخذنا من النبین میثاقھم الایہ۔ کی تفسیر کے تحت روایت کی کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ میں آفرینش میں "اول" اور بعثت میں ان کے بعد ہوں مگر میرے منصب نبوت کو ان سے پہلے ظاہر فرمایا گیا۔

ملاء اعلیٰ پر حضور ﷺ کا اسم مبارک

حاکم، بیہقی اور طبرانی نے "صغیر" میں اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا حضرت آدم علیہ السلام سے جب خطا سرزد ہو گئی تو انہوں نے التجا کی "یارب! بہ حق محمد ﷺ مجھے بخش دے"۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "تم نے محمد (ﷺ) کو کس طرح جانا؟"

عرض کیا "جب تو نے میرے پتلے کو اپنے دست مبارک سے بنایا اور جان آفرینی کی، میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ عرش اعلیٰ کے ستونوں پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ لکھا ہوا ہے۔ تو میں نے جان لیا کہ جس ذات قدس کا نام نامی تیرے اسم گرامی کے ساتھ مکتوب ہے یقیناً وہ تیری بارگاہ میں دیگر ساری مخلوق سے اعلیٰ و محترم ہو گا"۔

رب عظیم نے فرمایا "یا آدم! تم نے ٹھیک سمجھا، اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں نہ تم کو پیدا کرتا نہ کائنات کو۔ حدیث قدسی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لولاك لما خلقت الا فلاك اس حدیث قدسی کے یہی معنی ہیں یہی یہ تمام کائنات اور عالم اجساد صدقہ ہے وجود بابرکت جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا۔

ابن عساکر نے کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو انبیاء مرسلین کی گنتی کے برابر لاٹھیاں دیں (یہ تعین نہیں کیا جاسکتا کہ وہ لاٹھیاں کتنی اور کیسی تھیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)
بعد ازاں حضرت آدم علیہ السلام اپنے فرزند حضرت شیث علیہ السلام کے پاس تشریف لائے اور فرمایا۔ "اے میرے فرزند! میرے بعد جب تم میرے قائم مقام ہو تو اس منصب و خلافت کی عمارۃ بالتقوی اور عروۃ الوثقی کے ساتھ لو۔ اور جب تم حق تبارک و تعالیٰ کا ذکر کرو تو اس کے ساتھ ہی نام نامی محمد رسول اللہ ﷺ کا لیا کرو، کیوں کہ میں نے عرش الٰہی کے ستونوں پر آپ ﷺ کا نام نامی اس وقت لکھا دیکھا جب کہ میں روح و مٹی کے درمیانی مرحلہ میں تھا۔ اس کے بعد مجھے آسمانوں میں پھرلیا گیا تو میں نے آسمان میں ہر جگہ اور ہر مقام پر محمد (ﷺ) لکھا دیکھا۔ پھر میرے رب تعالیٰ نے مجھے جنت میں ٹھہرایا تو میں نے جنت میں ہر محل اور ہر دریچہ پر اسم محمدؐ (ﷺ) تحریر دیکھا۔ نیز میں نے نام محمد (ﷺ) کو حور العین کی پیشانیوں پر اور جنت کے برگ و درخت ہائے سر سبز پر اور درخت طوبیٰ کے ہر پتہ اور سدرۃ المنتہیٰ کے ہر ورق پر اور پردوں کے ہر گوشے پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان لکھا دیکھا ہے، تو تم اس اسم گرامی کا کثرت سے ذکر کرو کیونکہ فرشتے ہر آن اس کا ورد کرتے ہیں۔

نور مصطفے ﷺ کی ایجاد کی کیفیات اور اس سے مکنونات کا اخراج

اس ضمن میں ہم شیخ سعید سید گاذرونی اور شیخ المشائخ شیخ سعد الدین حموی کی کتاب وسیلہ سے اور الصدیقین سے بعض نکات بیان کرتے ہیں۔

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے رسالت ماب ﷺ سے دریافت کیا کہ موجودات سے پہلے رب کریم نے کس چیز کو پیدا فرمایا۔ رسول خدا نے فرمایاھو نور نبیك اے جابر وہ تمہارے نبی کا نور تھا۔ یعنی پہلے اس نور کو پیدا فرمایا اشیاء اس سے پیدا فرمائیں۔ جب یہ نور پر سرور اپنے مرکز سے منصۂ شہود پر آیا تو دس ہزار سال تک اس کو قرب خاص میں رکھا۔ اور اس کو چار حصوں میں تقسیم فرمایا۔ ایک حصہ سے عرش دوسرے سے کرسی تیسرے حصہ سے حاملین عرش کو اور چوتھے حصہ کو بارہ ہزار سال مقام محبت میں رکھا۔ اس کے بعد اس قسم چہارم کو ہر چار حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ سے قلم۔ دوسرے حصہ سے لوح۔ تیسرے حصہ سے جنت کو تخلیق فرمایا اور چوتھے حصے کو ہر چار حصوں میں تقسیم کیا۔ لیکن تقسیم سے قبل اس کو مقام خوف میں بارہ ہزار سال رکھا۔ اس کے پہلے حصہ سے ملائکہ کرام دوسرے سے آفتاب تیسرے سے ماہتاب کو پیدا کیا اور چوتھے حصہ کو بارہ ہزار سال مقام رجا میں رکھا اور اس کے بعد اس کو پھر چار حصوں میں تقسم کیا پہلے حصہ سے عقل دوسرے حصہ کو مقام حیا میں بارہ ہزار سال رکھا اس کے بعد اس پر خصوصی توجہ فرمائی جو غایت حیا میں پانی پانی ہو گیا جس سے چار ہزار ایک سو بیس نور کے قطرے ٹپکے اور ہر ہر قطرے سے ارواح انبیاء پیدا ہوئیں اور جب ارواح انبیاء کرام نے سانس لیا تو اس سے اولیاء، شہداء، صلحاء سعداء اور اطاعت کرنے والوں کی ارواح کو پیدا کیا۔

طریقہ تخلیق

خالق:۔ اللہ تعالی ہی خالق کائنات ہے۔ قرآن میں بہت سے مقامات پر یہ ذکر آیا ہے هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا (۲/۲۹) وہی ہے جس نے تمہارے لئے پیدا کیا جو کچھ زمین میں ہے۔

کیا پیدا کرتا ہے:۔ یخلق مایشآء والله علی کل شئی قدیر (۵/۱۷) جو چاہے پیدا کرتا ہے اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

طریقہ تخلیق:۔ وقد خلقکم اطوارا (۷۱/۱۴) اس نے تمہیں طرح طرح تخلیق کیا۔ دیکھیں آدم علیہ السلام کو بغیر مذکر و مونث کے۔ عیسی علیہ السلام کو بغیر مذکر کے۔ اللہ تعالی کی حکمت کاملہ تھی کہ بغیر باپ کے اگر حضرت عیسی علیہ السلام کو روح القدس نبی پیدا کر سکتا ہے اور باوجود روح القدس ہونے کے پھر بھی وہ اس کے بندے اور رسول کہلا سکتے ہیں تو محمد مصطفی ﷺ کو والد ماجد کے وجود سے والدہ ماجدہ کے باطن پاک میں نور نقل فرما کر روح اللہ کی طرح نور اللہ کا ظہور فرما سکتا ہے۔ جو اس کا بندہ اور رسول کہلا سکتا ہے تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو بوساطت ماں باپ کے نور پیدا فرمایا۔ یہ اس معبود خالق خلاق العظیم اور خلاق العلیم کی قدرت کا نشان ہے۔ جس سے کوئی مومن مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔

وجود نوری انسانی لباس:۔ آقا ﷺ کی حقیقت نور ہے۔ اور اللہ تعالی نے اس بات کو دکھانے کے لئے کہ نوری وجود انسانی لباس میں آ سکتا ہے اور وہ رسول کہلاتا ہے۔ سورہ مریم پڑھیں اللہ تعالی کہتا ہے فارسلنا الیها روحنا فتمثل لها بشرا سویا حضرت جبریل علیہ السلام کو بی بی مریم کے پاس بھیجا بالکل مکمل بشری صورت میں جنہیں دیکھ کر حضرت مریم نے کہا میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تجھے خدا کا ڈر ہے۔ پھر جبریل بولے قال انما انا رسول ربك میں

تیرے رب کا رسول (بھیجا ہوا) ہوں۔ حضرت جبریل علیہ السلام آقا ﷺ کے دربار میں بھی۔ انسانی شکل میں آئے۔ دو فرشتے ہاروت اور ماروت بھی اسم اعظم پڑھ کر انسانی شکل میں زمین پر آتے تھے۔

کوئی مقام حیرت نہیں:۔ مندرجہ بالا تحقیق سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور وہ خالق ہے۔ چنانچہ جس طرح چاہے جسے پیدا کر دے ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میں نے ہر چیز کو پانی سے پیدا کیا۔ دیکھو جنات کو بغیر دھویں کی آگ سے پیدا کیا جگنو کو اندھیری رات میں دیکھو۔ اس کے جسم کے کسی حصے میں نور رکھ دیا جو اس کی اڑان کے درمیان چمکتا ہے اس میں نور بھی ہے اور مٹی کا بنا ہوا ہے۔ قیامت کے دن مومن مردوں اور مومن عورتوں کے داہنے اور آگے سے نور نکلے گا۔ حالانکہ یہ مٹی کے پتلے ہیں۔ (سورۃ الحدید)

نور مجسم ﷺ کی نوری شعائیں

پیشانی مبارک سے نور کا ظہور:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرمایا میں بیٹھی سوت کات رہی تھی اور نبی کریم ﷺ اپنا جوتا سی رہے تھے اور آپ ﷺ کا ماتھا مبارک پسینہ دے رہا تھا اور پسینہ مبارک سے نور ظاہر ہوتا تھا۔ تو میں حیران رہ گئی اور نبی کریم ﷺ کی طرف دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے عائشہ (رضی اللہ عنہا)۔ تو حیران ہے۔ میں نے عرض کیا حضور (ﷺ) جناب کے ماتھے سے پسینہ ٹپک رہا ہے اور پسینہ مبارک نور پیدا کر رہا ہے۔ اگر ابو بکر ہذلی آپ کو دیکھ لے تو اسے بھی معلوم ہو جائے۔ (الکبریٰ بیہقی !۴۲)

بغلوں سے ظہور نور:۔ ابو موسیٰ اشعری نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے دعا فرمائی اور اپنے دونوں دست مبارک اٹھائے اور میں نے آپ ﷺ کے دونوں بغلوں کی سفیدی دیکھی۔ یعنی روشنی کا ظہور، آپ ﷺ کے نوری ہونے کی دلیل ہے۔ (بخاری شریف)

رخ انور کا نور مبارک:۔ عبدالرحمٰن بن کعب فرماتے ہیں میں نے کعب بن مالک سے سنا فرماتے ہیں جب میں نے مصطفیٰ ﷺ پر سلام عرض کیا۔ آپ ﷺ کا رخ انور چمکتا تھا اور جب آپ ﷺ خوش ہوتے تو آپ ﷺ کا چہرہ مبارک منور ہوتا۔ گویا کہ چاند کا ٹکڑا ہے (المستدرک ۲/۶۰۵)

چاند کا دو ٹکڑے ہونا:۔ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے فرمایا چاند ٹکڑے ہوا اور ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ چاند دو ٹکڑے ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ تم گواہ رہو۔ تم گواہ رہو۔ (بخاری شریف)

دانتوں سے نور مبارک:۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ کلام فرماتے تو آپ ﷺ کے سامنے کے دونوں دانتوں مبارک سے نور نکلتا دکھائی دیتا تھا۔ (شمائل ترمذی ۳)

لاٹھی نوری جسم مبارک سے مس ہوئی لکڑی میں بھی روشنی آ گئی:۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسد بن حضیر اور عباد بن بشیر نبی کریم ﷺ کے دربار سے رات کو باہر نکلے اندھیرا سخت تھا۔ دونوں کے ہاتھوں میں لاٹھیاں تھیں اور آقا ﷺ کے ہاتھ سے مس ہونے سے ایک لاٹھی روشن ہو گئی حتیٰ کہ وہ اس کی روشنی میں چلے اور پھر ایک موڑ پر دوسرے نے دوسری طرف جانا تھا تو اس کی لاٹھی کو اس روشن لاٹھی سے مس کیا تو وہ بھی روشن ہو گئی۔

نور کا سایہ نور ہے
نفی سایہ رسول کی احادیث مبارکہ

(۱)۔ قال عثمان رضی الله تعالی عنه ان الله ما ادقع ظلك على الارض لئلا يضع انسان قدمة على ذالك الظل ہ

(تفسیر مدارک و روح البیان وغیرہا)

ترجمہ۔ امیر المومنین عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالی عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیه وعلی آله وسلم سے عرض کی بے شک اللہ تعالی نے حضور صلی اللہ علیه وعلی آله وسلم کا سایہ زمین پر نہ ڈالا کہ کوئی شخص اس پر پاؤں نہ رکھ دے۔

(۲)۔ عن ابن عباس رضى الله عنه لم يكن للنبى صلى الله عليه وسلم ظل ولم يقم مع الشمس قط الا غلب ضوئه الشمس ولم يقم مع السراج قط الا غلب ضوئه ضوئه السراج

(زرقانی ص ۲۲۰ جلد ۲ نسیم الریاض ص ۲۸۲ ج ۳)

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیارے نبی کریم صلی اللہ علیه وعلی آله وسلم کا سایہ نہیں تھا آپ سورج کے سامنے کھڑے ہوتے تو آپ کا نور سورج کے نور پر غالب آتا اور جب کبھی چراغ کے سامنے تشریف فرما ہوتے تو آپ کا نور چراغ کے نور پر غالب آجاتا۔

(۳) عن ذكوان ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يكن له ظل فى شمس ولا قمر.

ترجمہ:۔ حضرت زکوان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک تاجدار مدینہ صلی اللہ علیه وعلی آله وسلم کا سایہ نہ سورج میں ہوتا تھا اور نہ چاند میں

(یعنی جب سورج اور چاند کی روشنی ہوتی)

(خصائص الکبری ص ۶۸ امام جلال الدین سیوطی)

علماء کرام کی عبارات

(۱)۔ لان ظل شخصه الشريف كان لا يظهر فى شمس ولا قبر لئلا يوطاء بالاقدام: (سیرۃ حلبیہ شریف ج ۲ ص ۴۲)

ترجمہ:۔ بے شک تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے وجود پاک کا سایہ نہ سورج کی دھوپ میں نہ چاند کی چاندنی میں ظاہر ہوتا تا کہ اس پر کسی کے پاؤں نہ آئیں۔

(۲)۔ ومن دلائل نبوته صلى الله عليه وسلم ما ذكره ابن سبع لا ظل شخصه فى شمس ولا قمر لانه صلى الله عليه وسلم كان نورا.

ترجمہ:۔ اور آپ کی نبوت کے دلائل میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کے وجود پاک کا سایہ نہ تھا دھوپ میں اور نہ چاند کی چاندنی میں کیونکہ آپ نور ہیں اور ہر نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

(شفاء شریف ص ۲۸۲ ج ۲)

(۳)۔ از خصوصیا تیکه آنحضرت صلی الله علیه وسلم رابدن مبارکش داده بود آں بود که سایه ایشان برزمین نمی افتاد.

ترجمہ:۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے خصائص میں سے ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ آپ کے بدن شریف کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔

(تفسیر عزیزی شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی)

(۴)۔ " اور صلی اللہ علیہ وسلم سایہ بنود درعالم شہادت سایہ ہر شخص از شخص لطیف تر است چوں لطیف تر ازوے در

عالم نبا شد او را سایه چه صورت دارد"

سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا سایہ نہ تھا کیونکہ ہر شخص کا سایہ اس کے وجود سے زیادہ لطیف ہوتا ہے اور جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے وجود شریف سے کوئی چیز دنیا میں زیادہ لطیف نہیں تو پھر آپ کے جسم اطہر کا سایہ کیسے ہوتا۔

(دفتر سوم مکتوب ص ۱۰۰ امجدد الف ثانی قدس سرہ)

(۵)۔ شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالے مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں۔

" ونمی افتاد آنحضرت را سایہ برزمین کہ محل کثافت و نجاست است"

"یعنی حضور علیہ السلام کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا اس لئے کہ وہ نجاست و کثافت کی جگہ ہے۔"

مخالفین اہلسنت

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا فتوی

"بتواتر ثابت است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سایہ نداشتند"

ترجمہ:۔ بتواتر ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا سایہ نہ تھا

(امداد السلوک ص ۸۵ ماہنامہ دارالعلوم دیوبند اگست ۵۸ء ص ۱۵)

مفتی دیوبند کا فتوی

الخصائص الکبریٰ ص ۶۸ ج ۱ میں حافظ سیوطی نے مستقل ایک باب باندھا ہے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا سایہ نہ پڑتا تھا زمین پر اور آپ کے جسم اطہر کا سایہ نہ تھا۔

پوری عبارت کتاب کی ذیل میں درج ہے۔ جو استدلال کے لئے کافی ووافی ہے۔

اخرج الحکیم الترمذی عن زکوان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یری لہ ظل فی شمس ولا قمر قال ابن سبع من خصائصہ ان ظلہ کان لا یقع علی الارض وانہ کان نورا اذ کان اذا مشی فی الشمس او القمر لا ینظر لہ ظل قال بعضھم ویشھدلہ حدیث قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی دعائہ واجعلنی نورا انتھی بلفظہ

ترجمہ "یعنی حکیم ترمذی نے حضرت زکوان سے روایت کیا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا سایہ نظر آتا تھا نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں ابن سبع نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے خصائص سے ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔ آپ نور تھے اور جب دھوپ میں یا چاندنی میں چلتے تو آپ کا سایہ نظر نہ آتا۔ بعض علماء نے فرمایا۔ اس کی شاہد ہے وہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اپنی دعا میں فرمایا کہ اے اللہ مجھے نور کر دے۔"

اور اس سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا سایہ نہ تھا اور اسی کے ہم معتقد ہیں۔

واللہ تعالی اعلم

سید مہدی حسن مفتی دار العلوم دیوبند ۷۷۔۱۲۔۲۷ھ دفتری ۳۸۔۳۹۸۶

الجواب صحیح

محمد جمیل الرحمٰن غفرلہ نائب مفتی دار العلوم دیوبند

(ماہنامہ تجلی دیوبند مجموعہ)

رسول بشر ہی ہوتا ہے

بشریت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم

بشر کے معنی انسان (Human Being) کے ہیں اس کے ساتھ ساتھ کھال کے معنی میں بھی آیا ہے وہ اس لئے کہ انسان کے خواص میں یہ ہے کہ اس کی کھال ہوتی ہے۔

انبیاء بشری لباس میں:۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کہا۔ ہم نے تم سے پہلے جتنے بھی رسول بھیجے وہ سب مرد ہی تھے جنہیں ہم وحی کرتے اور وہ سب شہر کے ساکن تھے۔ **وما ارسلنا من قبلك الا رجالا نوحی الیھم من اھل القری** (۱۲/۱۰۹ یوسف) چنانچہ یہ بات واضح ہوئی کہ انسانوں کی طرف آنے والا نبی بھی انسانی شکل میں ہی ہونا چاہئے۔ ورنہ وہ بستی والے انسان اسے قبول نہیں کریں گے۔

اگر فرشتہ کو نبی کرتے ؟:۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر ہم فرشتے کو نبی بنا کر بھیجتے تو بھی اسے مرد ہی بناتے۔ **و لو جعلنه ملکا لجعلنه رجلا وللبسنا علیھم ما یلبسون** (۹/۱۱۶ الاعراف) گویا کہ یہ ایک اصول قدرت ٹھہرا ہے کہ جسے بھی نبی بنا کر انسانوں کی طرف بھیجنا ہے چاہے وہ فرشتہ ہی کیوں نہ ہو اسے بھی مرد ہی بنانا ہے۔ اگر غور کریں تو حضرت مریم علیہ السلام کی طرف حضرت جبریل علیہ السلام بھی انسانی شکل میں گئے تھے۔ **فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشرا سویا** (۱۹/۱۷) یعنی جبریل علیہ السلام مکمل بشر کی صورت میں تھے کوئی دیکھنے کے بعد یہ سوچ نہ سکتا تھا کہ یہ بشر نہیں۔

نبی کو بشر صرف اللہ تعالیٰ ہی کہہ سکتا ہے نہ کہ کوئی اور:۔ اللہ

تعالیٰ کی مخلوقات میں سب سے زیادہ اشرف حضرت انسان ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے سجدہ نہ کرنے کی وجہ پوچھتے ہوئے ابلیس کو بتایا تھا کہ کس چیز نے تجھے سجدہ کرنے سے منع کیا اسے جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا (لما خلقت بیدی) اب چونکہ اللہ تعالیٰ خالق ہے۔ انبیاء کرام اس کا بہترین گروہ جو اس دنیا میں آمد سے پہلے نبوت و رسالت سے نوازے گئے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ انہیں بشر کہہ سکتا ہے لیکن عقلی دلیل یہ ہے کہ چونکہ یہ عام انسانوں سے فضیلت رکھتے تھے اس لئے عام انسان ان کو اپنے جیسا بشر نہ کہے۔ اگر عام انسان اپنے نبی کو اپنے جیسا یا اپنی مثل بشر کہے تو پھر وہ ہدایت نہ پاسکے گا یہ ایک نفسیاتی سی بات ہے بلکہ انسان کے ذہن میں شیطان یہ بات ڈال دے گا کہ یہ بھی تمہارے جیسا ہی بشر ہے اس لئے یہ تمہیں کیا ہدایت دے گا بلکہ تم اس سے افضل ہو۔ چنانچہ شیطان اس طریقے سے اس انسان کو شکار کرے گا اور پھر جہنم میں ساتھ لے جائے گا۔

نکتہ:۔ قرآن حکیم میں جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے فرمایا کہ آپ فرمادیں کہ میں (ظاہری طور پر) تمہاری طرح ہی بشر ہوں۔ پھر فوراً آگے فرمایا (یوحی الی) میری طرف وحی ہوتی ہے یعنی کہ میں اللہ تعالیٰ سے بارابطہ ہوں۔ اسی وحی والی بات سے اپنی مثل ہونے کی تردید ہو گئی۔

چنانچہ یہ بات کفار مکہ کے لئے تھی جو کہ نہایت ہی کم عقل تھے۔ ان کو سمجھانے کے لئے یہ فرمان جاری ہوا۔ تاکہ وہ ہدایت کی بات سنیں اور پھر سوال و جواب کریں اگر بالفرض برائے بحث یہ بات کہی جاتی کہ ”میری حقیقت تو نور ہے مگر شریعت میں میں تمہاری طرح بشر ہوں“ تو پھر کفار مکہ نے اور الجھ جانا تھا اور کوئی بات سننے کے لئے تیار نہ ہوتے۔ بلکہ وہ تو اس بات پر حیران تھے اور کہتے۔ یہ کیسا رسول ہے جو کھاتا پیتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔ (الفرقان)

اگر اللہ تعالیٰ یہ کہلواتا کہ آپ فرمادیں کہ تم بھی میری طرح ہو (جو کہ نہیں) توشاید کوئی شک والی بات بنتی۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میں ظاہرہ نوع میں تمہاری طرح بشر ہوں۔ ایک ایسی بات ہے جسے سمجھنے کے لئے بصیرت کی ضرورت ہے جو کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم کی غلامی اپنا کر ملے گی نہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ذات اقدس، صفات، کمالات، جمالات، و جلال اور معجزات میں نکتہ چینی کر کے۔ نکتہ چینی کر کے ایمان بر دباد ہو جائے اور جہنم کا آخری ساتواں طبقہ منزل اور بے آرام گاہ بن جائے گا۔

عرفاء اور فرمان "قل انما انا بشر مثلکم"

قارئین کرام:۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ آپ فرمادیں کہ میں بھی تمہاری طرح بشر ہی ہوں اس قول میں بھی ایک راز ہے۔ وہ اس لئے کہ آپ ﷺ کو بشر، اپنے جیسا وغیرہ تو کفار کہتے ہی تھے۔ لیکن رسول کریم ﷺ کچھ اور ہیں (جسے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے) مگر ظاہر میں بشر ہیں۔

شیطان لعین نے سب سے پہلے نبی آدم علیہ السلام کو بشر کہا

شیطان لعین نے جب سجدہ نہ کیا اور راندہ درگاہ الٰہی ہوا تو اللہ تعالیٰ کے پوچھنے پر جو اس نے جواب دیئے ان میں ایک وجہ سجدہ نہ کرنے کی یہ تھی کہ میری تو شان ہی نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں (**قال لم اکن لا سجد لبشر** (۱۵/۳۳) اور اسی وجہ سے شیطان نے اپنی ساری عبادات کو برباد کر لیا۔ یہیں سے یہ گمراہ ہوا۔ چونکہ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کرام سے کہا تھا کہ میں آدمی کو بنانے والا ہوں بجتی مٹی سے جو بدبودار سیاہ گارے سے ہے۔ **واذقال ربك للملئكة انی خالق بشرا من صلصال من حمامسنون** (۱۵/۲۸) اب یہ نام "بشر" اللہ تعالیٰ نے تو کہہ دیا۔ وہ کہہ سکتا ہے کیونکہ وہ تو خالق ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے علاوہ (عام انسان) ان کو ایسے نام سے پکار نہیں سکتے۔

پچھلی امتوں کے کفار نے اپنے انبیاء علیھم السلام کو بشر کہا:۔ قرآن حکیم میں بار بار مختلف قوموں کا ذکر آیا ہے اور جنہوں نے اپنے انبیاء کی نبوت کو صرف اس لئے جھٹلایا کہ وہ بھی انسانی لباس میں تھے چند مثالیں واضح ہیں۔

الف۔ **ان انتم الابشر مثلنا** (۱۴/۱۰ ابراہیم) بولے تم تو ہم ہی جیسے بشر ہو۔

ب۔ **هل هذا الابشر مثلكم** (۲۱/۳) یہ کون ہیں ایک تم ہی جیسے آدمی۔

نبی علیہ السلام کو بشر کہنے والا کافر ہے:۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے انبیاء کرام کی توہین و تنقیص کرنے والے لوگوں کے خلاف اپنا فیصلہ صادر کر دیا ہے۔ چونکہ انبیاء کرام کو اپنے جیسا بشر کہنا دراصل کہنے والے کے تحت الشعور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی توہین کرنا مقصود ہوتا

ہے۔ اسی لئے تو وہ یہ لفظ بشر کہتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فقالو ابشر یھدوننا فکفروا (٦/٦٤ التغابن) تو بولے کیا اب بشر ہماری رہنمائی کریں گے۔ تو کافر ہوئے۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ نبی کو "بشر" کسی صورت میں بھی نہیں کہنا چاہئے ورنہ ایمان برباد ہو جائے گا اور کفر مقدر بن جائے گا۔

فرمان نبوی کی مزید وضاحت

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے مخاطب ہوا اور فرمایا۔

قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد (٨/١١٠ کہف)

ترجمہ۔ آپ فرمائیں ظاہری بشری صورت میں تو میں تم جیسا ہوں۔ مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ اس آیہ میں غور طلب چند باتیں ہیں۔

(الف)۔ اللہ نے کہا کہ آپ یہ کہہ دیں یعنی (قل)۔ کہ ظاہری طور پر میں تم جیسا بشر ہوں یہ نہیں کہا کہ تم میرے جیسے ہو۔

(ب)۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے کفار مکہ کے اعتراضات کے جواب میں ان کو سمجھانے کے لئے یہ فرمایا کہ میں ظاہری لباس میں تمہاری طرح بشر ہوں۔ (اگرچہ بشریت مختلف ہے) پھر ساتھ ہی فرمایا کہ مجھے۔ (ت)۔ وحی آتی ہے ___ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے سوا پوری امت میں کسی کو وحی نہ آئی اور نہ آئے گی اس لئے یہ مثلکم کارد ہوا۔ یعنی کہ کسی اور جیسے تو نہ ہوئے۔

(ث)۔ اگر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ یہ فرماتا کہ آپ کہو (قل) تم بھی میری طرح ہو تو پھر یہ بات ذہن میں آسکتی تھی۔ شک پیدا ہو سکتا تھا کہ ہم بھی انہیں جیسے ہیں (نعوذ باللہ)

(ج)۔ آخری بات یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے تواضع

اور عاجزی کا سبق دینے کے لئے کہ امت اس سنت پر عمل کرے جیسا کہ عموماً لوگ آپس میں انکساری کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میرا غریب خانہ حاضر ہے۔ جو دال روٹی میسر ہے وہ حاضر ہے۔

مثلکم کے لفظ کی غلط فہمی

مثلکم کے لفظ سے کسی غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو فرمایا کہ آپ یہ کہہ دیں۔ قرآن حکیم میں تو اور مختلف جگہوں پر مثلکم کا استعمال ہوا ہے۔

الف۔ **وما من دابة فی الارض ولا طآئر یطیر بجناحیه الا امم امثالکم** (۶/۳۸) اور نہیں کوئی زمین میں چلنے والا اور نہ کوئی پرندہ کہ اپنے پروں پر اڑتا ہے مگر تم جیسی امتیں۔

ب۔ بخاری شریف میں ہے۔ **خلق اللہ ادم علی صورتہ** اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا اپنی صورت پر۔ اب یہاں تو بہت بڑی بات کہہ دی۔ یعنی کہ آدم کی صورت اللہ تعالیٰ جیسی ہے۔

مثلکم کی تشریح کی عقلی دلیل:۔ قرآن واحادیث کے ساتھ ساتھ عقلی دلائل دینا بھی بہت ضروری ہوتا ہے کیونکہ شریعت عقل کے عین مطابق ہے۔ اگر کوئی شرعی حکم عقل کے خلاف ہو تو پھر قیامت کے دن حساب کتاب لینے کا کوئی جواز نہیں بنتا۔ اگر کہیں بظاہر خلاف عقل نظر آئے تو وہ ہماری عقل کا نقص ہوگا۔

مثال انسان کے گھر میں بیوی ہوتی ہے۔ ہمشیرہ ہوتی ہے۔ بیٹیاں ہوتی ہیں۔ سب ڈرتیں ہیں ان کے ہاتھ پاؤں سر منہ وغیرہ تمام اعضا ایک جیسے ہیں۔ لیکن اگر تم بیوی کو کہو کہ تو میری بیٹی ماں کی مثل ہے تو ساٹھ روزے متواتر رکھو یا ساٹھ مساکین کو کھانا کھلاؤ۔ اس سزا کے بعد بیوی کے قریب جا سکتے ہو ورنہ

نہیں۔ اگر کہو کہ میری ماں یا بیٹی۔ بیوی جیسی ہے تو ایمان جاتا ہے جب تک توبہ نہ کرے بے ایمان رہتا ہے ____ دیکھا گھر میں اس قسم کی مثال اگر قائم کروگے تو ایمان جاتا ہے پھر محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ذات اقدس میں اس طرح کی مثال سے کرنے سے ایمان کیسے باقی رہ سکتا ہے۔ بات ہے سمجھ کی۔

بے مثل بشریت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم

کون ہے میری مثل:۔ یہ ہے فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم

ا۔ صحابہ کرام نے دیکھا کہ آقا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم وصلی روزے رکھ رہے ہیں تو انہوں نے بھی رکھنے شروع کردیئے۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ ضعف کی وجہ سے گرنے لگے۔ آقا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے دریافت کرنے پر جب یہ بتایا گیا کہ یہ لوگ بھی آپ کی طرح وصلی روزے رکھ رہے ہیں تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے کہا ۔ایکم مثلی تم میں کون ہے میری مثل۔ میرا رب مجھے کھلاتا ہے۔ مجھے پلاتا ہے۔

روایات۔ اس طرح کی بہت سی روایات ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے پانچ دفعہ فرمایا لست کاحد منکم۔ میں تم میں کسی کی مثل نہیں ہوں۔ پانچ مختلف موقعوں پر فرمایا انی لست کھیتکم اور انی لست مثلکم اور صحابہ کرام چونکہ پکے مومن اور عشاق تھے اس لئے فرماتے قالو انا لسنا کھیئاتلک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسَلم

(ب)۔ فرمان الٰہی۔ینساء النبی لستن کاحدمن النساء:۔ نبی کریم کی

بیویو آپ اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ یعنی کہ آپ کا مرتبہ سب سے زیادہ ہے اور آپ کا اجر سب سے بڑھ کر۔ جہاں کی عورتوں میں آپ کا کوئی ہمسر نہیں۔ چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ذات اقدس نور ہے تمام مخلوق سے بہترین، عظیم ترین ہیں اسی نسبت سے آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی بیویاں بھی عام عورتوں سے بہترین ہیں اور تمام امت کی مائیں ہیں۔

(روحانی)

اے برتر از خیال و گمان و قیاس و وہم
وز ہر چہ گفتہ اند شنید خواندہ ایم
دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر
ما ہم چناں در اول وصف تو ماندہ ایم

اللہ تعالیٰ سے بے حجاب کلام آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے علاوہ کون کر سکتا ہے؟:

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو تین طریقوں سے پیغامات بھیجے۔

(الف)۔ ایک طریقہ تو فرشتہ کے ذریعہ ہے۔(جبریل علیہ السلام)

(ب)۔ دوسرا طریقہ حجاب کے ذریعے یعنی اللہ تعالیٰ اور نبی کے درمیان حجاب (اگرچہ فرشتہ نہیں) جیسے موسیٰ علیہ السلام سے کوہ طور پر حجاب سے بات چیت۔

(ت)۔ تیسرا طریقہ سے بغیر فرشتے اور بغیر حجاب۔ یہ دل میں الہام اور القا ہے۔ اس آیت کے لفظ (وحیا) کے مطابق ہے فرمان الٰہی ہے۔

وماکان لبشر ان یکلمه الله الا وحیا او من واری حجاب اویرسل رسولا فیوحی باذنه ما یشاء انه علی حکیم اور کسی آدمی کو نہیں پہنچتا کہ اللہ اس سے کلام فرمائے مگر وحی کے طور پر یا یونکہ وہ بشر پردہ عظمت کے ادھر ہو۔ یا کوئی فرشتہ بھیجے کہ وہ اس کے حکم سے وحی کرے جو وہ چاہے بیشک وہ بلندی و حکمت والا ہے۔ چنانچہ یہ اصول تو بشر کے لئے ہیں یعنی عام انبیاء کے لئے لیکن ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے آمنے سامنے بات چیت کی، دیدار کیا۔ گویا کہ دونوں (محب اور حبیب) کے علاوہ کوئی تیسرا نہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نور مجسم بنفس نفیس اپنے سر مبارک کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کر رہے تھے اور بات چیت بھی کر رہے تھے۔ کوئی اور ایسا بشر تو نہیں جسے یہ سعادت ہو۔ ہے نا بے مثل بشر۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی نورانیت کی دلیل ہے۔

ہم جیسا نہیں۔ نہیں

کیسے ؟:۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی حقیقت نور ہے اور شریعت میں بشر ہیں لیکن ہم جیسے بشر نہیں۔ کیوں

(الف) سایہ:۔ ہمارا تو سایہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا سایہ نہ تھا پھر ہم جیسے کیسے ہوئے؟

(ب)۔ دیکھنا:۔ ہم تو پیچھے دیکھ نہیں سکتے آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا جیسے میں آگے دیکھتا ہوں ویسے ہی پیچھے دیکھتا ہوں پھر ہم جیسے کیسے ہوئے؟

(ت)۔ سننا:۔ ہم تو بہرے بھی ہوتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا۔ میں اس وقت بھی اقلام تقدیر کی آوازیں سنتا تھا حالانکہ کہ ماں کے پیٹ میں تھا پھر ہم جیسے کیسے ہوئے؟

(ث)۔ ہاتھ:۔ ہمارے ہاتھ تو معمولی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے پھر ہم جیسے کیسے ہوئے؟

ہتھیلی:۔ ہم ہتھیلی میں کچھ نہیں دیکھ سکتے آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پوری کائنات ایسے دیکھتے جیسے اپنی ہتھیلی کو پھر ہم جیسے کیسے ہوئے؟

پسینہ:۔ ہمارے پسینہ سے بدبو آتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا پسینہ عطر سے زیادہ خوشبودار پھر ہم جیسے کیسے ہوئے؟

لعاب دہن:۔ ہمارے منہ سے بو آتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا لعاب دہن شفا' برکت کا باعث پھر ہم جیسے کیسے ہوئے؟

جسم:۔ ہمارا جسم مٹی کا ہے آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نور مجسم ہیں پھر ہم جیسے کیسے ہوئے؟

آمد:۔ ہماری آمد کسی کے لیے رحمت نہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ

وعلی آله وسلم کی آمد تمام کائنات کے لئے رحمت پھر ہم جیسے کیسے ہوئے؟

ہاتھ لگنا:۔ ہم کسی چیز کو ہاتھ لگائیں کوئی فرق نہیں پڑتا آپ صلی اللہ علیہ وعلی آله وسلم کے ہاتھ سے جو چیز مس ہو جائے اسے آگ نہیں چھوتی پھر ہم جیسے کیسے ہوئے؟

بال مبارک:۔ ہمارے بال حجام نالی میں پھینک دیتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وعلی آله وسلم کے بال مبارک لوگ تبرک کے طور پر رکھتے ہیں پھر ہم جیسے کیسے ہوئے؟ (خالد بن ولید اپنی ٹوپی میں بال مبارک رکھ کر جنگوں میں لڑا کرتے تھے)

ناخن مبارک:۔ ہمارے ناخن نالی میں پھینک دیئے جاتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وعلی آله وسلم کے ناخن صحابہ کرام نے برکت کے طور پر رکھے پھر ہم جیسے کیسے ہوئے؟

جبہ مبارک:۔ ہمارے کپڑوں' چادروں سے بو آتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وعلی آله وسلم کا جبہ مبارک حضرت عائشہؓ نے اوڑھا اور انوار کی بارش دیکھی پھر ہم جیسے کیسے ہوئے؟

فضا میں خوشبو۔ ہمارا گزر کسی گلی یا بازار سے ہو جائے تو کوئی خوشبو وغیرہ نہیں آئی لیکن رسول کریم ﷺ کا گزر جس گلی سے ہو جاتا تھا۔ تو بعد میں خوشبو چھائی رہتی تھی اور صحابہ کرام جان جاتے تھے کہ یہاں سے محبوب ﷺ کا گزر ہوا ہے۔

قدم مبارک۔ ہمارا قدم دو تین فٹ کا فاصلہ طے کرتا ہے۔ لیکن آپ ﷺ کا دم مبارک تو ــــــــ دو چار قدم عرش بریں ہے۔

(اور کیا کیا بتاؤں ــــــــ پھر "ہم جیسے" کیسے ہو گئے مولوی جی)

امی رسول

رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ایک نام مبارک امی ہے۔
بڑے بڑے مدعیان علم اسے سمجھنے میں ٹھوکر کھا گئے ہیں

امی کے لفظ کی قرآنی تشریح!

جو لغو اور مضحکہ انگیز غلطی مسلمان مفسروں نے امی کے لفظ کی تشریح میں کی ہے کہ امیین سے مراد "ان پڑھ عرب" اور النبی الامی سے مراد "ان پڑھ رسول۔" شرمناک ہے اور مترجمین کی پستی فکر کی روشن دلیل ہے۔ قرآن میں حسب ذیل آیات اسکی صریح تردید میں ہیں۔

(۱) ھوالذی بعث فی الامین رسولاً منھم یتلواعلیھم آیتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ وان کانو من قبل لفی ضلل مبین: (۱/۲۲)۔ اگر رسولؐ "ان پڑھ" تھا تو وہ کس طرح خدا کی آیات پڑھتا (یتلوا) تھا' اور کس طرح ان کو الکتب کا علم دیتا (یعلمھم) تھا۔ اس آیت سے تو ثابت ہے کہ رسولؐ بڑا پڑھا ہوا اور بڑا عالم تھا۔

(۲) امیون کا لفظ قرآن میں اہل کتاب (یہود و نصاری) سے تمیز کرنے کیلئے آیا ہے یعنی یہ وہ عرب لوگ ہیں جن پر اس سے پہلے کوئی کتاب نہ اتری تھی۔ جیسا کہ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا (۳/۲۰) یعنی اے محمدؐ! ان لوگوں سے جنہیں (اس سے پہلے) الکتب دی گئی تھی' نیز ان اُمیوں سے (جنہیں کوئی کتاب اس سے پہلے بھیجی نہ گئی تھی) پوچھو کہ کیا تم (سولہ برس تک جو قرآن تم پر

میری طرف سے آیا ہے اس پر) ایمان لے آئے ہو۔ تو اگر یہ ہاں کہہ دیں تو بے شک ہدایت پاگئے۔ یہاں صاف طور پر اہل کتاب کے مقابلے میں امیین کا لفظ آیا ہے اور مقصد دونوں گروہوں کو ہدایت کی طرف بلاتا ہے' کیونکہ اہل کتاب بھی ان کے پاس الکتب ہونے کے باوجود گمراہ ہوگئے تھے۔ سورہ آل عمران کی یہ وحی بعثت کے سولہ برس کے بعد نازل ہوئی تھی۔

(۳) سورۃ بقرہ میں اہل کتاب کے متعلق کہا:۔

ومنهم اميون لايعلمون الكتب الااماني وان هم الايظنون:
(۲/۹) یعنی ان یہود ونصاری میں سے (جن کو کتاب دی گئی تھی اور وہ اس کتاب کی تعلیم بھول گئے) ایسے لوگ بھی ہیں جو امیوں (یعنی اہل عرب کی طرح جن پر کوئی کتاب ابھی تک نازل نہ ہوئی) کتاب کا علم نہیں رکھتے (اور اس میں کورے ہیں اور اگر جانتے بھی ہیں تو) سوائے (اس کے کہ ان کی کتاب ان کی) آرزوؤں (اور خواہشات نفسانی کو پورا کرتی ہے کچھ نہیں جانتے) اور وہ صرف گمانوں میں بھٹک رہے) ہیں گویا کہا کہ اہل کتاب اسی طرح کے اپنی کتاب سے بے علم ہوگئے ہیں جس طرح کہ عرب قرآن کے نازل ہونے سے پہلے تھے اور اسلیئے ان کی حیثیت اہل عرب سے بڑھ کر نہیں۔ ان سب آیات سے واضح ہوجاتا ہے کہ النبی الامی سے مراد (کتاب سے بے بہرہ) اہل عرب کا رسول تھا نہ کہ ان پڑھ رسول۔ **مسٹر جمیل** کو شرم آنی چاہیئے

کہ انہوں نے دنیا کے سب سے بڑے صاحب علم رسول پر یہ افترا باندھا۔ کتاب خدا کو قرآن حکیم میں جابجا علم کہا گیا ہے اور اسی لئے اہل عرب کو امی کہا کہ وہ رسولؐ کے آنے سے پہلے کتاب سے بے بہرہ تھے۔

امی

حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا لکھنا اور پڑھنا امی ہونے کے باوجود

سوال:۔ کیا لکھنا اور پڑھنا معلم ہونے کی دلیل نہیں۔

ا۔ صلح نامہ حدیبیہ:۔ کفار مکہ مکرمہ کے سردار سہیل بن عمرو نے کہا ہمارے اور اپنے درمیان ایک کتاب لکھ دیجئے نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے کاتب کو بلایا۔ کاتب حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ تھے انہوںؓ نے اصل صلحنامہ لکھا اور سہیل کے واسطے اس کی نقل محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کی نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے کاتب سے فرمایا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھو سہیل نے کہا کہ رحمٰن اور رحیم کو واللہ میں نہیں جانتا ہوں کہ کیا الفاظ ہیں لیکن آپ باسمك الھم لکھئے جیسے کہ آپ لکھا کرتے تھے مسلمانوں نے کہا واللہ ہم لوگ باسمك اللھم نہیں لکھیں گے۔ مگر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھیں گے نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے کاتب سے فرمایا باسمك اللھمّ لکھو پھر آپ نے فرمایا۔ ھذا ما قاضی علیہ محمد رسول اللہ یہ وہ شے ہے جس پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے تفصیل سے حکم دیا ہے سہیل نے کہا واللہ اگر ہم لوگ یہ جانتے ہوئے کہ آپ رسول اللہ ہیں تو ہم آپ کو بیت اللہ سے نہیں روکتے اور نہ آپ سے جنگ کرتے لیکن آپ محمد بن عبداللہ لکھئے نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا واللہ میں ضرور رسول اللہ ہوں اگرچہ تم

لوگوں نے میری تکذیب کی ہے مگر تمہاری وہ تکذیب میری رسالت کی مضر نہیں ہے۔

اور بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں ہے نبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ لفظ رسول اللہ مٹادو حضرت علیؓ نے کہا میں وہ شخص نہیں ہوں جو اس کو مٹادوں۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ جس جگہ لفظ رسول اللہ لکھا ہوا ہے وہ جگہ مجھ کو دکھاؤ حضرت علیؓ نے اس کی جگہ دکھائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اس لفظ کو مٹا دیا اور لفظ ابن عبد اللہ اس کی جگہ لکھا اور بخاری کی روایت میں کتاب المغازی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے وہ کتاب لے لی اور آپ لکھ نہیں سکتے تھے آپ نے یہ لکھا ھذا ما قاضی علیہ محمد بن عبداللہ اور ایسے ہی اس حدیث کی روایت نسائی اور حمد کی ہے اور اس حدیث کا لفظ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے کتاب لے لی حال یہ تھا کہ آپ لکھ نہیں سکتے تھے آپ نے رسول اللہ کی جگہ ھذا ما قاضی علیہ محمد بن عبد اللہ لکھا۔

فتح الباری میں کہا ہے کہ ابو الولید الباجی نے اس روایت کے ظاہر کے ساتھ تمسک کیا ہے اور یہ دعوی کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اس کے بعد لکھا کہ آپ نہیں لکھ سکتے تھے اور ابن وحید نے یہ ذکر کیا کہ علماء سے ایک جماعت نے اس پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے باجی کی موافقت کی ہے ان علماء میں سے باجی کے شیخ ابو ذرالہروی اور ابوالفتح نیشاپوری اور دوسرے علماء افریقہ ہیں کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے وفات نہیں پائی یہاں تک کہ لکھا اور پڑھا مجاہد نے کہا ہے کہ میں نے اس کو شعبی سے ذکر

کیا شعمی نے کہا عون نے سچ کہا ہے تحقیق میں نے اس شخص سے سنا ہے جو اس کو ذکر کرتا تھا اور قاضی عیاض نے کہا کہ بہت سے اثار ایسے وارد ہوئے ہیں یہ دلالت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو حروف خط کی معرفت تھی اور ان حروف کی اچھی صورت بناتے تھے جیسے کہ آپ نے اپنے کاتب سے فرمایا کہ تو اپنا قلم اپنے داہنے میں کان میں رکھ اس لئے کہ یاد کی اس سے کثرت ہوتی ہے اور آپ نے معاویہؓ سے فرمایا (جو عام فتح کے بعد اکثر کتابت کرتے تھے) الق الدواۃ یعنی سیاہی درست کرو اس میں لیفر ڈالو یعنی سوف ڈالو وحرف القلم اور قلم کو ٹیڑھا قط دو (اس لئے کہ مخرف قلم سے لکھنے میں زیادہ مدد ملتی ہے اور دہنی طرف سے بائیں طرف جاتی ہے اور دہنی طرف سے لکھا جاتا ہے) واقم الباء اور با کو سیدھا لکھو یا اس کو تھوڑا سا طول دو اس لئے کہ باالف اسم کے عوض ہے وفرق السین اور سین کے دندانے مفصل لکھو آپس میں نہ مل جائیں ولا تعور المیم اور میم کا دائرہ اندھا نہ کرو اور اس کے غیر اور چیزوں کے لکھنے میں آتے اپنے کاتب کو تعلیم فرمائی ہے۔

حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں

معجزہ رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کتاب سے پڑھتے تھے اگرچہ لکھتے نہ تھے یہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا معجزہ تھا کیونکہ آپ امی تھے اور آپ کو اللہ تعالی نے پڑھنے والا بنایا تھا پھر آپ حفظ اور صحیفہ سے بھی پڑھتے خط سیکھے بغیر آپ کل کمالات کے سرچشمہ تھے یہاں تک کہ آپ نے کتاب اور خط اور اس کے قوانین اور تمام حرفتیں اور ان حرفتوں کے دقائق کو بھی جان لیا۔

جواب:۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا لکھنا اور پڑھنا اور کاتب وحی کو لکھنے کی تعلیم فرمانا۔ یہ سب دلیلیں صاحب کلی علم غیب کے ثبوت ہیں۔

انبیائے کرام لکھاہوا پڑھ لیتے تھے

اللہ تعالی نے اپنے انبیاء کرام کو عالم ارواح میں علوم سے نوازا جتنا جسے چاہا عطا کر دیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم جو کہ ان کے سردار ہیں کو کلی علوم کا حامل بنا دیا۔ قرآن حکیم میں غور کریں تو دیکھیں کہ انبیائے کرام پڑھ سکتے تھے۔

حضرت آدم علیہ السلام نے پڑھا (تفسیر روح البیان پ اص ۲۵۷) لکھا ہے کہ جب آدم علیہ السلام کے جسم میں جان پڑ گئی تو آپ نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن چونکہ جان ابھی ٹانگوں میں نہ پڑی تھی اس لئے گر گئے اور ان کی نظر سامنے ساق عرش پر پڑی۔ آدم علیہ السلام فرماتے ہیں قوات علی ساق العرش " لا اله الله محمد رسول الله "

قارئین کرام۔ آدم علیہ السلام نے تو ابھی چلنا بھی شروع نہ کیا تھا پھر لکھا ہوا پڑھ لیا۔ معلوم ہوا نبی کو کس مدرسہ میں جانے کی ضرورت نہیں۔

حضرت موسی علیہ السلام۔ آپ کو اللہ تعالی نے الواح عطا کیں (۱۴۵۔۷)
و کتبنا له فی الالواح من کل شئ موعظة و تفصیلا لکل شئ فخدها بقوة وامر قومك یا خذوا باحسنها ترجمہ اور ہم نے اس کے لئے تختیاں لکھ دی ہر چیز نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل اور فرمایا اے موسی اسے مضبوطی سے تھام لے اور اپنی قوم کو حکم دے کہ اس کی یہ اچھی باتیں اختیار کریں۔

قارئین کرام۔ حضرت موسی علیہ السلام تو کسی مدرسہ کے پڑھے ہوئے نہ تھے اس کے باوجود آپ نے پڑھ کر قوم کو بتایا۔

صاحب کلی علم غیب

(رسول کریم صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم)

اللہ تعالیٰ نے علوم غیب کی عطا کے مختلف طریقے بتائیے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وما کان لبشر ان یکلمه الله الاوحیا اومن وارىء حجاب

اویرسل رسولا فیوحی باذنه ما یشاء انه علیّ حکیم (۴۲/۵۱الشوریٰ)

ترجمہ:۔ اور کسی بشر کی یہ شان نہیں کہ کلام کرے اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ مگر وحی کے طور پر یا پس پردہ یا بھیجے کوئی پیغامبر (فرشتہ) اور وہ وحی کرے اس کے حکم سے جو اللہ تعالیٰ چاہے بلاشبہ وہ اونچی شان والا، بہت دانا ہے۔

تشریح:۔ اللہ تعالیٰ نے علوم کی عطا کے مختلف طریقے بتادیئے۔

(الف)۔ وحی کے طور پر (دل میں القا کرنا)

(ب)۔ پس پردہ (جیسے کوہ طور پر موسیٰ علیہ السلام سے پس پردہ کلام فرمایا)

(ت)۔ فرشتہ کے ذریعے (جبریل علیہ السلام کا جانا)

وحی کے معنی:۔ علماء کرام نے مختلف معنی بتائیے ہیں۔

(الف)۔ رازداری میں کسی کو کچھ کہنا۔

(ب)۔ اشارہ کرنے اور لکھ کر کوئی چیز دینے کو بھی وحی کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں بھی دو اشارہ میں باتیں کرنے کے علاوہ تیسرے آدمی کو خبر نہیں ہوتی۔

وحی۔ جبریل علیہ السلام کے بغیر بھی

رسول کریم ﷺ نے فرمایا:۔ روح القدس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے یہ بات میرے دل میں ڈال دی (القاء)

بذریعہ الہام:۔ ا۔ ہم نے موسیٰ کی والدہ کو وحی فرمائی یعنی (الہام کیا)

۲۔ آپ کے رب نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی۔

حاصل کلام

رسول کریم ﷺ کے پاس جبریل علیہ السلام کا آنا یا نہ آنا صرف شریعت کے تقاضوں کے تحت تھا۔ نہ کہ یہ بات کہ جب تک جبریل نہ آتے تھے۔ آپ ﷺ کو علم نہ ہوتا تھا۔ (استغفر اللہ)

بات بہت آسان فہم ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اور ہمارے آقا ﷺ کو خود علوم عطا فرمائے بغیر جبریل کے واسطے کے اگلے صفحات میں بہت سی مثالیں بیان کی گئی جن میں رسول کریم ﷺ نے لوگوں کو باتیں بتادیں حالانکہ اس وقت جبریل علیہ السلام نہ آئے تھے کہ اب یہ بتائیں یا فلاں بات بتائیں۔

ہاں نزول قرآن حکیم۔ بتدریج تھا

الف۔ قرآن پاک ۲۲ سال ۵ ماہ ۱۴ دن میں نازل ہوا۔ اگر قرآن پاک کے نزول کے بعد علوم ملے تھے تو پھر ۲۲ سال ۵ ماہ ۱۴ دن تک کوئی "ایک علم" نہ تھا۔ (استغفر اللہ)

ب۔ حضرت آدم علیہ السلام کو چھینک آئے۔ عیسیٰ علیہ السلام جھولے میں علوم کا اعلان کریں (جبریل علیہ السلام کی آمد کے بغیر) اور انبیاء کے سردار کو علوم بتدریج ملیں۔ نہیں یہ اپنی اپنی سمجھ کی بات ہے۔

ت۔ ولادت کے وقت فرمان نبوی ﷺ "ھب لی امتی کا کیا مطلب ہے؟

ث۔ شب معراج۔ سورۃ بقرہ کی آخری آیات (جبریل علیہ السلام کے واسطے کے بغیر)

خ۔ آپ ﷺ نے کئی باتیں بتادیں جو ہوں گی۔ مثلاً عمار بن یاسر کا قتل فتنوں کی بارش۔ قیامت کی نشانیاں اور دیگر سینکڑوں واقعات بتادیئے۔

نکتہ:۔ آقا ﷺ کے علم مبارک میں نقص نکالنا اور اسے محدود کہنا اور سمجھنا کم فہمی ہے۔ عارفین کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا ﷺ کو "کلی علوم" عطا کردیئے۔

کیا حضور ﷺ کو جبریل نے قرآن سکھایا۔ نہیں

جبرئیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کو قرآن حکیم نہیں سکھایا۔ قرآن سکھانے والا اللہ تعالیٰ ہے اور جبریل علیہ السلام تو محض یاد دلانے کے لئے حاضر ہوتے تھے اور اس میں حکمت یہ تھی کہ جبریل علیہ السلام کو خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہونے کا شرف حاصل ہو جائے۔ اب خدمت نبوی میں کوئی تحفہ بھی تو ہو جس کو پیش کریں تو وہ تحفہ قرآن پاک ہی کو قرار دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے محبوب کے ساتھ قرآن کا دور کرو اور اسی بہانے خدمت محبوب ﷺ میں حاضری کا شرف حاصل کرلو۔ یہی وجہ تھی کہ بعض اوقات جبریل کے پڑھنے سے پہلے حضور ﷺ قرآن پڑھ دیتے تھے اور جبریل علیہ السلام حیران ہو جاتے تھے نہ صرف یہ بلکہ آیات مقطعات جب جبریل لے کر نازل ہوئے اور عرض کی۔ **کھیعص** حضور ﷺ نے جواب میں عطا فرمایا علمت میں نے جان لیا جبریل نے عرض کی کیف علمت مالم اعلم یا رسول اللہ آپ نے کیسے جان لیا جس کو میں نہیں جانتا۔ (روح البیان)

۲۔ چنانچہ خود حضور پر نور سید المرسلین علیہ الصلوۃ والتسلیم ارشاد فرماتے ہیں۔" ایک مرتبہ جبریل علیہ السلام ایک آیت لے کر آئے تو میں نے ان کی تلاوت سے پہلے وہ آیت پڑھ دی۔ اس پر میرے رب نے محبانہ طور پر فرمایا اور یہ آیت نازل کی محبوب جب تک قرآن کی وحی پوری نہ کر دیں اس وقت تک آپ قرآن پاک کے ساتھ جلدی نہ فرمائیں اور آپ یہ کہا کریں اے میرے رب! میرا علم زیادہ کر!"

۳۔ اس حدیث میں حضور ﷺ نے بالکل واضح لفظوں میں ظاہر فرمادیا کہ جبریل کے وحی لانے سے قبل ہی مجھے قرآن پاک کا علم ہوتا تھا مگر میرے رب کی ہدایت یہ تھی کہ میں جبریل کی تلاوت سے پہلے قرآن پاک نہ پڑھوں۔

۴۔ بہرحال اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضور ﷺ کو جبریل علیہ السلام نے قرآن نہیں سکھایا بلکہ خدا تعالی نے آپ ﷺ کو پہلے ہی قرآن پاک سکھا دیا تھا اور جبریل علیہ السلام تو محض ورد کرنے کے لئے حاضر ہوتے مگر شریعت کا تقاضا یہ تھا کہ وحی کی تبلیغ جبریل علیہ السلام سے دور کے بعد ہو جائے اس لئے حضور انتظار فرماتے تھے۔

۵۔ قارئین کرام۔ رسول کریم ﷺ کے صاحب کلی علوم ہونے کے متعلق لوگ اس مقام پر ٹھوکر کھا گئے ہیں وہ ایسے کہ قرآن حکیم کا نزول جو کہ بتدریج ہے اسے علم رسول کریم ﷺ سے منسوب کرتے ہیں ____ نزول قرآن شریعت کے تقاضوں کے تحت تھا ____ عطائے علم رسول ﷺ استحقاق رسالت میں سے ہے۔ اس لئے یہ دو مختلف باتیں ہیں۔ (بات ذرا سمجھ کی)۔

رمضان المبارک کی ہر رات آمد جبریل علیہ السلام بارگاہ رسول کریم ﷺ میں حاضری اور دور قرآن (مکمل)

سوال:۔ کیا یہ کلی علم غیب کی حامل نہیں؟

عن ابن عباس قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اجود الناس وکان اجود ما یکون فی رمضان حین یلقاه جبریل علیه السلام وکان یلقا فی کل لیلة من رمضان فیدارسه القرا ن فلرسولا الله صلی الله علیه وسلم اجود بالخیر من الریح المرسله۔

خبر دی انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا آنحضرت ﷺ سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں تو جب حضرت جبریل علیہ اسلام آپ سے ملا کرتے تو اور زیادہ سخاوت کرتے 'حضرت جبریل علیہ اسلام رمضان میں ہر رات کو آپ سے ملا کرتے اور قرآن پاک کا دور کرتے غرض آپ ﷺ کی اور حضرت جبریلؑ کی ملاقات رہتی تو آپ چلتی ہوئی ہوا سے بھی زیادہ لوگوں کو بھلائی پہچانے میں سخی رہتے۔

جواب:۔ بخاری شریف (باب الملائکہ) کی حدیث پاک سے ظاہر ہوتا ہے کہ جبریل علیہ السلام رمضان المبارک (جو کہ ۲ھ سے شروع ہوا اور ابھی تو بہت سی آیات کا نزول ہونا تھا) میں ہر رات پورا قرآن کا دور کیا کرتے تھے بعض لوگ جن کا مقیاس ذہانت پست ہے وہ کہتے ہیں کہ جتنی آیات کا نزول ہوتا اس کا دور کرتے تھے۔ یہ خلاف عقل ہے اور حدیث پاک میں کوئی ایسے الفاظ نہیں مثلا قرآن کا جزو یا جتنا نزول ہوا۔ حدیث پاک میں صرف لفظ قرآن ہے۔ چنانچہ ہمارے آقا ﷺ کو کلی علم غیب حاصل ہے۔ جبریل علیہ السلام کی آمد تو صرف شریعت کے تقاضے جو کہ امت کے لئے ہیں پورے کرنے کے لئے ہوتی تھی۔

درایت کی نفی۔ علم کی دلیل ہے

وکذلك اوحینا الیك روحا من امرنا ماکنت تدری ماالکتب ولاالایمان ولکن جعلنه نورا نھدی به من نشاء من عبادنا وانك لتھدی الی صراط مستقیم ۝ (۵۲/۴۲)

ترجمہ:۔ اور اسی طرح ہم نے بذریعہ وحی بھیجا آپ کی طرف ایک جانفزاکلام۔ اپنے حکم سے آپ درایت سے نہ. کتاب (حکم، فرض، اندازہ) کے متعلق بتاتے تھے اور نہ ہی ایمان (شرعی امور) کے متعلق بتاتے تھے لیکن ہم نے اس (کتاب) کو نور بنا دیا۔ ہم ہدایت دیتے ہیں اس کے ذریعہ سے جس کو چاہتے ہیں اپنے بندوں سے اور بلاشبہ آپ ضرور ہدایت دیتے ہیں صراط مستقیم کی طرف۔

لغت کی باتیں

۱۔ روحا قرآن نور ۲۔ امر حکم، معاملہ، کام

۳۔ تدری (دری۔ یدری) اس سے درایت نکلا ہے۔ وہ علم جو حیلہ مہارت، ظن، تخمینہ، چابکدستی، گہری چال، فریب، شاطری اور عیارانہ اختراع سے ہو۔ یعنی (Knowledge by Artifice)

نکتہ:۔ ایسا علم کاہن، مجنون، شاعر اور مسحور وغیرہ لوگوں کے پاس ہوتا ہے جو اٹکل پچو سے بتاتے ہیں۔

نتیجہ:۔ ۱۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اور ہمارے آقا ﷺ کے خلاف کفار و مشرکین کے مذموم الفاظ یعنی مسحور، کاہن، مجنون، اور شاعر وغیرہ کا رد کیا ہے اسی طرح درایت کی بھی نفی کر دی ہے۔ جو علم کی دلیل ہے۔

۲۔ رسول کریم ﷺ نے کئی بار فرمایا اتبع مایوحی الی میں تو اس کا اتباع کرتا ہوں جس کی مجھے وحی ہوتی ہے۔ اس طرح مندرجہ بالا آیۃ میں اللہ تعالی نے فرمایا ایسے ہی ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں

۳۔ درایت کی نفی کر کے یہ دلیل قائم کی کہ ہم آپ کو علم عطا کرتے ہیں کیونکہ آپ کی یہ شان نہیں کہ درایت سے کتاب اور ایمان کے متعلق بتائیں۔

۴۔ لیکن ہم نے تو اسے نور بنایا ہے اور یہ نور آپ کے قلب مبارک میں ڈالا ہے اور اس کا دوسرا نام علم ہے جس سے آپ بتاتے ہیں۔

تفسیر رفاعی میں لکھا ہے۔

روایت ہے کہ اللہ تعالی کی مخلوق میں سے روح ایسی مخلوق ہے جو عظمت میں جبریلؑ اور میکائلؑ سے زیادہ ہے اور روح رسول کریم ﷺ کے ساتھ ہمیشہ رہی یہ روح نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو حقیقت اشیائے عالم سے باخبر رکھتی ہے اور رسول کریم ﷺ کو مطلع کرتی رہتی ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو تمام حقائق اشیائے عالم تعلیم فرمائے۔ نیز ایک روایت یہ ہے کہ اللہ تعالی نے جس وقت سے وہ روح رسول کریم ﷺ پر نازل فرمائی وہ پلٹ کر نہیں گئی۔ اس روح کے فیضان سے اولیاء اللہ مستفیض ہوتے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔

فرمان الٰہی:۔ وما کنت تتلوا من قبلہ من کتب ولا تخطہ بیمینک اذا لارتاب المبطلون٥

ترجمہ:۔ اور اس سے پہلے تم کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے یوں ہوتا تو باطل والے ضرور شک لاتے (۲۸/۲۹)

تشریح:۔ا۔ مطلب یہ ہے کہ ایک ایسے امی کے ہاتھوں جس نے قرات و تعلیم کی معرفت کسی غیر اللہ سے حاصل نہ کی ہو ایسی کتاب کا ظاہر ہونا جو تمام اعلیٰ درجے کے علوم کی جامع ہو یقیناً معجزہ اور خارق عادت ہے اور دائیں ہاتھ کا خصوصیت سے ذکر کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی کچھ نہ لکھا تھا۔

۲۔ کیونکہ لکھنے پڑھنے کے لئے مدرسہ میں جانے کی ضرورت ہے پھر یہ سب کچھ کسی معلم سے سیکھنا پڑتا ہے۔ رسول کریم ﷺ کا کوئی معلم نہ تھا۔ (سوائے اللہ تعالیٰ کے)

۳۔ اگر لکھنا پڑھنا جانتے تو باطل والے ضرور شک کرتے کہ یہ پتہ نہیں کون سے مدرسے سے پڑھ کر آئے ہیں جو یہ لکھ پڑھ رہے ہیں۔ پھر معاملہ دوسرا رخ اختیار کر لیتا ہے۔ اس لئے یہ قرآن پاک کلام الٰہی ہونے کی دلیل ہے۔

انبیاء کرام کو علوم کی عطا۔ بغیر کتابوں کے پڑھنے سے

(ا) علوم کیسے عطا ہوئے:۔ انبیاء کرام کو جب نبوت سے نوازا جاتا ہے تو نور نبوت کے ساتھ جتنا علم اللہ تعالیٰ دینا چاہے وہ نور علم نبی کے سینے میں منتقل ہو جاتا ہے۔ قرآن کہتا ہے۔

ھو ایت بینت فی صدور الذین اوتوا لعلم (۲۹۱۴۹ عنکبوت)۔

ترجمہ۔ وہ روشن آیتیں ہیں ان کے سینوں میں جنہیں علم دیا گیا۔

تشریح:۔ علم ایک نور ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک ہے وہ چونکہ عالم الغیب ہے اس لئے وہ جتنا نور علم عطا کرنا چاہے وہ انبیاء کرام کو نور عطا کر دیتا ہے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کو کوئی جامعہ بنانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

آدم علیہ السلام کی چھینک:۔ جب آدم علیہ السلام کے جسد میں روح داخل ہوئی سر کے راستے سے تو آدم علیہ السلام کو چھینک آئی۔ اس پر انہوں نے فوراً کہا الحمد للہ۔ یعنی کہ شکر الٰہی بجالائے۔ اب یہ کہنا اس لئے تھا کہ ان کو عالم ارواح میں جتنا علم اللہ تعالیٰ نے دینا تھا عطا کر دیا تھا۔ یہ نہیں ہوا کہ اس وقت جبرئیل علیہ السلام آئے ہوں اور انہوں نے کہا کہ آدم اب تم یہ کہو۔ انہوں نے عرش کے پایہ پر پڑھا لا الہ الا الله محمد رسول الله۔

کیا انبیاء کرام کو بعثت سے پہلے کتاب و ایمان کا علم ہو تا ہے

جواب:۔ ہاں! انبیاء کرام کو بعثت سے پہلے علم ہو تا ہے جو کہ عالم ارواح میں عہدہ نبوت عطا فرماتے وقت اللہ تعالیٰ عطا کر دیتا ہے۔

غور کریں:۔ قرآن حکیم کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے۔

۱۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق فرماتے ہیں۔ (واتینه الحکم صبیا) آپ ابھی بچے ہی تھے کہ ہم نے انہیں علم و حکمت سے مشرف فرمادیا۔

۲۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے گہوارہ میں اعلان کیا۔ (انی عبدالله اتٰنِیَ الکتب و جعلنی نبیاً و جعلنی مبارکاً این ما کنت) میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا اور اس نے مجھے با برکت بنایا ہے جہاں بھی میں ہوں۔

۳۔ حضرت یوسف علیہ السلام کمسن تھے۔ بھائیوں نے ان کے گلے میں رسہ ڈال کر کنویں میں لٹکا دیا تھا اس وقت انہیں اللہ تعالیٰ نے یہ مژدہ سنایا تھا۔ (واوحینا الیه لتنبئهم بامر هم هذا) ہم نے ان کو وحی کی کہ آپ انہیں ان کے اس فعل پر آگاہ کریں گے۔

۴۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے بچپن میں ہی حضرت خلیل اللہ سے عرض کیا تھا (یا ابت افعل ماتومر ستجدنی ان شاء الله من الصابرین) اے والد ماجد! آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اس کی تعمیل کیجئے اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ مجھے صابروں میں پائیں گے۔

سوال:۔ رسول کریم ﷺ جو کہ تمام انبیاء کرام کے سردار ہیں ان کے متعلق کیسے یہ فرض کر لیا جائے کہ آپ ﷺ کو کتاب اور ایمان کا علم نہ تھا (معاذاللہ)

ا۔ حدیث پاک:۔ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں جب میں بڑا ہوا تو میرے دل میں بتوں اور شعر گوئی کے متعلق بغض اور نفرت سی پیدا ہو گئی اور میں نے جاہلیت کے کاموں کا کبھی ارادہ نہیں کیا۔

۲۔ سفر شام میں بحیرہ راہب سے ملاقات ہوئی۔ اس نے آزمانے کے لئے لات و عزیٰ کی قسم کھانے کے لئے کہا آپ ﷺ نے فرمایا (لا تسلنی بهما فو الله ماابغضنت شیئاقط بغضهما) اے راہب مجھ سے ان بتوں کے واسطے سے کوئی بات مت پوچھو اللہ کی قسم جتنی نفرت مجھے ان سے ہے کسی سے نہیں۔

۳۔ بچپن شریف میں وجودِ اللہ تعالیٰ کا علم حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بھائی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ ﷺ کے بارے میں فرماتے ہیں۔ کہ آپ ﷺ کھانے سے پہلے بسم اللہ الاحد اور کھانے سے فارغ ہونے کے بعد الحمد للہ کہتے ہیں۔

کیوں جناب

ابھی تو اعلان نبوت نہیں فرمایا جبریل علیہ السلام تو بتیس سال بعد آئیں گے۔ لیکن آپ ﷺ اللہ کریم کا پتہ بتا رہے ہیں۔

رسول کریم ﷺ کے کلی علم مبارک کی چند مثالیں

قارئین کرام۔ رسول کریم ﷺ صاحب کلی علم غیب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام علوم عطا کر دیئے۔ یہ کوئی حیرت کی بات نہیں محبّ اپنے حبیب کو جو چاہے جتنا چاہے عطا کر دے۔ یہ محبّ اور حبیب کی بات ہے۔ ان مثالوں سے پہلے ذرا ایک جنتی حور کا علم کیا ہے۔ دیکھتے ہیں۔

جنتی حور کا علم۔ جب مرد کی دنیاوی زندگی کی بیوی جھگڑتی ہے تو اس کی جنتی حور یہ کہتی ہے کہ یہ تو تیرے پاس عارضی طور پر ہے تو اس سے کیوں جھگڑتی ہے۔ اس نے تو ابدی زندگی میرے ساتھ گزارنی ہے۔

قارئین کرام۔

(۱) غور کریں جنتی حور عالم دنیا کو دیکھ رہی ہے اسے علم ہے کہ اس کے ابدی جنتی خاوند کی دنیاوی بیوی اس سے جھگڑتی ہے۔ اسے یہ بھی علم ہے کہ مرد جنتی ہے اور اس کا خاوند ہوگا۔

(۲) جنتی حور کے علم کا یہ حال ہے تو جو ہستی مقصود کائنات ہے اس کے علم کی بات کرنا کتنا دشوار ہے۔

حوالہ۔ ہفت روزہ تنظیم "اہلحدیث" لاہور (مدیر حافظ عبدالقادر روپڑی ۶ رجب بمطابق ۷ نومبر ۱۹۹۷ء کی اشاعت۔ ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ شعبان المعظم ۱۴۱۸ھ بمطابق دسمبر ۱۹۹۷ء)

علم مصطفےٰ ﷺ کی مزید مثالیں

خصوصاً دلوں کی باتیں

۱۔ آپ ﷺ صاحب کلی علم غیب ہیں۔

۲۔ قیامت تک ہونے والے حالات کا ایسے بتایا۔ فرمایا: کانما انظر الی کفی ھذہ (میں ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں قیامت تک ہونے والے واقعات)

۳۔ فرمایا: انی لا علم اخر اھل النار (مشکوہ ج ص ۴۴۹)

۴۔ جو عورت مدینہ منورہ سے خط لے کر مکہ مکرمہ جارہی تھی اس کے متعلق بتادیا۔ اس کا پیچھا کیا گیا اور وہ پکڑی گئی اور خط ملا (بخاری)

۵۔ قیامت کے فتنوں کی خبر بتادی۔

۶۔ یاجوج ماجوج کی دیوارِ فتح ہونے کی خبر دینا۔

۷۔ حضور ﷺ نے رائبعہ اسدی کے دل کی بات بتادی۔

۸۔ کیا میں تم کو بتادوں کہ تم کیا پوچھنے آئے ہو؟

۹۔ حضور علیہ السلام کا منافقوں کے بارے میں خبر دینا۔

۱۰۔ حضور ﷺ نے حضرت ابو الدرداء کے اسلام لانے کی خبر دی۔

۱۱۔ بادل کو ملاحظہ فرما کر اس کے یمن میں برسنے کی خبر کے علاوہ دوسری خبریں۔

۱۲۔ خلفائے راشدین کی آمد سے قبل ان کو جنتی فرمایا۔

۱۳۔ اسود عنسی کے قتل کی خبر دی اور قاتل کا نام بھی بتایا۔

۱۴۔ حضور علیہ السلام نے ماکان و مایکون کی بابت فرمایا۔

۱۵۔ قیامت تک امت جو کچھ کرے گی اس کی خبر دینا۔

۱۶۔ حضور علیہ السلام کا فرمانا تم آج خیر پر ہو۔ لیکن اس کے بعد ایک دوسرے سے لڑو گے۔

۱۷۔ حیرہ میں شام و عراق کے فتح ہونے کی خبر دینا۔

۱۸۔ اللہ تعالی نے میرے لئے شام اور اہل شام کی کفایت کی ہے۔

۱۹۔ بیت المقدس اور اس کے ملحقہ علاقوں کے فتح کی خبر دینا۔

۲۰۔ فتح مصر اور وہاں رونما ہونے والے واقعات کی خبر دینا۔

۲۱۔ میری امت کے لوگ وسط دریا میں سوار ہو کر جہاد کریں گے۔

۲۲۔ مسلمانوں کی آئندہ دیگر فتوحات کی خبر دینا۔

۲۳۔ غزوہ ہند کی خبر دینا۔

۲۴۔ فارس و روم کی فتح کی خبر دینا۔

۲۵۔ قیصر و کسری کے خزانوں کی تقسیم اور ان کی ہلاکت کی خبریں۔

۲۶۔ خلاف راشدہ کے بعد ملوکیت کی خبر دینا۔

۲۷۔ حضور علیہ السلام نے خلفائے راشدین کی ترتیب کی خبر پہلے ہی دے دی تھی۔

۲۸۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت کے بارے میں ارشاد کہ وہ دو سال رہے گی۔

۲۹۔ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ کا دم واپس۔

۳۰۔ حضور علیہ السلام کا فرمان خلافت مدینہ میں اور بادشاہت شام میں۔

۳۱۔ بنوامیہ کی ملوکیت کے سلسلے میں حضور ﷺ کا خبر دینا۔

۳۲۔ حکومت بنو عباس کی خبر دینا۔

۳۳۔ حضور علیہ السلام کا ارشاد خراسان سے سیاہ جھنڈے آکر قتال کریں گے۔

۳۴۔ حکومت ترکیہ کی خبر دینا۔

۳۵۔ حضرات فاروق و عثمان رضی اللہ عنہما کی شہادت کی خبر۔

۳۶۔ حضور علیہ السلام کا کوہ احد سے ارشاد کہ تجھ پر دو شہید ہیں۔

۳۷۔ رسول اللہ ﷺ نے یوم الدار میں حضرت عثمان سے جنگ نہ کرنے کا وعدہ لیا۔

۳۸۔ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے کمان سے تیر۔

۳۹۔ محصور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور علیہ السلام کا پانی پلانا۔

۴۰۔ حضرت علی مرتضیٰ کی شہادت کی خبر دینا۔

۴۱۔ چند اور صحابہ کرام کی شہادت کی خبر۔

۴۲۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر۔

۴۳۔ حضور علیہ السلام نے اپنے بعد لوگوں کے مرتد ہونے کی خبر دی۔

۴۴۔ براء بن مالک کے بارے میں حضور ﷺ کا ارشاد۔

۴۵۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا شمار محدثین میں۔

۴۶۔ ازواج مطہرات میں سب سے پہلی زوجہ اطہر کا آپ سے ملنا۔

۴۷۔ کتابت قرآن کے بارے میں حضور ﷺ کا خبر دینا۔

۴۸۔ حضرت اویس قرنی کی خبر دینا۔

۴۹۔ حضرت عبداللہ بن سلام کے حال کی خبر دینا۔

۵۰۔ رافع بن خدیج کے حال کی خبر دینا۔

۵۱۔ حضرت ابوذر غفاری کی خبر دینا۔

۵۲۔ ایک اعرابی کو اس کے قتل کی خبر دینا۔

۵۳۔ حضور ﷺ کا کذاب حجاج بن یوسف ثقفی کی خبر دینا۔

۵۴۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہا کے بارے میں خبر دینا۔

۵۵۔ صلہ بن اشیم کے بارے میں خبر دینا۔

۵۶۔ وہب قرظی غیلاں اور ولید کی خبر دینا۔

۵۷۔ شام میں طاعون کی خبر دینا۔

۵۸۔ ام ورقہ کو شہادت کی خبر دینا۔

۵۹۔ اس فتنہ کی خبر جس کی ابتداء شہادت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔

۶۰۔ حضرت ابوالدرداء کی شہادت کی خبر۔

۶۱۔ محمد بن مسلمہ کے بارے میں ارشاد۔

۶۲۔ جنگ جمل، صفین و نہروان کی خبریں۔

۶۳۔ ۶۰ ھ میں پیش آنے والے حوادث اور دیگر اخبار کی اطلاع۔

۶۴۔ زید بن صوحان و جندب رضی اللہ عنہما کے بارے میں ارشاد گرامی۔

۶۵۔ حضرت عمار بن یاسر کی شہادت کی خبر۔

۶۶۔ اہل حرہ کے قتل کی خبر۔

۶۷۔ وہ شہداء جو مقام عذراء میں ظلماً شہید کئے گئے۔

۶۸۔ اسلام میں پہلا سر جو کاٹ کر بھیجا گیا۔ کی خبر۔

۶۹۔ حضرت زید بن ارقم کے نابینا ہونے کی خبر۔

۷۰۔ وہ پیشوا جو بے وقت نمازیں پڑھیں گے۔

۷۱۔ حیات مبارکہ کی شب آخر۔

۷۲۔ نعمان بن بشیر کی شہادت کی خبر۔

۷۳۔ روایت حدیث میں کذب کرنے والوں کی خبر دینا۔

۹۳۔ اخبار دیگر۔

۹۴۔ قیامت کی نشانیوں کی خبر دینا اور خبر کے مطابق ان کا ظہور۔

۹۵۔ تجارت کی بہتات اور مال کی فراوانی قیامت کی نشانیاں ہیں۔

۹۶۔ قیامت اس وقت قائم ہو گی جب ہر قبیلے کا سردار منافق ہو گا۔

۹۷۔ امت جب ۶ چیزوں کو حلال جان لے گی تو اس کی ہلاکت لازمی ہو گی۔

نوٹ:۔ تفصیل (علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب) خصائص کبریٰ میں دیکھیں۔

شیطان بصورت خار پشت۔

قتادہ بن نعمان فرماتے ہیں ایک رات سخت اندھیرا اور بادل تھے۔ میں موقعہ کو غنیمت جان کر حضور ﷺ کے ساتھ ہو لیا تاکہ آپ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کر لوں۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو مجھے دیکھ کر فرمانے لگے کہ تم یہاں کیسے آ گئے؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے اس موقعہ کو غنیمت جانا کہ آپ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کر لوں۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں کھجور کی لکڑی کی چھڑی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے گھر میں تمہاری اہلیہ کے ساتھ اس وقت شیطان کو ایک جگہ چھپے پاؤ گے۔ اسی چھڑی سے اسے مارو قتادہ مسجد سے نکلے اور اس چھڑی کی روشنی راستے کو روشن کر رہی تھی جب گھر پہنچے تو دیکھا کہ بیوی سو رہی ہے مگر ایک زاویہ میں شیطان کو بصورت خار پشت بیٹھا ہوا دیکھا انہوں نے اسے مارنا شروع کر دیا تو وہ باہر چلا گیا۔

☆☆☆☆☆

فرمان نبوی ﷺ اے ابو ہریرہ وہ (شیطان) پھر آئے گا

آپ ﷺ کو شیطان لعین کی حرکات کا علم بخاری شریف کی حدیث میں ملاحظہ فرمائیں۔

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے فطرانے کے مال کی حفاظت پر مقرر فرمایا تو ایک شخص آیا غلے سے لپ بھرنے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلوں گا۔ وہ بولا میں محتاج ہوں میرے بال بچے ہیں اور مجھے سخت حاجت ہے۔ فرماتے ہیں میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے بو ہریرہ آج رات تمہارے قیدی کا کیا بنا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس نے سخت محتاجی اور بال بچوں کا عذر کیا مجھے اس پر رحم آگیا اسے رہا کر دیا فرمایا آگاہ رہو وہ تم سے جھوٹ بول گیا اور وہ پھر آئے گا مجھے رسول اللہ ﷺ کے اس فرمانے سے وہ پھر آئے گا یقین ہو گیا کہ وہ ضرور آئے گا میں گھات میں رہا وہ آیا غلے سے لپ بھرنے لگا میں نے اسے پکڑ لیا تو کہا کہ اب تجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ضرور لے چلوں گا یہ آخری تیسری بار ہے کہ تو کہہ جاتا ہے کہ نہ آئے گا پھر آجاتا ہے وہ بولا مجھے چھوڑ دیجئے میں آپ کو چند ایسے کلمات سکھا دیتا ہوں کہ اللہ ان کی برکت سے آپ کو نفع دے گا جب آپ بستر میں جائیں تو آیۃ الکرسی اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم آخری آیت تک پڑھ لیں تو آپ پر اللہ کی طرف سے حافظ رہے گا اور صبح تک شیطان آپ کے قریب نہ پھٹکے گا میں نے اسے چھوڑ دیا جب صبح ہوئی تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے قیدی کا کیا بنا میں نے عرض کیا اس نے کہا کہ مجھے ایسے کلمات سکھائے گا جن سے اللہ مجھے نفع دے گا حضور ﷺ نے فرمایا ہے وہ ہے تو جھوٹا مگر تم سے سچ بول گیا کیا جانتے ہو کہ تم تین دن سے کس سے گفتگو کر رہے ہو؟ میں نے کہا نہیں فرمایا یہ شیطان ہے (بخاری شریف)

کیا سمجھے۔

شیطان جو بظاہر ہمیں نظر نہیں آتا۔ اس کے کام اس کے ارادوں کا علم بھی حضور ﷺ جانتے ہیں کہ مستقبل میں وہ کیا کرے گا کلی علم ہونے کی دلیل ہے۔
تقاضائے اعلان بعثت:۔ یہ شریعت کا تقاضا تھا کہ کفار مکہ کے سامنے چالیس سال گزار کر اعلان بعثت کیا جائے۔ تاکہ کفار مکہ کو موقع ملے کہ آپ (ﷺ) کی سیرت طیبہ ان کے سامنے ہو۔ اسی لئے کفار نے "امین" اور "صادق" کے القابات دیئے تھے۔ یہ نبی (ﷺ) کی کوئی مجبوری نہ تھی کیونکہ نبی تو ہر وقت نبی ہوتا ہے۔ عالم ارواح میں بھی سب نبی و رسول تھے۔ " لما اتینکم من کتب وحکمة " میں اتیت (فعل ماضی ہے) یعنی کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ جو میں نے دی۔ چنانچہ انبیاء و رسل کو علم عطا ہو چکا۔ اس دنیا میں آنے سے پہلے۔ (بات ہے سمجھ کی)

ان انبیاء سے پوچھو جو آپ (ﷺ) سے پہلے گزر چکے:۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وسئل من ارسلنا من قبلك من رسلنا اے حبیب (ﷺ) ان سے پوچھیں جن کو میں نے بھیجا آپ (ﷺ) سے قبل رسولوں میں سے۔ کہ کیا رحمٰن نے اور بھی معبود پیدا کئے کہ ان کی پوجا کی جائے۔ اس سے بڑی اور دلیل کیا ہو سکتی ہے کہ آپ (ﷺ) کو تمام انبیاء جو (ہزاروں سال پہلے آئے) کے متعلق پیغامات جو انہوں نے اپنی اپنی امتوں کو دیئے ان کا بھی علم ہے اگر (نعوذ باللہ علم نہ ہوتا تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ میں تو ان کو جانتا ہی نہیں تو ان سے کیا پوچھوں۔)

حشر کے دن گواہی:۔

فکیف اذ جئنا من کل امۃ بشھید و جئنا بک علی ھٰؤ لآءِ شھیدا! اے حبیب (ﷺ) تو کیسی ہو گی جب ہم ہر امت سے گواہ (نبی) لائیں گے پھر ان سب پر آپ ﷺ کو گواہ بنا کر لائیں گے قیامت کے دن تمام انبیاء کرام کی نبوت و حکمت کے متعلق آپ اس عہد (میثاق) کے مطابق (جو کہ عالم ارواح میں ہوا) کی تصدیق کریں گے۔ تصدیق وہی کرتا ہے جسے علم ہو کہ ان تمام انبیاء نے اللہ تعالیٰ کا پیغام اپنی اپنی امتوں کو دیا۔ علم مبارک کی کتنی بڑی دلیل ہے کہ زمانے کے لحاظ سے جتنے بھی انبیاء حضرات آدم سے لے کر حضرت عیسیٰ تک گزر چکے ان سب کے پیغامات جو انہوں نے اپنی اپنی امتوں کو دیئے سب معلوم ہیں۔ تب ہی تو گواہی دیں گے۔ اگر معلوم نہ ہوں تو کہتے کہ میں تو سب کے بعد آیا مجھے کیا معلوم انہوں نے کیا پیغامات دیئے۔ گواہ کے لئے لازم ہوتا ہے کہ اس سے وقوعہ کا علم ہو۔ اس نے آنکھوں سے دیکھا ہو کانوں سے سنا ہو۔ اور ضرورت کے مطابق بات چیت بھی کی ہو۔ تب ہی تو گواہی قبول ہوتی ہے۔ تو معلوم ہوا تمام رسول کریم ﷺ علوم کے حامل ہیں۔

نتیجہ:۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اور ہمارے آقا ﷺ کی تخلیق نور سے کر کے عالم نورانیت میں ہی رسالت عطا کی اور ساتھ ہی علوم بھی عطا کر دیئے چونکہ آپ عطا سے پہلے سب کچھ نہ جانتے تھے اس لئے سب کچھ عطا کر دیا پھر جب قلم کی تخلیق کی اور کہا لکھ تو اس نے جب یہ لکھا الرحمن علم القرآن تو گویا اس لکھنے سے پہلے علوم عطا ہو چکے تھے (علم فعل ماضی ہے)۔ نتیجہ یہ نکلا آپ ﷺ "صاحب کلی علم غیب" ہیں۔

شریعت کا راز:۔ اللہ تعالی نے حضرت جبرائیلؑ کو یہ ڈیوٹی دی ہے کہ اس کے انبیاء کو اس کا پیغام پہنچائیں جسے وحی کہتے ہیں کفار مکہ کا سب سے بڑا اعتراض یہ تھا کہ ہمارے آقا ﷺ کے پاس فرشتہ کیوں نہ آیا۔ اسی لئے اللہ تعالی نے اپنے حبیب ﷺ کے در پر چوبیس ہزار دفعہ حضرت جبرائیلؑ کو بھیجا۔ یہ کفار کے اعتراض کا رد اور شریعت کا تقاضا بھی تھا۔ جب ایک دفعہ حضرت جبرائیلؑ سورہ کھیعص لے کر آئے اور پیارے آقا ﷺ سے کہا کہ پڑھئے کاف۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا جان لیا۔ جبرائیلؑ نے کہا "پڑھئے۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا جان لیا اسی طرح یا۔ع۔ص کے ساتھ ہوا اور آپ (ﷺ) نے آگے بھی پڑھ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے القا کیا کہ اس سے آگے نہ پڑھئے۔ جو کہے وہ کہہ دیجئے۔ کیونکہ جبرائیلؑ کو پتہ نہیں۔ کیونکہ قرآن تو آقا ﷺ کو اللہ تعالی نے پڑھایا (الرحمن علم القرآن) اس کے بعد اللہ تعالی نے یہ آیات نازل کیں۔ لا تحرك به لسانك لتعجل به ان علينا جمعه وقرانه فاذا قرأنه فاتبع قرانه ثم انا علينا بيانه (سورہ القیمۃ) ترجمہ۔ آپ (ﷺ) اپنی زبان کو اس کے ساتھ حرکت نہ دیں اس کے ساتھ جلدی کرنے کے لئے بیشک اس کا جمع کرنا اور قرات ہمارے ذمہ ہے۔ جب ہم پڑھ چکیں اس وقت پڑھے ہوئے کی اتباع کریں پھر بیشک ان کا بیان کرنا ہمارے ذمہ ہے غور طلب بات یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام جو پڑھے آپ ﷺ بھی پڑھ دیں اور بس چند مفسرین نے لتعجل کا ترجمہ کرتے وقت (یاد کرنے کی جلدی) اپنے پاس سے لگالیا ہے۔ ایک تو اس عربی لفظ میں کہیں بھی یاد کرنے کا معنی نہیں نکلتا اور دوسرا بھلا حافظ قرآن کو کون پڑھائے؟ ہیں ناں۔

نوٹ۔ بندہ کی کتاب "صاحب کلی علم غیب" ضرور پڑھیں۔

☆☆☆☆☆

جنتی اور دوزخی لوگوں کی لسٹ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ہاتھ میں
(صاحب کلی علم غیب کا علم مبارک)

(مالک ترمذی 'ابوداؤد) روایت ہے عبداللہ بن عمرو سے فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم تشریف لائے کہ دست اقدس میں دو کتابیں تھیں فرمایا کہ کیا جانتے ہو یہ کیا کتابیں ہیں ہم نے عرض کیا یارسول اللہ آپ کے بغیر بتائے نہیں جانتے تو داہنے ہاتھ کی کتاب کے بارے میں فرمایا کہ یہ کتاب رب العالمین کے پاس سے آئی ہے جس میں تمام جنتیوں کے نام اور ان کے باپ دادوں اور قبیلوں کے نام ہیں پھر آخر تک کا ٹوٹل لگادیا گیا ہے لہذا ان میں زیادتی کمی نہیں ہوسکتی پھر بائیں ہاتھ والی کتاب کے متعلق فرمایا کہ یہ کتاب اللہ رب العالمین کیطرف سے آئی ہے اس میں دوزخیوں اور ان کے باپ دادوں اور قبیلوں کے نام ہیں پھر آخر تک کا ٹوٹل لگادیا گیا۔ (مشکوۃ ج ا باب القدر)

قارئین کرام:۔

(۱) رسول کریم ﷺ جانتے ہیں کہ کون شخص جنتی ہے اور کون جہنمی۔ آپ ﷺ کسی جہنمی شخص سے راہ ورسم نہیں رکھی۔ خصوصاً اعلان بعثت کے بعد۔ سے ہجرت تک۔ (مکی دور میں)

(۲)۔ رسول کریم ﷺ کا حاضر وناظر ہونا۔ صاحب کلی علم غیب ہونا بلاشبہ مسلم ہے۔

منکرین علم رسول کریم ﷺ مولویوں (در حقیقت جہلا) سے سوال

قیامت کے روز

اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو "اوتوا العلم" (علم والے) کہے گا

ثم یوم القیمة یخزیهم ویقول این شرکاء ی الذین کنتم تشاقون فیهم قال الذین 'اوتوا العلم' ان الخزی الیوم و السوء علی الکفرینo (النحل ۱۶/۲۷)

ترجمہ :- پھر قیامت کے دن انہیں رسوا کرے گا اور فرمائے گا کہاں ہیں میرے وہ شریک جن میں تم جھگڑتے تھے علم والے کہیں گے آج ساری رسوائی اور برائی کافروں پر ہے۔

سوالات :- ۱۔ قبروں سے نکل کر میدان حشر پہنچ گئے۔ ان کے پاس علم کہاں سے آیا؟

۲۔ کیا انہوں نے قبرستان اور میدان حشر جاتے ہوئے کسی مدرسہ میں علم حاصل کیا۔

۳۔ کیا انہیں جبریل علیہ السلام نے راستے میں یا میدان حشر پہنچ کر علم پہنچایا۔

۴۔ کیا انہیں قبروں سے نکل کر الہام کیا گیا کہ اب تم نے یہ بات کہنی ہے۔

قارئین کرام!

منکرین علم رسول پاک ﷺ جہلاء (نام نہاد مولوی) ان سوالات کا جواب نہیں دے سکیں گے اس لئے کہ وہ بے بصیرت ہیں۔ ان کے دل بے نور ہیں۔

جواب :- عالم دنیا میں تو رسول کریم ﷺ کے امتی علیم و خبیر ہیں اور ان کا علم جو کہ ایک نور ہے ان کے ساتھ اٹھے گا اور میدان حشر میں پہنچ جائیں گے اسی علم کی بنیاد پر وہ کفار کی رسوائی کی خبر دیں گے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ابھی سے 'اوتوا العلم' قرار دیا ہے۔

اے منکرین علم رسول کریم ﷺ :- تم نے رسول کریم ﷺ کے علم مبارک کی نفی کر کے کیا کھویا اور کیا پایا؟ یہ تمہیں روز قیامت پتہ چلے گا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حاضر و ناظر ہیں

لفظ "حاضر و ناظر" کے معنی کی تحقیق

حاضر کا مادہ "حضر" اور ناظر کا مادہ "نظر" ہے۔ حضر سے "الحضور" مصدر بنا جس سے حاضر مشتق ہوا۔ حضور اور حاضر کے بہت سے معنی کتب لغت میں تحریر ہیں۔ مثلاً حضر کے معنی پہلو، نزدیکی، صحن، حاضر ہونے کی جگہ وغیرہ ہیں اور حاضر کے معنی شہروں اور بستیوں میں رہنے والا بڑا قبیلہ وغیرہ آتے ہیں۔ (یہ تمام معانی المنجد، الصحاح، مجمع بحار الانوار وغیرہ میں موجود ہیں۔)

اس کے علاوہ جس معنی سے بحث خصوصیت کے ساتھ متعلق ہے اس کی تفصیل یہ ہے۔ حضر، حضرۃ، حضور سب کے معنی ہیں سامنے ہونا، اور حاضر کے معنی جو چیز کھلم کھلا بے حجاب آنکھوں کے سامنے ہو اسے حاضر کہتے ہیں کتب لغت میں ہے کہ حضرۃ اور حضور غیب کی ضد ہیں۔

لغت قرآن کی مشہور کتاب مفردات امام راغب اصفہانی میں یہ بھی لکھا ہے کہ جو چیز سامنے نہ ہو یعنی حواس سے دور آنکھوں سے پوشیدہ ہو اسے غائب اور غیب کہتے ہیں۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ حاضر غائب کی ضد ہے اور اس کے بعد یہ بھی معلوم ہو گیا کہ غائب اسے کہتے ہیں جو حواس سے دور ہو اور نگاہوں کے سامنے نہ ہو تو اب یہ بات، ثابت ہو گئی کہ حاضر اسی کو کہا جائے گا جو حواس سے پوشیدہ نہ ہو اور کھلم کھلا بے حجاب آنکھوں کے سامنے موجود ہو۔

حاضر کے بعد لفظ "ناظر" کے معنی کی تحقیق سنئے۔ آنکھ کے ڈیلے کی سیاہی کو جس میں آنکھ کی پتلی ہوتی ہے۔ ناظر کہتے ہیں۔ اور کبھی آنکھ کو ناظرۃ کہا جاتا ہے۔ ناظر کا ماخذ نظر ہے۔

کسی امر میں تدبر اور تفکر کرنا، کسی چیز کا اندازہ کرنا، آنکھ کے ساتھ کسی

چیز میں غور و تامل کرنا اور کسی چیز کا ادراک کرنے یا اسے دیکھنے کی غرض سے بصر و بصارت کو پھیرنا اس کے علاوہ نظر سے کبھی تامل و تلاش کے معنی بھی مراد لئے جاتے ہیں اور کبھی اس سے معرفت اور روئیت مراد ہوتی ہے جو تلاش کے بعد حاصل ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے لئے جو لفظ حاضر و ناظر بولا جاتا ہے اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی بشریت مطہرہ ہر جگہ ہر ایک کے سامنے موجود ہے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس طرح روح اپنے بدن کے ہر جزو میں موجود ہوتی ہے۔ اسی طرح روح دو عالم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اپنی روحانیت اور نورانیت کے ساتھ بیک وقت متعدد مقامات پر تشریف فرما ہوتے ہیں۔ اور اہل اللہ اکثر و بیشتر عالت بیداری اپنی جسمانی آنکھوں سے حضور کے جمال مبارک کا مشاہدہ کرتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم بھی انہیں رحمت اور نظر عنایت سے مسرور و محظوظ فرماتے ہیں۔ گویا حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا اپنے غلاموں کے سامنے ہونا، سرکار کے حاضر ہونے کے معنی ہیں اور انہیں اپنی نظر مبارک سے دیکھنا، حضور کے حاضر و ناظر ہونے کا مفہوم ہے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی قوت قدسیہ اور نور نبوت سے یہ امر بعید نہیں کہ آن واحد میں مشرق و مغرب، شمال جنوب، تحت و فوق تمام جہات و امکنہ بعیدہ متعددہ لاتعداد لاتحصی میں سرکار اپنے وجود مقدس بعینہ یا جسم اقدس مثالی کے ساتھ تشریف فرما ہو کر رحمت و برکات سے سرفراز فرمائیں۔

عالم دنیا میں مشاہدات

روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے

یہ وہ ہیں جن کے لئے عرش ہل گیا۔ اور ان کے لئے آسمان کے دروازے کھولے گئے اور ان پر ستر ہزار فرشتے حاضر ہوئے بے شک چپٹائے گئے چپٹایا جاتا پھر اللہ نے ان کیلئے آسانی کر دی۔ (حضرت سعد بن مُعاذ کی شہادت)

(۱) دلائل :۔ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کے تمام کناروں کو میرے سامنے کر دیا۔

فرایت مشارق الارض و مغاربھا. میں نے ان کے مغرب ومشرق کو دیکھ لیا ایک مرتبہ آپ نے فرمایا۔ خدا نے میرے لئے دنیا کو پیش فرمادیا تو میں دنیا میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے اس کو اس طرح دیکھا گویا کانما انظر الی کفی ھذہ اپنے اس ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔ (مواہب الدنیہ۔ زرقانی)

(۲) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم لقد رئیت فی مقامی ھذا لحل شی وعدتہ حتی لقد رئیتہ ارید ان اخز قطف من الجنۃ رء یتمو نی جعلت اتقدم ولقدر ئیت جھنم یحطم بعضھا بعضا حین ریتمونی تاخرت ورئیت فیھا عمر بن لحی۔ ضرور میں نے ہر شے کو دیکھا جس کا میں وعدہ کیا گیا ہوں اس مقام پر (یعنی یہاں بیٹھے ہی بغیر کہیں جانے کے) حتی کہ میں ہر شے کو اچھی طرح ملاحظہ فرمایا میں نے ارادہ کیا کہ جنت سے ایک خوشہ لے لوں جب تم نے مجھے آگے بڑھتے دیکھا اور میں نے جہنم کو دیکھا کہ بعض بعض کو توڑ رہا ہے۔ جب تم نے مجھے پیچھے ہٹتے دیکھا اور میں نے دوزخ میں عمر بن لحی کو بھی دیکھا۔

اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم واضح طور پر فرماتے ہیں :

ا. عن ابی ذر قال قال رسول الله صلی الله علیه وعلی آله وسلم انی اری مالا ترون واسمع مالا تسمعون.(رواه احمد والتُرمذی و ابن ماجه مشکوة)

ب. عن عبدالله بن عمر و قال قال رسول الله صلی الله علیه وعلی آله وسلم ینزل عیسی ابن مریم الی الارض فیتزوج ویولد له و یمکث خمسا واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا و عیسی ابن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر و عمر.

ترجمہ۔(ا) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا بیشک میں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔

(ب) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا کہ عیسی علیہ السلام (آسمان سے) زمین پر اتریں گے۔ پس ان کا نکاح ہوگا ان کی اولاد ہوگی اور پینتالیس ۴۵ سال وجہ ارض پر قیام فرما کر انتقال فرمائیں گے پھر میرے ساتھ میری قبر میں دفن ہوں گے، پس ابوبکر و عمر کے درمیان میں اور عیسے اکٹھے ایک قبر سے اٹھیں گے۔

عالم برزخ کا مشاہدہ

وہ نبی ہیں یعنی ہر غیب وشہادت کی خبر رکھنے والے۔ جن کی خبر رکھنے کا یہ حال ہے کہ جس خچر پر سوار ہو جائیں اس کے آنکھوں سے غیب کے حجاب اٹھا دیئے جائیں اور وہ قبر کا عذاب دیکھ کر مردہ کی چیخ وپکار سن کر گھبرا کر دو پاؤں پر کھڑا ہو جاوے۔

اگر عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا ان کا تہبند دوپٹہ کی جگہ اوڑھ لیں تو ان کے آنکھیں غیب کی نوارانی بارش دیکھ لیں۔

تمام کائنات سامنے حاضر

شہدائے بیر معونہ کی اطلاع :۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پاس بیر معونہ والوں کی خبر آئی اسی شب خبیب بن عدی اور مرثد بن عدی ابی مثد کی مصیبت کی بھی خبر آپ کے پاس آئی آپ نے محمد بن مسلمہ کو بھیجا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ابو براء کا کام ہے میں اسی لئے ناپسند کرتا تھا۔

عمرو بن امیہ الضمری کی رہائی :۔

مسلمانوں میں عمرو بن امیہ الضمری بھی تھے۔ سوائے ان کے سب شہید کردیئے گئے۔ عامر بن الطفیل نے کہا کہ میرے ماں کے ذمہ ایک غلام آزاد کرنا ہے۔ لہذا تم اس کی طرف سے آزاد ہو اور انکی پیشانی کو کاٹ دیا۔ عمرو بن امیہ نے عامر بن فہیرہ کو مقتولین میں نہ پایا تو عامر بن طفیل سے دریافت کیا۔ اس نے کہا کہ انہیں بنی کلاب کے ایک شخص نے جس کا نام جبار بن سلمی ہے قتل کردیا۔ جب اس نے انہیں نیزہ مارا تو انہوں نے کہا واللہ میں کامیاب ہو گیا۔ وہ آسمان کی طرف بلندی میں اٹھا لئے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا کہ ملائکہ نے ان کے جثے کو چھپا دیا۔ اور وہ علیین میں اتار دیئے گئے۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا کس قدر تصرف ہے کہ آپ دنیا میں ہی حوض کوثر دیکھتے تھے اور آپ روئے زمین کے خزانوں کی کنجیوں کے مالک بھی ہیں۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا مکان اور شیطان :۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات سخت تاریکی تھی اور پانی برس رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے قتادہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کو درخت خرما کی ایک چھڑی دے کر فرمایا۔ تم یہ لیکر جاؤ یہ خود بخود روشن ہو جائے گی اور اس کی روشنی دس ہاتھ آگے اور دس ہاتھ پیچھے پڑے گی۔ جب تم اپنے گھر میں داخل ہو جاؤ گے تو ایک سیاہ چیز تمہیں نظر آئے گی۔وہ شیطان ہے اِس سے اُس کو مارنا تاکہ وہ نکل جائے چنانچہ قتادہ رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور وہ شاخ روشن ہو گئی اور گھر میں جا کر دیکھا تو حقیقت میں ایک سیاہ چیز نظر آئی جس کو انہوں نے مار کر گھر سے نکال دیا۔

ف :۔

قتادہ رضی اللہ عنہ کا مکان حضرت کے دولت خانہ سے بہت فاصلہ پر تھا اور جس وقت آپ نے شیطان کی خبر دی تو سخت تاریکی تھی خصوصا ان کے گھر کے اندر تو روشنی کا گزر ہی نہ تھا۔

خیال کیجئے کہ حضور صلی اللہ علیہ کو اس شیطان کا حال کیونکر معلوم ہوا کیونکہ جبریل علیہ السلام کے اطلاع دینے کی خبر تو حدیث میں موجود نہیں ہے لہذا صاف ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ یہ دیکھنا ایسا تھا کہ نہ اس کو دیوار حائل ہوتی تھی اور نہ تاریکی اور نہ فاصلہ مانع تھا۔ جو بصارت ایسی ہو کہ ایک دیوار حائل ہونے پر بھی دیکھ سکے تو اس کے لئے ہزاروں میل دور دیکھنا کوئی مشکل نہیں۔

جمال الٰہی اور نماز :۔

ایک بار آپ مصروف نماز تھے۔ جمال الٰہی بیتاب ہو کر سامنے آگیا۔ فرمایا میں نے دیکھا کہ جمال الٰہی بے پردہ میرے سامنے ہے۔ خطاب ہوا تم جانتے ہو فرشتگان خاص کس امر میں گفتگو کر رہے ہیں۔

عرض کی، نہیں یارب العالمین!

پھر خدا نے اپنا ہاتھ دونوں مونڈھوں کے بیچ میں میری پیٹھ پر رکھا جس کی ٹھنڈک میرے سینہ تک پہنچ گئی۔

فعلمت مافی السموت والارض اور آسمان و زمین کی تمام چیزیں میرے نگاہوں کے سامنے آگئیں۔ (مشکوۃ باب المساجد)

الغرض :۔

اس نوع کے کثیر مشاہدات اور مسموعات ہیں جو حضور سرور عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو ہر وقت پیش آتے تھے۔ اور مناظر ملکوت السموات والارض ہر آن ہی چشم نبوی کے سامنے رہتے تھے۔ اس موقع پر تو صرف یہ دکھانا ہے کہ اگر مشاہدہ خلیل ملکوت السموات والارض کا مشاہدہ تھا تو ایسا مشاہدہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو تقریباً ہر روز ہی پیش آتا تھا۔ اور پھر یہ کتنا بڑا افضل تھا کہ اسی دنیا میں سرکار جمال الٰہی سے بھی مشرف ہوتے تھے۔ اور اسی عالم میں جمال ایزدی کا نظارہ فرماتے تھے۔ گویہ نظارہ وہ نہ تھا جو شب معراج میں ہوا مگر تھا ضرور!

ضروری وضاحت :۔

اس سلسلہ میں مجھے ایک بات یہ بھی کہنی ہے کہ اسی دنیا میں حضور جنت ،دوزخ، عرش وکرسی، لوح و قلم اور اسرار و نجائب کائنات کا جو مشاہدہ فرماتے تھے وہ قطعی اور یقینی ہوتا تھا۔ اسی لئے فرمایا کہ انبیاء کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں

اولیاء کرام کا حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے پیچھے نماز ادا فرمانا

شیخ عبد الغفار "الوحید" میں فرماتے ہیں :۔

حضرت شیخ عبداللہ دلاصی کو میں نے دیکھا کہ ساری عمر میں ایک ہی نماز پڑھی ہے اور وہ یہ کہ میں مسجد خانہ کعبہ میں صبح کی نماز میں تھا۔ جب امام نے تکبیر تحریمہ کہی تو میں نے بھی تکبیر تحریمہ کہی تو مجھے ایک وجدانی حالت ہو گئی۔ پس میں نے اس حالت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو ملاحظہ فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم امام بن کر نماز پڑھا رہے ہیں۔ صحابہ عشرہ مبشرہؓ حضورؐ کے مقتدی بن کر نماز پڑھ رہے ہیں اور میں بھی نماز میں شریک ہو گیا۔ یہ واقعہ ۶۷۳ ہجری کا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے پہلی رکعت میں سورۃ المدثر، دوسری مین عم یتسالون پڑھی۔

حضرت شیخ ابو العباس الحرار کا عقیدہ حضور ﷺ کا ولایتیں تقسیم فرمانا

حضرت علامہ صفی الدین اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں : فرمایا مجھ سے شیخ اجل شیخ ابو العباس الحرار نے کہ میں نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو اولیاء کرام کے ولایت نامے لکھواتے پایا اور میرے بھائی محمد کا ولایت نامہ بھی ان میں تھا اور بھائی محمد کے چہرے پر اس قدر نور تھا جس کی وجہ سے ان کی ولایت ظاہر تھی۔

ہم نے شیخ سے سوال کیا نور کا۔ جواب فرمایا :۔

حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے میرے چہرے پر دم مبارک فرمایا۔ یہ نور اس دم رحمت کا نشان ہے۔

اولیاء کرام کا حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے پوچھ کر حدیث کی صحت معلوم کر لینا!

بعض اولیاء کرام ایک فقیہ کی مجلس میں حاضر تھے۔ اس فقیہ نے ایک حدیث کی روایت کی ولی نے فرمایا یہ حدیث باطل ہے۔ فقیہ نے کہا آپ کو کیسے معلوم ہے؟ ولی نے فرمایا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرے سر پر قیام فرما ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فرما رہے ہیں کہ میں نے یہ حدیث نہیں فرمائی فقیہ کو ولی کی برکت سے کشف ہو گیا ــ وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی زیارت شریفہ سے فیض یاب ہوا۔

محدث ابن الفارس کا عقیدہ

ولی اللہ کا حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو قرآن سنانا اور حالت نماز میں معانقہ کرنا!

حضرت محدث امام ابن الفارس فرماتے ہیں: میں نے حضرت شیخ وقت حضرت علی سے سنا کہ میں پانچ سال کا تھا اور قرآن کریم اپنے استاد حضرت یعقوب کے پاس پڑھتا تھا: میں ایک روز استاد کے پاس حاضر ہوا تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر قمیص رحمت سفید رنگ کی تھی۔ پھر میں نے قمیص کو اپنے اوپر دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا! قرآن سناؤ۔ میں نے سورہ والضحیٰ اور الم نشرح سنائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پھر تشریف لے گئے۔ جب میں اکیس سال کی عمر کو پہنچا تو قرافہ موضع میں میں نے صبح کی نماز کا تحریمہ باندھا ہی تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو اپنے چہرے کے سامنے جلوہ گر پایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے مجھ سے معانقہ فرمایا اور مجھ سے ارشاد فرمایا رب کی نعمت کا خوب ذکر کرو۔

(المنح الالٰھیہ فی مناقب السادات الوفائیہ)

حضرت شیخ احمد رفاعی کا عقیدہ

بعض مجامع میں ہے کہ جب حضرت شیخ احمد رفاعی نے حج فرمایا تو مدینہ منورہ میں حاضری دی اور حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں شعر عرض کئے یارسول اللہ جب ظاہر ادور تھا تو میں اپنی روح کو سرکار کی قدم بوسی کے لئے مدینہ منورہ بھیجا تھا اور اس بار جسم کی حاضری ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اپنا داہنا دست رحمت دراز فرمایئے تا کہ میں دست رحمت کو چوم لوں۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا دست رحمت گنبد خضری سے باہر نکل آیا۔ اور میں نے آپ کی دست بوسی کا شرف حاصل کیا۔

اولیاء کرام آنکھ جھپکنے کی مقدار بھی حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو غائب نہیں پاتے بلکہ ہر آن حاضر دیکھتے ہیں۔!

حضرت شیخ ابو العباس مرسی فرماتے ہیں کہ اگر ایک آنکھ کا پل جھپکنے بھر حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مجھ سے پوشیدہ ہو جائیں تو میں اپنے آپ کو مسلمانوں میں شمار نہیں کرتا۔

شیخ عبدالرحیم قناوی شیخ احمد رفاعی شیخ ابو العباس بلخی امام جلال الدین سیوطی اور دیگر اولیاء کرام کا عقیدہ حاضر وناظر پر اجتماع

ولی کو ولائت، قطب کو قطبیت، اوتاد کو اوتدیت نہیں ملتی جب تک حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے حاضر ناظر کا آنکھ سے بیداری میں مشاہدہ نہ کرلیں۔ حضرت شیخ صفی الدین بن ابی منصور اپنے رسالہ میں اور حضرت شیخ عبدالغفار کتاب الوحید میں فرماتے ہیں۔ شیخ ابوالحسن سے روائت ہے۔ فرماتے ہین خبر دی شیخ ابو العباس بلخی نے فرمایا کہ تیرا شیخ میں نہیں تیرا شیخ عبدالرحیم قنا

ہے۔ میں فنا گیا۔ شیخ عبدالرحیم کے پاس حاضر ہوا تو شیخ نے کہا تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو پہچانتے ہو میں نے عرض کیا نہیں فرمایا بیت المقدس جاؤ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو پہچان کر آؤ میں بیت المقدس گیا جب میں نے بیت المقدس میں اپنا قدم رکھا تو دیکھتا کیا ہوں ساتوں آسمان ساتوں زمینیں عرش وکرسی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے بھرے پڑے ہیں۔ خدا کی خدائی میں کوئی جگہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خالی نظر نہیں آتی میں شیخ کے پاس آیا فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی پہچان ہوئی؟ عرض کیا کہ پہچان ہو گئی۔ فرمایا اب تو کامل اکمل طریقے کا مسلمان بن گیا ہے۔ اور کوئی قطب نہیں ہوتا اور کوئی اوتاد نہیں ہوتا اور کوئی ولی نہیں ہوتا مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی پہچان سے اعلیٰ شان مبارک ہے۔

قارئین کرام :۔ ولی کے لئے ضروری ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت بیداری میں زیارت کرے۔ ارشادات مبارکہ کو سننے کی سعادت حاصل کرے۔

(۱) حضور صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم بجسمہ حیات ہیں!

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم بجسمہ الشریف حیات ہیں۔ ان بد مذاہب کا رد ہوا جو معاذ اللہ حیات ہونے کے قائل نہیں ہیں کیونکہ دیکھنا زندہ کا کام ہے مردہ کا کام نہیں۔

(۲) حضور صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کو ذرے ذرے کے علوم ہیں!

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم تمام دنیا کے ذرے ذرے کا علم، دلوں کے خطرات، نسیات، ارادات، مخلوق کی حرکات و سکنات، افعال، اقوال اعمال کا علم ہر وقت رکھتے ہیں۔

(۳) حضور صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کا علم دائمی ہے!

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کا یہ علم اور دیکھنا ہمیشہ ہے۔ اس میں انقطاع نہیں بلکہ پے در پے ہمیشہ لگاتار دیکھتے رہے ہیں اور دیکھتے رہیں گے۔

(۴) حضور صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم صلوۃ و سلام سنتے ہیں!

حضور صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم ہم لوگوں کو ہر وقت دیکھتے ہیں۔ ہمارا صلوۃ و سلام سنتے ہیں۔ کیونکہ بُعد ہماری طرف سے ہے۔ سرکار صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کی طرف سے بُعد نہیں ہے۔

(۵) حضور صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم قرب و بُعد سے پاک ہیں!

میرے حضور صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کی شان اعجازی ہے کہ وہاں قرب و بُعد ہے ہی نہیں بلکہ وہاں عرش، لوح، قلم، کرسی، ساتوں آسمان، ساتوں زمین ایسے قریب ہیں جیسا کہ حضور کا دست رحمت قریب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم بُعد سے پاک ہیں۔ وہاں سب دنیا یکساں ہتھیلی کی طرح ہے۔

(۶) حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے غلاموں کی فریاد سنتے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم غلاموں کی فریاد کو سنتے ہیں۔ کیونکہ حجاب ہماری طرف سے ہے اس طرف سے اصلا حجاب نہیں۔

(۷) حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بفضلہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر وناظر ہیں!

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہر جگہ موجود اور حاضر و ناظر ہیں کیونکہ ہاتھ کی ہتھیلی کے سامنے ہاتھ والا حاضر و موجود ناظر ہوتا ہے اور جب ساری دنیا و مافیھا حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سامنے ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح ہے۔ تو یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سب دنیا کے سامنے ہر جگہ موجود حاضر وناظر ہیں۔ جن لوگوں کے دل میں ایمان ہے ان کے لئے یہ کمالات عالیہ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم، دل کی ٹھنڈک ہیں۔ بلکہ اس سے بھی ہزارھا درجہ کمال حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بڑھ کر ہیں۔

قرآن کریم سے حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حاضر و موجود ہونے کی دلیل

علامہ جلی فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یقیناً بلاشبہ ہر جگہ حاضر ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اپنی مخلوق کے اعمال نیک وبد کا شاہد مقرر فرمایا ہے۔ فرمایا: اے نبی پاک ہم نے آپ کو شاہد بنا کر بھیجا ہے اور شاہد کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے مشھور علیہ کے پاس حاضر ہو اور مشھور الیہ کا ناظر ہو ورنہ شاہد شاہد نہیں تو اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے جسم شریف سے کوئی مکان خالی نہیں اور کوئی زمان خالی نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہر مکان وہر زمان میں بجسمہ الشریف موجود ہیں۔

قیامت کو امت کے شاہد ہونے کا جواب

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں : وجئنا بك علی ھولاء شهيدا اور ارشاد الٰہی ہے :ویکون الرسول عليكم شهيدا اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ یہ امت مُحمدؐیہ تمام امم پر گواہی دیگی۔ اور ان کے انبیاء کرام پر تبلیغ کرنے کی گواہی دے گی۔ اور نبی کریم اپنی امت کی تصدیق فرمائیں گے کہ میری امت سچ کہتی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم امت کے مزکی و مصدق ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے درجہ میں کوئی دوسرا شریک نہ ہوا لیکن انبیاء کرام علیہم السلام کی گواہی دینا اپنی اپنی امتوں پر اس میں کوئی اخفا نہیں۔ کیونکہ انبیاء کرام اپنے اپنے زمانہ میں اپنی اپنی امت کے پاس حاضر موجود رہے ہیں سب کچھ معائنہ کیا ہے۔ حساو معنی۔

لیکن امت محمدیہ کی شہادت بذات خود مستقل نہیں ہے بلکہ یہ شہادت، شہادت علی الشاہد، کے قبیل سے ہے کیونکہ امت محمدیہؐ کی شہادت صرف اتنی ہے کہ قرآن کریم پڑھ کر امم سابقہ کے احوال معلوم کر کے شہادت دے دی۔ لیکن یہ قرآن کریم تو حضور صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر نازل ووارد ہوا ہے۔ تو قرآن کریم پر امت نے ایمان لاکر شہادت دی تو یہ شہادت حقیقت میں حضور صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم جو شاہد لی الاطلاق ہیں ان پر ہوئی کہ جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا ہے وہ حق ہے یہ الشهادت على الشاهد کے قبیلے سے متعلق ہو گیا لھذا امت کی بذات خود مستقل شہادت نہ ہوئی تو اس سے ظاہر ہو گیا کہ ہر نبی ورسول جب دنیا سے پردہ فرماتے رہے تو ان کی جگہ دوسرے انبیاء کو معبوث فرمایا جاتا رہا۔ ان دونوں باتوں سے یہ بات خوب واضح ہو گئی کہ ہمارے نبی کریم کی شہادت نہ امت کی طرح ہے نہ دیگر انبیاء کرام کی طرح ہے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی نبوت ورسالت قیامت تک دائم و قائم

ہے اور باقی ہے۔ سرکار اعظم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے بعد دوسرا کوئی نبی نہیں بلکہ دوسری نبوت کا امکان تک نہیں تو جب نبوت دائم و قائم ہے تو شہادت بھی حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی دائم و قائم باقی ہے۔ شہادت نبوت اس لئے دائمی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ہر جگہ ہر زمانہ میں حاضر موجود ہیں کیونکہ صفت کا دوام بغیر دوام موصوف محال ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی صفت شہادت نبوت رسالت ہر جگہ ہر مکان ہر زمان میں موجود ہے تو ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم بفضلہ تعالیٰ ہر مکان ہر زمان میں حاضر و موجود ہیں۔ اس کی عالم دنیا میں مثال بطور تفہیم چاند ہے اللہ تعالیٰ نے چاند کو ایسا مکان عطا فرمایا ہے کہ ہم اس کے نیچے اس کی روشنی میں سیر کرتے ہیں جب ہم سر اٹھائیں چاند کی طرف اگرچہ ہم تیز رفتار دوڑتے جائیں یا تیزی سے کچھ کم یا بالکل ست یا بیٹھیں یا سوئیں یا جاگیں۔ ہم ان تمام معاملات میں چاند کو اپنے ساتھ ہی دیکھتے ہیں۔ اگرچہ ہم مشرق میں چلے جائیں۔ دوسرے لوگ مغرب میں چلے جائیں کچھ لوگ سمندروں میں کشتیوں میں سوار ہو جائیں کچھ لوگ پہاڑوں پر چڑھ جائیں کچھ لوگ جنگلوں میں چلے جائیں۔ ان سب کے ساتھ چاند ہر جگہ ہر مکان ہر زمان بحر و بر جبل و سہل فوق و تحت میں ہر ایک کے ساتھ حاضر و موجود ہے۔ اسی طرح ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم بھی ہر مکان ہر زمان ہر آن ہر لحظہ ہر مقام ہر ایک کے ساتھ حاضر موجود ہیں۔

یہ دلائل عقلیہ نقلیہ اب تک فقیر نے حضرت علامہ شیخ المحدثین امام اجل امام نور الدین الحلبی کے رسالہ جلیلہ تعریف اهل الایمان و الاسلام بان نبینا صلی الله علیه وسلم لا یخلو منه مکان ولازمان سے نقل کئے ہیں۔

انبیاء کرام علیہم السلام کے حق میں موت کیسی ہے ؟

اور یہ صحیح ہے کہ زمین اجساد انبیاء کو نہیں کھاتی اور حضور نے شب معراج میں بیت المقدس میں آسمانوں میں انبیاء کرام علیہم السلام کو ملاحظہ فرمایا۔اور سرکار اعظم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے خبر فرمائی ہے کہ جو شخص سلام عرض کرتا ہے میں اس کا جواب دیتا ہوں۔ان تمام دلائل سے یہ قطعی طور پر یقین حاصل ہوا کہ انبیاء کرام کے انتقال کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ ہم سے (دنیا سے) غائب ہو جاتے ہیں۔اس طور پر ہم ان کو نہیں دیکھ سکتے وہ موجود ہیں حیات ہیں لیکن ان کا دیکھنا ہر ایک کا کام نہیں مگر کامل کا کام ہے جس پر خاص فضل الٰہی ہوتا ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام مع اجسام مبارکہ اصلیہ حیات ہیں

حضرت علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ پر گذرا تو دیکھا کہ وہ کھڑے اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں۔اور یہ صریح نقل ہے سرکار موسیٰ علیہ السلام کی حیاتی کے لئے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے ان کی صفت بیان فرمائی۔ نماز پڑھنا کھڑے ہو کر یہ صفات روح کی نہیں ہیں بلکہ یہ صفات جسم کی ہیں اور پھر تخصیص فرمانا قبر میں کھڑے ہو کر اس میں دلیل بھی اسی پر ہے کیونکہ کھڑا ہونا اگر صفت روح کی ہوتی تو قبر کی تخصیص کی ضرورت نہ پڑتی کیونکہ کوئی بھی اس بات کا قائل نہیں ہے۔ کہ انبیاء کرام کے ارواح مبارکہ قبروں میں مع جسموں کے قید ہیں اور ارواح شہداء یا مومنین کے جنت میں ہیں۔

ارواح مبارکہ تو انبیاء کرام شہداء عظام کے آزاد ہیں جہاں چاہیں آئیں جائیں۔

اختیارات کا مالک حقیقی

ہر چیز کا مالک حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کی عطا کئے بغیر کوئی بھی ایک ذرہ کا مالک نہیں پھر اس مالک حقیقی نے اپنے فضل و کرم سے اپنے بعض بندوں کو اپنی چیزوں کا مالک بنایا ہے بندوں کی یہ ملکیت عطائی، عارضی اور مجازی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ملکیت ذاتی، دائمی اور حقیقی ہے۔ اس عطائے الٰہی کا ذکر قرآن مجید اور احادیث مبارکہ صحیحہ میں ہے ملاحظہ ہوں۔ آیات قرآنی۔

(الف)۔ قل اللهم ملك الملك توتی الملك من تشاء و تنزع الملك ممن تشاء الایه.

ترجمہ:۔ آپ کہہ دیں اے اللہ تعالیٰ۔ تو ملک کا مالک ہے تو جسے چاہے ملک دے اور جس سے چاہے ملک چھین لے۔

(ب)۔ واتینهم ملکا عظیما (۴/۵۴)

ترجمہ:۔ اور ہم نے ان کو بہت بڑا ملک دیا۔

(ث)۔ وسخرناله الریح تجری بامره (۳۸/۳۶)

ترجمہ:۔ ہم نے سلیمان علیہ السلام کے زیر فرمان ہوا کو کر دیا جو ان کے حکم سے چلتی تھی۔

(ت)۔ انا مکنا له فی الارض وآتینٰه من کل شئی سببا (۱۸/۸۴)

ترجمہ:۔ بیشک ہم نے ذوالقرنین کو زمین میں قابو دیا اور ہر چیز کا ایک سامان عطا فرمایا۔

(ج)۔ واوتیت من کل شئی ولها عرش عظیم (۲۷/۲۳)

ترجمہ:۔ ملکہ بلقیس کو ہر چیز میں سے ملا ہے اور اس کا بڑا تخت ہے۔

(ح)۔ ان الارض یرثها عبادی الصالحون (۲۱/۱۰۵)

ترجمہ:۔ بے شک اس زمین کے وارث تیرے نیک بندے ہوں گے۔

(خ)۔ ومن الجن من یعمل بین یدیه باذن ربه (۳۴/۱۲)

ترجمہ:۔ ہم نے حضرت سلیمان کے تابع ایسے جن کر دیئے جو ان کے سامنے ان کے رب کے حکم سے کام کرتے تھے۔

(د)۔ واٰتٰہُ اللہ الملک والحکمة (۲/۲۵۱)

ترجمہ:۔ اللہ نے داؤد علیہ السلام کو ملک بھی دیا اور علم بھی۔

ان جیسی بہت سی آیات میں رب تعالیٰ کی عطا سے اس کے بندوں کا مالک ہونا ثابت ہے اب حضور ﷺ کی باذن الٰہی ملکیت عامہ کا ذکر سنئے۔

(الف)۔ انا اعطینك الکوثر ٥

ترجمہ:۔ ہم نے آپ ﷺ کو کوثر یعنی عالم کثرت عطا فرمادیا۔

(ب)۔ ووجدك عائلا فاغنی ٥

ترجمہ:۔ ہم نے آپ ﷺ کو فقر والا پایا تو غنی کر دیا۔

(ت)۔ اغنہم اللہ ورسولہ من فضلہ (توبہ)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ نے انہیں اپنے فضل وکرم سے غنی کر دیا۔

(ث)۔ ولو انہم رضوا بما اتہم اللہ ورسولہ (توبہ)

ترجمہ:۔ اگر وہ لوگ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے دیئے سے راضی ہوتے۔

فرمان نبوی:۔ خود حضور ﷺ اپنے متعلق اپنے رب کی عطا کا ذکر فرماتے ہیں

(الف)۔ اوتیت مفاتیح خزائن الارض

ترجمہ:۔ مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمائی گئیں۔

(ب)۔ لو شئت لسارت معی جبال الذهب

ترجمہ:۔ اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلا کریں۔

(ت)۔ انی اسئلك مرافقتك فی الجنة

ترجمہ:۔ یارسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ سے جنت میں آپ ﷺ کی ہمراہی مانگتا ہوں۔ (مسلم)

کون مدد گار ہیں

اللہ تعالیٰ، رسول ﷺ اور مومنین مدد گار ہیں

حضرت عبداللہ بن سلام مسلمان ہوئے اور حاضر خدمت رسول ﷺ ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہماری قوم بنی قریظہ اور نضیر نے ہمیں چھوڑ دیا اور ہماری ہم نشینی اور مدد نہیں کرتے۔ پھر یہ آیہ نازل ہوئی انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوۃ و یوتون الزکوۃ وھم راکعون ٥ و من یتول اللہ ورسولہ والذین امنوا فان حزب اللہ ھم الغلبون ٥

ترجمہ:۔ بیشک تمہارے مدد گار اللہ تعالیٰ رسول ﷺ اور مومنین ہیں کہ نماز قائم کرتے ہیں۔ زکوۃ دیتے ہیں اور رکوع کرتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور مومنوں کو مدد گار بنائے۔ پس وہ اللہ تعالیٰ کا گروہ ہے وہی غالب ہیں۔

تشریح:۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیہ میں تین ہستیوں کا ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ، رسول ﷺ اور مومنین اور یہ سب مل کر "حزب اللہ" یعنی اللہ تعالیٰ کا گروہ بنتا ہے۔ اس میں ایک لفظ ولی کا ذکر آیا ہے جو کہ قرآن میں مختلف سورتوں میں تقریباً نوے دفعہ استعمال ہوا ہے اور اس کے سولہ معنی ہیں۔ اس آیہ میں شان نزول کے لحاظ سے اس کا معنی "مدد گار" ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کا رسول ﷺ مدد کرتا ہے اور مومنین مدد کرتے ہیں۔ یہ صالحین، صدیقین لوگوں کا گروہ ہے جنہیں عرف عام میں ہم اولیائے کرام کہتے ہیں۔ تو یہ فرمان الٰہی ہے کہ میرا رسول ﷺ تمہارا مدد گار ہے اور میرے اولیائے کرام۔

(بحکم عطائے الٰہی)

اختیارات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ سلم

اللہ تعالی جل جلالہ نے فرمایا

انت المختار المنتخب یا محمد

فرمان رسول اکرم ﷺ

والله معطی وانا قاسم

اللہ کریم عطا کرتا ہے میں بانٹتا ہوں

آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالی عطا کرتا ہے اور میں بانٹتا ہوں آپ ﷺ بہ عطاء الہی اللہ کے سارے خزانوں کے مالک ہیں۔ حضرت ربیعہ بن کعب نے حضور ﷺ سے جنت مانگی جو منظور فرمالیا گیا۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ ساری زمین میرے سامنے رکھ دی گئی جیسے میں اپنی ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔ یعنی تمام سلطنت عطا کر دی گئی۔ تو معلوم ہوا کہ پوری کائنات آپ ﷺ کے تصرف میں ہے۔ مشاہد (حاضر ناظر) کے بھی یہی معنی ہیں۔

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے
ہر کار بنایا تمہیں مختار بنایا
بے یارو مددگار جسے کوئی نہ پوچھے
ایسوں کا تمہیں یارو مددگار بنایا

خیر کثیر کی عطا اور اختیارات

اللہ تعالی نے فرمایا۔ انا عطینك الکوثر بیشک ہم نے آپ ﷺ کو خیر کثیر عطا فرمایا۔ خیر کثیر میں بہت کچھ گویا کہ سب کچھ آجاتا ہے۔ رحمت کرنا غنی کرنا، فضل کرنا، کرم کرنا، گویا کہ جو آپ ﷺ کی شان شایاں ہے۔

حدیث پاک:۔ رواہ مسلم۔ انی رسول الله صلی الله علیه وسلم قال بعثت بجوامع الکلم ونصرت بالرعب وبینا انا نائم رایت اتیت

بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی (متفق علیه)

مسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں جامع باتوں کے ساتھ بھیجا گیا اور ہیبت سے میری مدد کی گئی جبکہ میں سو رہا تھا تو میں نے اپنے کو دیکھا کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں تو میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔

تشریح:۔ تمام زمینی خزانوں کی چابیاں دیئے جانے کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ کو ان سب کا مالک بنادیا اور مالک بھی اختیار والا کہ آپ لوگوں کو اپنے اختیار سے تقسیم فرمادیں۔

حدیث قدسی:۔ عن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ قال اللہ عزوجل انت المختار المنتخب

المختار المنتخب: وعندك مستودع نوری وکنوز ھدایتی من اجلك اسطح االبطحاء امرج الماء وارفع السماء واجعل الثواب والعقاب والجنه والنار ثم اخفی اللہ الخلیقة فی غیبه وغیبھا فی مکنون علمه ثم نصب العوالم وبسط الزمان ومرج الماء واثار الزید وھاج الریح فطفا عرشه علی الماء فسطح الارض علی وجه الماء ثم استجابھا الی اطلاعة فاذعنت بالا ستجابه ثم انشاء اللہ الملائکة من انوار ابتدعھا وانوار اخترعھا وقرن بتوحیده نبوة محمد صلی اللہ علیه وآله وسلم فشھرت فی السماء قبل مبعثه فی الارض فلما خلق اللہ ادم---- تا آخر حدیث (مطالع المسرات ص ۱۰۷)

توراۃ میں ذکر:۔ عن کعب الاحبار رضی اللہ تعالی عنه قال فی التوراۃ مکتوب قال اللہ محمد (ﷺ) عبدی المتوکل المختار

(مطالع المسرات ص ۱۱۹)

سرور کائنات فخر موجودات جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرفات

الذین یتبعون الرسول النبی الا می الذی یجدونه مکتوبا عندھم فی التورٰۃ والانجیل یامرھم بالمعروف و ینھھم عن المنکر ویحل لھم الطیبت ویحرم علیھم الخبئث و یضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم۔

(ترجمہ) "وہ لوگ کہ پیروی کریں گے۔ اس بھیجے ہوئے غیب کی باتیں بتانے والے امی کی جسے لکھا پائیں گے اپنے پاس تورات اور انجیل میں، وہ انہیں حکم دے گا بھلائی کا اور روکے گا برائی سے اور حلال کرے گا ان کے لئے ستھری چیزیں اور حرام کرے گا ان پر گندی چیزیں اور اتارے گا ان سے ان کا بھاری بوجھ اور سخت تکلیفوں کے بھاری طوق جو ان پر تھے۔"

اس کلام پاک میں حضور علیہ اصلوٰۃ والسلام کو جو تصرف امور شرعیہ میں عطا ہوا ہے اس کا بیان ہے کہ آپ امر با لمعروف نہی عن المنکر ستھری چیزوں کے حلال کرنے والے اور گندی چیزوں کو حرام کرنے والے اور باقی نا قابل برداشت بوجھ اتارنے والے سخت تکلیف کے طوق دور کرنے والے ہیں۔ کیا صاف ہے نہیں ہے کہ اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو امور شرعیہ میں قدرت و تصرف عطا فرمایا ہے جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان تصرفات کا جاری کرنے والا کہہ سکتے ہیں۔

قرآن مجید میں امور تکوینیہ و شرعیہ کو مجازی طور پر غیر کی طرف منسوب کرنا کس قدر صاف اور واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ پھر کس قدر بے سمجھی ہے کہ مجازی طور پر کسی فعل کو غیر اللہ کی طرف منسوب کرنے پر جھگڑا شروع کر دیا جائے۔ صحیح مسلم اور ابو داؤد میں حضرت ربیعہ بن کعب اسلمیؓ سے مروی ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہا کرتا تھا کہ ایک رات جب کہ میں

نے وضو کے لئے پانی اور دیگر ضروریات بہم پہنچائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا فقال لی سل یعنی مانگ کیا مانگتا ہے جس پر میں نے عرض کیا کہ مجھ کو جنت میں آپ ﷺ کی رفاقت عطا ہو فرمایا بھلا اور کچھ عرض کی کہ بس! مراد تو یہی ہے۔ فرمایا میری اعانت کر اپنے نفس پر کثرت سجود سے اس میں آپ نے بلا تقید و تخصیص کے فرمایا کہ مانگ کیا مانگتا ہے۔ چنانچہ مولانا عبدالحق محدثؒ شرح مشکوۃ میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں کہ "از اطلاق سوال کہ فرمود سل بخواہ تخصیص نکرو مطلوبے خاص معلوم میشود کہ کار ہمہ بدست ہمت و کرامت اوست واد ﷺ ہر چہ خواہد ہر کرا خواہد باذن پروردگار۔ خود وہد۔" (ترجمہ) آپ فرماتے ہیں کہ سوال کے اطلاق سے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے کسی خاص مطلوب کو معین نہیں فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ تمام کام آپ کی ہمت اور قدرت کے ماتحت کئے گئے ہیں کہ آپ جو چاہیں جس کو چاہیں مولا کریم کی اجازت سے عطا فرمائیں۔

اسی حدیث کے تحت علامہ ملا علی القاری الحنفی مرقاۃ شرح مشکوۃ میں لکھتے ہیں: یوخذ عن اطلاقه صلى الله عليه و آله وسلم الامر بالسوال ان الله مكنه من اعطاء كل ما ارادمن خزائن الحق (ترجمہ) یعنی رسول کریم ﷺ نے جو مطلقاً کسی چیز کے مانگنے کا حکم دیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قدرت بخشی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں سے جس کو چاہیں جو چاہیں دیں۔

علامہ بوصیریؒ اپنے "اس قصیدہ بردہ میں جو کہ انہوں نے حضور علیہ السلام کو خواب میں روبرو سنایا اور آپ نے اس کی انتہائی تحسین فرمائی۔ آپ کی شان میں فرماتے ہیں وان من جودك الدنيا وضرتها ومن علومك علم اللوح والقلم (ترجمہ) دنیا و آخرت آپ کی بخشش کا نتیجہ ہے اور لوح قلم کا علم آپ کے علم بے پایاں کا ایک قطرہ ہے۔

افعال مبارکہ اور فرمان رسول کریم ہی شریعت ہے

احادیث پاک:۔ مشکوۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ص۹ میں ہے
عن العرباض بن سارية قال قام رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال
ايحسب احدكم متكئا على اريكته يظن ان الله لم يحرم شيئا الا ماقى
هذا القرآن الاوانى والله قد امرت و وعظت و نهيت عن اشياء انها
لمثل القرآن او اكثر----اور دوسری حدیثوں میں یوں آیا ہے وانما ما حرم
رسول الله كما حرم الله (ابو دائووؤ "دارمی" "ابن ماجہ") (ترجمہ)
عرباض بن ساریہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ایک روز ارشاد فرمایا کہ کیا
کوئی تمہارا اپنی چھپر کٹ پر تکیہ لگا کر بیٹھے ہوئے یہ خیال کرتا ہے کہ شریعت
میں وہی چیزیں حرام ہیں جن کی بابت قرآن مجید نے بیان کی اور بس! خبردار
بخدا میں نے اتنی چیزوں کے کرنے اور اتنی سے منع کیا ہے غالباً وہ قرآن کی
حلال اور حرام کردہ کے برابر یا زاید ہوں گی۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ
میری حلال و حرام کردہ چیزیں ایسی ہی ہیں جیسا کہ قرآن کی حلال و حرام کردہ۔
اور تیسری حدیث میں اس کو سختی سے بیان فرمایا لا الفين احدكم متكئا على
اريكته ياتيه الامر من امری مما امرت به او نهيت عنه فيقول لا ادری
ماوجدنا فی كتاب الله اتبعناه ! (ابو دائود، ترمذی، ابن ماجہ، دلائل
النبوۃ) (ترجمہ) خبردار میں تم سے کسی کو اپنی چھپر کٹ پر تکیہ لگائے ہوئے
یہ کہتا ہوا نہ پاؤں کہ جب اس کے پاس میرا امر یا نہی سے کوئی امر آئے تو وہ کہہ
دے کہ ہم نہیں جانتے ہم کو جو قرآن میں ملا ہم اسکی اتباع کریں گے۔"

دیکھئے آپ ﷺ نے شرعی تصرف سے انکار کرنے والے کو کس قدر
ڈانٹا ہے اور یہ کہ آپ ﷺ کے امر و نہی کی حیثیت قرآن کی سی ہے اور اس کا ماننا
عقلاً و شرعاً نہایت ضروری ہے۔ آپ ﷺ کے امر و نہی کا مطلب یہ نہیں کہ

وہ اللہ تعالی کی مرضی کے خلاف ہے بلکہ اس سے مراد یہی ہے کہ اللہ تعالی کی مرضی سے جو میں نے امر و نہی کیا ہے جیسا کہ وما ینطق عن الھوی کا بدیہی تقاضا ہے۔

امام احمد وابو بکر بن ابی شیبہ حضرت علیؓ سے مروی کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ اعطیت مالم یعط احد من الانبیاء قبلی نصرت بالرعب واعطیت مفاتیح الارض. الحدیث (ترجمہ) مجھے وہ عطا ہوا جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہ ہوا۔ رعب سے میری مدد کی گئی کہ مہینہ بھر کی راہ پر دشمن میرا نام پاک سنکر کانپنے لگتا ہے اور مجھے ساری زمین کی کنجیاں عطا ہوئیں۔ یعنی بالآخر میری امت زمین پر قابض ہو جائے گی۔

امام احمد اپنی مسند میں ابن حبان اپنی صحیح میں، ابو نعیم اپنی دلائل النبوۃ میں حضرت جابر بن عبد اللہ سے راوی کہ فرماتے ہیں اوتیت بمقالید الدنیا علی فرس ابلق جاء نی بہ جبرائیل علیہ قطیفة من سندس (ترجمہ) حضرت جبرئیل علیہ السلام ابلق گھوڑے پر بہترین ریشمی لباس زیب تن کئے ہوئے دنیا بھر کی کنجیاں لیکر میری خدمت میں حاضر ہوئے ------ یہاں پر بھی تصرف مراد ہے۔

مواہب لدینہ میں امام احمد قسطلانیؒ فرماتے ہیں من خصائصہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا ن یخص من یشا ء بما شاء من الاحکام (ترجمہ) سید عالم ﷺ کے خصائص کریمہ سے یہ ہے حضور علیہ الصلوۃ والسلام شریعت مطہرہ کے عام احکام سے جسے چاہیں جس حکم سے چاہیں مستثنی فرما دیتے ہیں۔

علامہ خفاجیؒ شرح شفاشریف نسیم الریاض میں لکھتے ہیں معنی بیننا الامر انہ لا حاکم سواہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فھو حاکم غیر محکوم (ترجمہ) یعنی حضور علیہ السلام کے سوا اور کوئی حاکم نہیں پس وہ محکوم نہیں بلکہ محض حاکم ہیں---- آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے دس ہزار اشرفی پر جنتی مکان فروخت کردیا اور ضمانت اور ذمہ داری لے لی------ اسی طرح حضرت عثمان نے ایک چشمہ بیر رومہ پینتیس ہزار روپیہ سے خرید کر حضور علیہ السلام سے ایک جنتی چشمہ کے بدلہ فروخت کیا اور آپ نے بیچکر ذمہ داری لے لی۔ (ماخوذ از الامن و العلاء)

امام عصر علامہ جلال الدین سیوطیؒ اپنی کتاب " انتباہ الاذکیا فی حیات الانبیاء میں فرماتے ہیں:۔

(ترجمہ) یعنی یہ احادیث اور آثار سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ اعمال امت میں نظر فرماتے ہیں۔ ان کے گناہوں کو معاف کرانے اور بلاؤں کو دور کرنے کے لئے اور حدود زمین افادہ برکت کے لئے طواف فرماتے ہیں اور جب امت سے کوئی نیک آدمی فوت ہو جائے تو اس کے جنازہ میں شریک ہوتے ہیں اور عالم برزخ میں آپ ﷺ کے اسی طرح کے اشغال ہیں جیسا کہ احادیث اور آثار میں مذکور ہے۔

تفسیر روح البیان سورہ ملک کے آخر میں لکھتے ہیں قال الامام الغزالی والرسول علیہ السلام لہ الخیار فی طواف العالم مع ارواح الصحابہ رضی اللہ عنھم لقدراہ کثیر من الاولیاء (ترجمہ) امام غزالی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ تمام عالم میں مع ارواح صحابہ کے سیر کریں اور بہت سے اولیاء کرام نے حضور علیہ السلام کو (یعنی سیر کرتے ہوئے بیداری) میں دیکھتے ہیں۔

اختیارات کی مثالیں

۱۔ کفار پہ عذاب کی جلدی نہ کیجئے

فلا تعجل علیھم انما نعدلھم عدا (۱۹/۸۴)

ترجمہ۔ آپ (ﷺ) ان پر جلدی نہ کریں (عذاب میں) ہم تو ان کی گنتی پوری کرتے ہیں۔

تشریح۔ کفار استہزا کے طور پر آپ ﷺ سے عذاب لانے کے لئے کہا کرتے تھے۔اس پر اللہ تعالی نے فرمایا کہ آپ ﷺ جلدی نہ کریں عذاب لانے کی۔

نکتہ۔ عذاب لانے کے لئے جلدی نہ کرنے کا کہنا آپ ﷺ کے اختیارات ظاہر کرتا ہے۔

۲۔ فان جاوك فاحكم بينهم او اعرض عنهُم (۴۲/۵)

ترجمہ۔ جب وہ آپ (ﷺ) کے حضور حاضر ہوں تو ان میں فیصلہ کریں یا اعراض فرمالیں۔

تشریح۔ آیات مبارکہ اس وقت نازل ہوئی۔ جب ایک مقدمہ کعب بن اشرف ٗکعب بن اسعد ٗسعید بن عمرو وغیرہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

نکتہ۔ آپ ﷺ کو اختیار ہے۔ فیصلہ کریں یا اعراض فرمالیں۔ (یعنی نہ کریں)

☆☆☆☆

اقلام تقدیر میں تصرف

آپ ﷺ کی ہر چیز مطیع ہے اور آپ ﷺ کے تصرف میں ہے جب چاہیں اور جیسے چاہیں یہ کائنات آپ کے حکم کی منتظر ہیں۔

(۱)۔ قرآن پاک میں بہت سی ایسی مثالیں دی گئی ہیں۔ جہاں آخری بات اللہ تعالٰی نے یہ کہہ کر ختم کر دی کہ اگر تم میرے محبوب بننا چاہتے ہو تو میرے محبوب کی پیروی کرو۔ سورۃ نور میں فرمایا نماز قائم کرو، زکوۃ دو اور میرے حبیب ﷺ کی اطاعت کرو میں تم پر رحم کروں گا۔ اب چونکہ بات تصرف کی ہو رہی ہے۔

(۲)۔ ایک ٹھوس قرآنی دلیل دینے سے پہلے یہ بتانا ضروری ہے کہ اللہ تعالٰی نے ہم عام انسانوں کے لئے احکامات لکھ رکھے ہیں مثلاً (کتب علیکم القتال) تم پر جہاد فرض کر دیا گیا ایک اور جگہ فرمایا کتب علیکم الصیام (تم پر روزے فرض کر دیئے گئے) جب معاملہ محبوب ﷺ کا ہو جسے مختار بھی بنا دیا گیا ہو تو عقلاً یہ بات درست معلوم ہوتی ہے کہ یہ لکھنے وغیرہ کا معاملہ بھی آپ ﷺ کے تصرف میں ہے۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے یا یھا المزمل ہ قم الیل الا قلیلاہ نصفه او انقص منه قلیلا ہ او زد علیه--- ترجمہ۔ اے جھرمٹ مارنے والے، رات میں قیام فرما۔ سوا کچھ رات کے۔ آدھی رات۔ یا اس سے بھی کچھ کم کر دو یا اس پر کچھ بڑھا لو--- تو جناب عالی یہ اختیار کہ قیام نصف رات سے چاہے کم کر دیں یا چاہیں کچھ بڑھا دیں۔ یہ آپ ﷺ کے اختیار میں ہے----- قلموں کا لکھنا عام لوگوں کے لئے ہے نہ کہ حکم کائنات کے لئے کیونکہ اقلام تقدیر آپ ﷺ کی مطیع ہیں۔

اختیارات مصطفے ﷺ کی مثال

ملک الموت کا اجازت لینا

وصال حق سے تین روز قبل حضرت جبریل علیہ السلام بارگاہ رسالت میں آئے اور عرض کیا کہ حق تعالے آپ پر سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے کہ آپ اپنے آپ کو کیسا پاتے اور کیا حال ہے۔ فرمایا "اے جبریلؑ میں غم واندوہ محسوس کرتا ہوں۔" دوسرے دن جبریلؑ پھر آئے اور اسی طرح مزاج پرسی کی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے یہی جواب مرحمت فرمایا۔ وہ تیسرے دن آئے ان کے ہمراہ ملک الموت اور ایک اور فرشتہ جس کا نام اسمٰعیل ہے وہ بھی جبریلؑ کے ساتھ تھے۔ عرض کیا "اے محمد (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) حق تعالیٰ آپ پر سلام بھیجتا ہے۔

مروی ہے کہ ملک الموت نے حاضر ہونے کی اجازت مانگی پھر وہ حضور اکرم ﷺ کے پاس آئے اور آپ کے سامنے کھڑے ہوگئے۔ اور عرض کرنے لگے "یارسول اللہ" یا احمد! حق تعالیٰ نے مجھے آپ کے طرف بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ میں آپ کی اطاعت کروں جو کچھ بھی آپ فرمائیں کہ میں آپ کی روح قبض کروں اگر آپ اجازت دیں۔ اور اگر فرمائیں تو قبض نہ کروں۔ اس میں حق تعالیٰ نے آپ کو اختیار مرحمت فرمایا ہے۔ پھر جبریل علیہ السلام نے آکر عرض کیا۔ "اے محمد صلی اللہ علیہ وعلی الیہ وسلم حق تعالیٰ آپ کا مشتاق ہے اور آپ کو بلاتا ہے۔ اس پر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وعلی الہ وسلم نے فرمایا۔ اے ملک الموت! جو تمہیں حکم دیا گیا ہے اپنے اس کام میں مشغول ہو جاؤ۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا۔ زمین پر

میرا آنا یہ آخری ہے۔ اور دنیا میں میرے آنے کی ضرورت آپ کا وجود گرامی تھا میں آپ کے لئے دنیا میں آتا تھا۔

"فرمایا اے فاطمہ تمہیں معلوم ہے کہ یہ کون ہے۔ یہ لذتوں کو توڑنے والا، خواہشوں اور تمناؤں کو کچلنے والا، اجتماعی بندھنوں کو کھولنے والا، بیویوں کو بیوہ کرنے والا، اور بچوں اور بچیوں کو یتیم بنانے والا ہے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جب یہ سنا تو رونے لگیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا "اے میری بیٹی! روؤ نہیں کیوں کہ تمہارے رونے سے حاملین عرش روتے ہیں۔ اور اپنے دست مبارک سے فاطمۃ زہراء رضی اللہ عنہا کے چہرہ انور سے اشکوں کو پونچھا اور دلداری و بشارت فرمائی بعض روایتوں میں آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی وفات کی خبر اور سیدہ فاطمہؓ کے رونے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا ان کو تسلی فرماتے اور یہ کہ تم سب سے پہلے مجھ سے ملو گی اس کی بشارت دینے اور یہ کہ تم جنتی بیبیوں کی سردار ہو گی کی حدیث اسی ایک وقت میں واقع ہوئی ہیں۔ اس کے بعد سیدہ فاطمہ زہراؓ سے فرمایا "اپنے بچوں کو لاؤ۔ وہ امام حسن اور امام حسین علیہم التحیۃ والرضوان کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے سامنے لائیں۔ جب ان صاحبزادگان نے سب کو اس حال میں دیکھا تو رونے لگے اور اتنی گریہ سے گھر کا ہر فرد رونے لگا حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے ان کو بوسہ دیا۔ اور ان کی تعظیم و توقیر اور ان سے محبت کے بارے میں صحابہ کرام اور تمام امت کو وصیت فرمائی۔ اس کے بعد حضرت عائشہؓ آگے بڑھیں اور عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم چشم مبارک کھولئے اور میری طرف نگاہ کرم اٹھائیے اور وصیت کیجئے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے چشم مبارک کھولی اور فرمایا" اے عائشہؓ میرے قریب ہو۔" فرمایا "کل جو وصیت کی ہے وہی ہے اور اسی پر تم عمل کرنا ۔ اور تمام ازواج مطہرات کو وصیت فرمائی۔ اسکے بعد فرمایا "میرے بھائی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلاؤ۔ حضرت علیؓ مرتضی آئے اور سرہانے بیٹھ گئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے سر مبارک کو اپنے زانو پر رکھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا "اے علیؓ! تم ان اشخاص میں پہلے ہو گے جو حوض کوثر پر مجھ سے ملیں گے۔ اور میرے بعد بہت سی ناگوار باتیں تمہیں پیش آئیں گی تمہیں لازم ہے کہ دل تنگ نہ ہونا اور صبر کرنا۔ اور جب تم دیکھو کہ لوگ دنیا کو پسند کرتے ہیں تو تم آخرت کو اختیار کرنا۔ فرمایا اللہ اللہ فیما ملکت ایمانکم اشبعو ظھورھم و اثبعوا بطونھم ولینوا اھم بالقول۔ خبردار ہو ہوشیار اپنے غلاموں اور باندیوں کے حق میں ان کو لباس پہننے کو دینا ان کو کھانا پیٹ بھر کے دینا اور ان سے نرمی کے ساتھ بات کرنا" حضرت علی مرتضےٰؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم میرے ساتھ گفتگو فرما رہے تھے اور آپ کا لعاب دہن مبارک مجھ پر پہنچ رہا تھا۔ اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا حال متغیر ہو گیا اور پس پردہ عورتیں بے طاقت ہو گئیں اور میں بھی اس کو برداشت نہ کر سکا جو حال کہ میں نے اس وقت دیکھا۔ میں نے کہا "اے عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری مدد کرو۔" تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور دونوں نے مل کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو لٹایا۔ ذکر ہذا کلمہ فی روضۃ الاحباب، یعنی شیخ محقق رحمتہ اللہ فرماتے ہیں کہ پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فخر کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی

آله وسلم کی روح مبارک میرے آغوش میں قبض ہوئی ہے۔ اور مشہور بھی یہی ہے اور محدثین اس حدیث کو صحیح بھی بیان کرتے ہیں۔ اور اس جگہ یہ روایت لاتے ہیں کہ آخر وقت میں حضور صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا سر مبارک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرتضی کے زانو پر تھا۔ جسے حاکم اور ابن سعد طرق متعددہ سے روایت کرتے ہیں اور اس بیان سے جو اوپر مذکور ہوا ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت علی مرتضیؓ آئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے سرہانے بیٹھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے سر اقدس کو اپنے بازو پہ رکھا اور ظاہر ہوتا ہے کہ آخر عہد یہی ہے۔ اور ان دونوں مفہوموں کے درمیان مغائرت ہے۔ کہ سر مبارک بازو پہ رکھا یا آغوش میں رکھا۔ اس مغائرت کا ارتفاع آسان ہے کہ یہ راویوں کا اختلاف ہے حور عین کو وحی فرمائی ہے کہ خود کو آراستہ و پیراستہ کریں۔ اور فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ اٹھو صف در صف کھڑے ہو کر روح محمدی کا استقبال کرو اور مجھے حکم ہوا ہے کہ زمین پر جاؤ اور میرے حبیب کو بتاؤ کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں پر جنت اس وقت تک حرام ہے جب تک کہ آپ اور آپ کی امت اس میں داخل نہ ہو جائے اور کل قیامت کے دن آپ کی امت آپ کو اتنی دی جائے گی کہ آپ راضی ہو جائیں گے' اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا "اے ملک الموت! آؤ جو تمہیں حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کرو" پھر ملک الموت حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی روح اطہر کو قبض کر کے اعلیٰ علیین لے گئے۔ اور کہا "یا محمد! ہ" یارسول رب العلمین" حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں آسمان کی جانب سے فرشتوں کی "وا محمداہ" کی آواز سنتا تھا۔

شریعت کیا ہے؟

رسول کریم ﷺ کے اعمال مبارکہ اقوال مبارکہ ہی شریعت ہیں

قارئین کرام

رسول کریم ﷺ جو عمل مبارک کریں یا جو فرمادیں وہی شریعت ہے اس لئے کہ آپ ہی قانون ساز ہیں اور مختار کل ہیں۔ آپ کے لب مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ قرآن بن گئے۔ حدیث بن گئے۔ آپ کے اعمال مبارکہ پر نکتہ چینی کرنا اپنا ایمان گنوانا ہے۔ جیسا کہ آج کل کئی نام نہاد مفتی اور صاحبزدگان کر رہے ہیں۔

امور شریعہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مختار ہیں

قیامت میں ثابت ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حکم آپ ہی کا ہو گا۔
آپ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جو چاہیں جسکو چاہیں دیں۔

۱۔ اسی طرح حضور علیہ السلام نے اپنے دو صحابیوں کو ششماہہ بکری کے بچہ کی قربانی دینے کی اجازت فرمادی بخاری مسلم (۲) ایک صحابیہ کو خاوند کے فوت ہونے پر بجائے چار ماہ دس دن کے صرف تین دن کا سوگ کر لینے کے بعد نکاح کی اجازت دے دی۔ (طبقات ابن سعدؒ)

۳۔ ایک صحابی رمضان میں روزہ توڑ کر حضور علیہ السلام کی پناہ میں اور بجائے کفارہ ادا کرنے کے دربار بیکس پناہ سے خرمے لے جاتے ہیں۔

(صحاح ستہ)

۴۔ ناپاک حالت میں عورت مسجد میں نہیں جا سکتی لیکن ازواج مطہرات امہات المومنین اور حضرت خاتون جنت فاطمہ رضی اللہ عنھن کو اور مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حضور علیہ السلام نے اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیا۔ (معجم کبیر طبرانی و سنن بیہقی)

۵۔ سونے کا ہر زیور مرد کے لئے حرام ہے مگر حضور علیہ السلام نے حضرت براءؓ کو سونے کی انگوٹھی پہنادی (مسند امام احمد)

۶۔ ریشم مرد پر حرام ہے مگر حضور علیہ السلام نے دو شخصوں عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت زبیرؓ کو ریشم پہننے کی اجازت دے دی ______

۷۔ ایک شخص اس شرط پر اسلام قبول کرتے ہیں کہ وہ دو نماز سے زاید نہ پڑھیں گے۔ حضور اس کو منظور فرما کر انہیں مسلمان بناتے ہیں۔

(مسند امام احمدؒ)

۸۔ قرآن مجید میں ہے ترجی من تشاء منھن و تووی الیك من تشاء جس کو چاہیں اپنی صحبت ورفاقت سے پیچھے کر دیں اور جس کو چاہیں اپنی پناہ میں رکھیں۔

رسول کریم ﷺ کے محاسن افعال
اور فرامین مبارک شریعت ہیں

رسول اکرم ﷺ نے تو اپنے خلیفہ (حضرت عمرؓ) کے مشورہ کو بھی شریعت قرار دے دیا تھا (اذان دینا)۔

رسول کریم ﷺ کا کوئی فیصلہ کج بینوں کی نظر میں قرآنی آیات کے خلاف بھی ہو تو بھی حق ہے کیونکہ وہ خود شریعت ہیں ۲/۲۸۲ (اس لئے کہ آپ ﷺ حاکم ہیں اور قرآن حکیم ہے)

(حذیفہ کی گواہی) ۲/۲۸۲

رسول کریم ﷺ نے تو اپنے یاروں (صحابہ حضرت علیؓ) سے ترک افضل نہ ہونے دیا۔

(نماز عصر۔ رد شمس)

رسول اکرم ﷺ اگر نماز میں مشغول کو بلائیں تو نماز توڑ کر حاضر ہو جاؤ۔ بقول امام شافعی نماز نہیں ٹوٹتی۔

(حضرت ابی بن کعب) ۸/۲۴

رسول کریم ﷺ کے لئے صدیق اکبرؓ نماز پڑھتے ہوئے حضور ﷺ کو جگہ دینے کے لئے پیچھے ہٹ جائیں تو نماز نہ ٹوٹے۔

(سیرت النبی۔ طبری)

رسول کریم ﷺ کی رضا کے لئے کعبہ قبلہ بنے تو نماز میں ہی دوسری طرف منہ پھیر لینے سے نماز نہ ٹوٹے۔

(سیرت النبی۔ طبری)

باوجود محرم ہونے کے رسول کریم ﷺ کے بغیر مکہ مکرمہ میں طواف
کعبہ کا انکار کردے تو اس صحابی کو کوئی گناہ نہ ہو۔

(مشکوۃ ج ۸ ص ۳۹۷)(حدیبیہ۔ حضرت عثمانؓ)

رسول کریم ﷺ تو صحابہ (حضرت عثمانؓ) کو جنگ میں شامل نہ ہونے
کے باوجود بدریہ دے دیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ آپ ﷺ خود قانون ساز ہیں۔

(مشکوۃ ۸ ص ۴۰۵)

رسول کریم ﷺ کا خواب بھی وحی ہے (تم اجتہاد کی بات کر رہے ہو
اور پھر غلطی کا لفظ؟؟)

رسول کریم ﷺ کا ہر فیصلہ علم اور حکمت پر مبنی ہے۔

(یعلمهم الکتاب والحکمة ویزکیهم)

رسول کریم ﷺ کا غزوہ تبوک پر نہ جانے والوں کا سوشل بائیکاٹ
کرنا اور کروانا عین حکمت ہے۔ (آپ ﷺ حاکم ہیں قرآن حکم ہے)

(سلام کا جواب نہ دینا۔ قرآن کا خلاف ہے۔ فسلموا۔ سورۃ نور) ۲۴/۶۱

خلاف اولیٰ۔ ترک افضل

حسنات الابرار سئیات المقربین

ایسی اصطلاحات کو رسول کریم ﷺ کے اعمال مبارکہ پر لاگو کرنا غلط ہے کیونکہ رسول کریم ﷺ اعلی۔ اولیٰ اور افضل ہیں۔ آپ ﷺ کے مرتبہ رسالت کے خلاف ہیں۔ لفظ 'ذنب' کو رسول کریم ﷺ سے منسوب کر کے ایسی تاویلیں کام نہ دیں گی۔

اگر حسنات کو سیۂ کہو گے تو خلاف اولیٰ اور ترک افضل تو اس سے بڑی سیۂ ہے۔

جن حضرات نے یہ کیا وہ جانیں اور ان کا کام عقائد میں تقلید لازم نہیں۔

رسول کریم ﷺ کے لئے مباح امور

(تم خلاف اولیٰ اور ترک افضل کی اصطلاحیں لئے پھرتے ہو)

علامہ جلال الدین سیوطی "خصائص کبریٰ میں لکھتے ہیں۔ مندرجہ ذیل امور آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہیں اب ان کی روشنی میں یہ بات اٹل ہے کہ آپ ﷺ فقہائے امت کے پیمانوں سے بلند وبالا۔ افضل واعلیٰ اولیٰ ہیں۔

۱۔ جسم اقدس پر اسلحہ لگا کر ان کا اتارنا حرام تھا۔

۲۔ احسان کے بدلہ زیادتی چاہنا آپ پر حرام تھا۔

۳۔ کتابیہ سے نکاح آپ پر حرام تھا۔

۴۔ غیر مہاجرہ عورت سے آپ کا نکاح حرام تھا۔

۵۔ عصر کے بعد نماز آپ پر مباح تھی۔

۶۔ رسول کریم ﷺ طاہر مطہر اور پاک صاف تھے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کو اگر ضرورت غسل ہوتی تب بھی آپ پاک صاف ہی تھے۔ حاجت مند نہیں تھے۔

۷۔ آپ نماز کی حالت میں صغر سن بچی کو گود میں لئے رہتے تھے:۔

آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ نماز کی حالت میں چھوٹی بچی کو آغوش میں لئے رہا کرتے تھے۔ یہ ان حدیثوں میں ہے جن کو بعض علماء نے بیان کیا ہے۔ شیخین نے ابو قتادہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تو امامہ بنت زینب جو کہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی کی بیٹی تھیں آغوش میں لئے رہا کرتے تھے۔ جب آپ سجدے میں جاتے تو انہیں بٹھادیتے اور جب آپ کھڑے ہوتے تو انہیں اٹھالیا کرتے تھے۔ بعض علماء نے کہا کہ یہ آپ کے خصائص میں سے ہے اسے ابن حجر نے شرح بخاری میں نقل کیا ہے۔

۸۔ غائب کی نماز جنازہ پڑھنا حضور ﷺ کے خصائص میں سے ہے:۔

امام ابو حنفیہ رحمتہ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ غائب کی نماز جنازہ پڑھنا رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے ہے اور اسی اختصاص پر نجاشی کی نماز جنازہ کو محمول کیا ہے۔ امام ابو حنیفہ نے فرمایا غائبانہ نماز جنازہ آپ کے سوا دوسروں کے لئے جائز اور درست نہیں ہے۔

۹۔ حالت نیند میں بھی آپ ﷺ طاہر اور باوضو رہتے تھے:۔

شیخین نے ابن عباس سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے رات میں وضو فرمایا اور نماز پڑھی۔ اس کے بعد آپ سو گئے۔ یہاں تک کہ میں نے خرخراہٹ کی آواز سنی اس کے بعد مؤذن آیا اور آپ اٹھ کر نماز کے لئے تشریف لے گئے۔

ابن ماجہ وابو یعلی نے ابن مسعود سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سیدھے لیٹ کر سو جایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ سانس کی آواز آنے لگتی۔ پھر آپ اٹھ کر نماز پڑھتے کیونکہ آپ طاہر مطہر اور باوضو ہوتے تھے۔ اس کی علت یہ ہے کہ آپ کی آنکھیں سوتیں اور آپ کا دل بیدار رہتا تھا۔

۱۰۔ آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی لیکن دوسروں کو اس سے منع فرمایا:۔

علماء کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ نے لوگوں کو بیٹھ کر نماز پڑھائی ہے جیسا کہ صحیحین حدیث میں آیا ہے اور دوسروں کو اس سے منع فرمایا دار قطنی و بیہقی نے سنن میں بطریق جابر شعبی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے بعد کوئی بیٹھ کر امامت نہ کرے۔ دار قطنی نے کہا کہ اس حدیث کو جابر جعفی کے سوا کسی اور نے روایت نہیں کی ہے اور جابر جعفی متروک الحدیث ہے اور یہ حدیث مرسل ہے اس کے ساتھ حجت قائم نہیں کی جا سکتی اور امام شافعی نے فرمایا وہ شخص جانتا ہے جس نے اس کے ساتھ حجت کی ہے کہ اس حدیث میں حجت نہیں ہے کیونکہ یہ مراسل ہے اور اس لئے کہ اس میں راوی ایسا ہے جس کے روایت کرنے سے لوگ اعتراض کرتے ہیں۔

۱۱۔ صوم وصال آپ کے لئے مباح تھا:۔

شیخین نے ابو ہریرہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ آپ تو صوم وصال سے اجتناب کرو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ تو صوم وصال رکھتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں تمہاری مثل نہیں ہوں مجھے میرا رب کھلاتا ہے۔

۱۲۔ آپ ﷺ کے ساتھ یہ باتیں مختص ہیں:۔

رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں قتال کرنا اور وہاں قتل کرنا اور بغیر احرام کے داخل ہونا اور بعد امان کے قتل کرنا آپ کے لئے مباح کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لا اقسم بھذا البلد و انت حل بھذا البلد مجھے قسم ہے اس شہر کی کیونکہ اس شہر میں آپ جلوہ افروز ہیں۔

شیخین نے انس سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ فتح کے سال مکہ مکرمہ میں اس شان سے داخل ہوئے کہ آپ کے سر مبارک پر خود تھا۔ جب آپ نے خود اتارا تو ایک شخص نے آکر بتایا ابن خطل کعبہ کے پردوں سے لپٹا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا اسے قتل کردو۔

۱۳۔ آپ ﷺ سے حق کے سوا کچھ ظاہر نہیں ہوتا تھا:۔

آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ غضب کی حالت میں وہ خوف نہیں تھا جو ہم پر خوف ہوتا ہے۔ نووی نے شرح مسلم میں لقطہ کی حدیث بیان کرتے وقت اس کا ذکر کیا کہ آپ نے اس بارے میں فتوی دیا در آں حال کہ آپ اتنے غضب میں تھے کہ آپ کے دونوں رخسار سرخ تھے۔

۱۴۔ آپ خود کو اپنے رب کو ایک ضمیر میں جمع فرمائیں:۔

حضور اکرم ﷺ کے خصائص میں سے جیسا کہ شیخ عزیزالدین ابن عبدالسلام وغیرہ نے فرمایا کہ آپ کے لئے یہ جائز تھا کہ آپ خود کو اور اپنے رب کو ایک ضمیر میں جمع فرمائیں۔ جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے کہ " ان یکون اللہ ورسولہ مھما سواھما " آپ نے اس خطیب سے فرمایا جس وقت کہ اس نے یہ کہا " ومن یطع اللہ ورسولہ فقد رشد ومن یعصھما فقد غوی " خطیب نے فرمایا۔ تم کو یہ کہنا چاہئے تھا۔ " ومن یعص اللہ ورسولہ " علماء نے فرمایا کہ یہ بات آپ سوا کے لئے ممنوع ہے۔ آپ کے لئے نہیں اس لئے کہ آپ کے سوا جو کوئی جمع کرے گا تو اس میں برابری کے اطلاق کا وہم پیدا ہو گا۔ بخلاف آپ کے کیونکہ آپ کا منصب ہی ایسا ہے کہ آپ کی طرف ایسا وہم راہ ہی نہیں پا سکتا۔

۱۵۔ آپ پر زکوۃ واجب نہیں تھی:۔

رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہیں اور ان کی اپنی کوئی ملکیت نہیں ہوتی۔ وہ صرف اسی کی شہادت دیتے ہیں۔ جو ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے ان کے لئے ودیعت فرمائے۔ وہ مختلف اوقات میں وہی خرچ کرتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ خرچ کراتا ہے اور اس کو اس کے محل کے سوا میں خرچ سے باز رکھتے ہیں اور اس لئے بھی ان پر زکوۃ کا وجوب نہیں کہ زکوۃ ان لوگوں کے لئے طہارت ہے۔ جو چاہتے ہیں کہ ان لوگوں میں سے ہو جائیں جن پر طہارت واجب ہو چکی ہے اور انبیاء علیہم السلام اپنی عصمت نبوت کی وجہ سے طاہر و مطہر ہیں۔

۱۶۔ اموال فے سے ۱/۴ اور اموال غنیمت سے ۱/۵ آپ کا حصہ ہے:۔

آپ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اموال فی میں سے چار خمس اور اموال غنیمت میں سے پانچواں حصہ آپ کا ہے اور یہ کہ تقسیم منتخب سے پہلے غنیمت وغیرہ میں سے باندی وغیرہ جو پسند آئے اپنے لئے خاص فرمالیں اللہ تعالیٰ فرمایا۔

ما افاء الله على رسوله من جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کو اهل القرى فلله وللرسول شہر والوں سے وہ اللہ اور رسول کی ہے۔

اور فرمایا واعلموا انما غنمتم	اور جان لو کہ جو کچھ غنیمت لو تو اس کا
من شئی فان لله خسه	پانچواں حصہ خاص اللہ اور اس کے
وللرسول	رسول کا ہے

محمد مصطفیٰ ﷺ جو کہے وہی شریعت ہے

کیوں؟ اس لئے کہ آپ ﷺ تو اپنی خواہش سے نہیں بولتے بلکہ آپ ﷺ تو وہی کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔(وما ینطق عن الھوی ان ھوالا وحی یوحی)

۱۔ آپ ﷺ نے جو فرمایا وہی قرآن پاک بن گیا۔(انه لقول رسول کریم)

۲۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو حکم دیا کہ نبی جو دے لے لو۔ جس سے منع کرے باز رہو۔(وما اتکم الرسول فخذوہ ومانھکم عنه فانتھوا)

۳۔ قرآن حکیم اللہ تعالیٰ اور آقا ﷺ کے درمیان بات چیت ہے (سورۃ بقرہ کی آخری ۲ آیات امن الرسول سے الکفرین تک شب معراج)

۴۔ قرآن پاک میں کون سی سورۃ میں ہے (الف) (ثنا) سبحنك اللھم (ب) التحیات۔

۵۔ نماز جو کہ افضل ترین عبادت ہے۔ اس میں ثناء' التحیات اور درود ابراہیمی پڑھا جاتا ہے۔ پھر لوگ کیوں پڑھتے ہیں؟ کیونکہ قرآن پاک میں تو نہیں ہے۔

۶۔ نماز میں ثناء التحیات ' درود ابراہیمی اس لئے پڑھتے ہیں کہ ہمارے آقا ﷺ نے جو فرمادیا وہی شریعت ہے۔ وہی دین ہے۔ وہی اسلام ہے۔ وہی نماز ہے۔

اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کا ---- ساتھ ساتھ ذکر

تیرا نام بھی آئے گا میرے نام کے ساتھ (فرمانِ الٰہی)

۱۔ اطاعت: اطیعو اللہ واطیعو الرسول (۲۲ دفعہ) ۳/ ۳۲_۱۳۳
۹ ‘ ۱/ ۷۱ ‘ ۸/۱_۲۰_۶۴ / ۵ _۹۲ ‘۴_۱۳_۵۹_۶۹_۸۰
۱۴/ ‘۴۸ /۱۷ ‘۴۷/۳۳ ‘۳۳/۳۳_۶۶_۷۱ ‘۲۴/۵۲_۵۴_۵۶
۶۴ /۱۲ ‘۵۸ /۱۳ ‘۴۹

۲۔ ایمان:۔ امنو باللہ ورسولہ (۲۰ دفعہ) ۱۷۱_۱۳۶ /۴ ‘۸۱ /۵ ‘۱۵۸/
۲۸ ‘۴۹ /۱۵ ‘۴۸/۱۳ ‘۴۸ /۹ ‘ ۲۴ /۴۷_۶۲ ‘۹_۸۶ ‘۷
۶۱/۱۱ ‘۶۴/۸ ‘۵۸ /۴ ‘۵۷/۷_۸_۱۹_۲۱_

۳۔ کفر:۔ کفروا باللہ ورسولہ (۴ دفعہ) ۱۰۱/۳ ‘۸۴_۸۰_۵۴/۹

۴۔ مخالفت:۔ یحادو اللہ ورسولہ (۶ دفعہ) ۶۳/۹ ‘۱۳/ ۸ ‘۴/ ۵۹
‘۲۲_۲۰_۵/۵۸

۵۔ ایذا دینا:۔ یوذون اللہ ورسولہ (۲ دفعہ) ۶۱/۹ ‘۵۷/ ۳۳

۶۔ نافرمانی:۔ یعص اللہ ورسولہ (۳ دفعہ) ۱۴/ ۴ ‘۳۶/۳۳ ‘۲۳/۷۲

۷۔ جنگ:۔ حارب اللہ ورسولہ (۳ دفعہ) ۲۷۹/۲ ‘۳۳/۵ ‘۱۰۷/۹

۸۔ دغا کرنا:۔ لاتخونو اللہ والرسول ۲۷/۸

۹۔ جھوٹ بولنا:۔ کذبو اللہ و رسولہ ۹۰/۹

۱۰۔ حرام کیا:۔ حرم اللہ ورسولہ ۲۹/۹

۱۱۔ استہزا کرنا:۔ اباللہ وآیتہ ورسولہ کنتم تستھزون ۶۵/۹

۱۲۔ استغفار:۔ فاستغفر واللہ واستغفرلھم الرسول ۶۴/۹

۱۳۔ طرف:۔ مہاجرا الی اللہ ورسولہ ۱۰۰/۴

۱۴۔ محبت:۔ احب الیکم من اللہ ورسولہ ۹/۲۴

۱۵۔ عطا:۔ ماانھم اللہ ورسولہ ۹/۵۹ ۹/۷۴ ۳/۱

۱۶۔ فضل:۔ سیوتینا من فضلہ ورسولہ ۹/۵۹

۱۷۔ راضی:۔ واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ ۹/۶۲

۱۸۔ غنی:۔ اغنھم اللہ ورسولہ من فضلہ ۹/۷۴

۱۹۔ دیکھنا:۔ فسیری اللہ علمکم ورسولہ ۹/۱۰۵

۲۰۔ عزت:۔ للہ العزۃ ولرسولہ ۶۳/۸

۲۱۔ دوستی:۔ انما ولیکم اللہ ورسولہ ۵/۵۵۔۵۶

۲۲۔ وعدہ:۔ وعدنا اللہ ورسولہ ۳۳/۱۲۔۲۲

۲۳۔ سچ:۔ صدق اللہ ورسولہ ۴۸/۲۷

۲۴۔ فرماں بردار:۔ للہ ورسولہ ۴۸/۲۷

۲۵۔ حکم:۔ قضی اللہ ورسولہ ۳۳/۳۶

۲۶۔ تقدم:۔ یدی اللہ ورسولہ ۴۹/۱

۲۷۔ غنیمت:۔ للہ وللرسول ۸/۱۔۴۱، ۵۹/۷

۲۸۔ مدد:۔ ینصرون اللہ ورسولہ ۵۹/۸

۲۹۔ بلایا جانا:۔ دعو الی اللہ ورسولہ ۸/۲۴، ۴۸۔۵۱/۲۴

۳۰۔ برات:۔ براءۃ من اللہ ورسولہ ۹/۱

۳۱۔ عہد:۔ عنداللہ وعند رسولہ ۹/۷

۳۲۔ اذن:۔ اذان من اللہ ورسولہ ۹/۳

۳۳۔ خیرخواہ:۔ نصحو اللہ ورسولہ ۹/۹۱

۳۴۔ محرم راز:۔ من دون اللہ ورسولہ ۹/۱۶

۳۵۔ ڈرنا:۔ ان یخیف اللہ علیھم ورسولہ ۲۴/۵۰

۳۶۔ رجوع:۔ فردوہ الی اللہ والرسول ۴/۵۹

۳۷۔ نازل:۔ انزل اللہ والی الرسول ۴/۶۱، ۵/۱۰۴

۳۸۔ بعثت:۔ بعث اللہ رسولا ۲۵/۴۱

مشترک صفات

صفات محبّ جل جلالہ (رب العالمین) محبوب ﷺ (رحمۃ للعالمین)

۱۔ معلم: الرحمن علم القرآن ۱/۵۵ یعلمهم الکتب والحکمه ۲/۱۲۹

۲۔ تزکیہ:۔ ولکن الله یزکی من یشاء ۹/۴۹ ویزکیهم ۲/۱۴۹

۳۔ نور: الله نورالسموات والارض ۲۴/۳۵ قد جاء کم من الله نور ۵/۱۵

۴۔ راضی ہونا: والله ورسوله احق ان یرضوه ۹/۶۲

(محبوب راضی تو پھر محبّ راضی)

۵۔ کریم: یایها الناس ماغرك بربك الکریم ۸۲/۶ انه لقول رسول کریم ۶۹/۴۰

۶۔ رئوف: ان الله بالناس رئوف الرحیم ۲/۱۴۳ بالمومنین روف الرحیم ۹/۱۲۸

۷۔ رحیم: ان الله بالناس لرئوف الرحیم ۲/۱۴۳ بالمومنین رئوف الرحیم ۹/۱۲۸

۸۔ ھادی: والله یهدی من یشاء الی صراط مستقیم ۲/۲۱۳ وانك لتهدی الی صراط مستقیم ۴۲/۵۲

۹۔ ولی: الله ولی الذین امنوا ۲/۲۵۷ انما ولیکم الله ورسوله ۵/۵۶

۱۰۔ عزت: فان العزة لله جمیعا ۴/۱۳۹ و العزة لله ولرسوله ۶۳/۸

۱۱۔ اندھیروں سے نکالنا: لیخرجهم من الظلمت الی النور ۲/۲۵۷ لتخرج الناس من الظلمت الی النور ۱۴/۱

۱۲۔ انعام کرنا: انعم الله علیه وانعمت علیه جس پر اللہ نے انعام کیا تو نے انعام کیا۔ ۳۳/۳۷

۱۳۔ اطاعت: اطیعو الله واطیعو الرسول ۳/۳۲ من یطع الرسول فقد اطاع الله ۴/۸۰

۱۴۔ حلال کرنا: ماحل الله لکم ۵/۸۷ یحل لهم الطیبات ۷/۱۵۷

۱۵۔ حرام کرنا: ماحرم الله ورسوله ۹/۲۹ ویحرم علیهم الخبٰئث ۷/۱۵۷

۱۶۔ امر معروف: ان الله یامر بالعدل ۱۶/۹۰ وینههم عن المنکر ۷/۱۵۷

۱۷۔ نہی عن المنکر: وینهی عن الفحشاء والمنکر ۹۰ /۱۶ و ینههم عن المنکر ۷/۱۵۷

۱۸۔ واعظ: یعظکم لعلکم تذکرون ۹۰/۱۶ قل انما اعظکم بواحدة ۳۴/۴۶

۱۹۔ غنی کرنا: وما نقموا الا ان اغنهم الله ورسوله من فضله ۹/۸۴

۲۰۔ عطا کرنا: ماانهم الله ورسوله ۱۷۵ /۳

۲۱۔ فضل: ولو اٰتهم رضواما انهم الله ورسوله وقالو حسبنا الله سیوتینا الله من فضله ورسوله ۹/۵۹

۲۲۔ حکیم: ان الله عزیز حکیم ۲/۲۰۹ یعلمهم الکتب والحکمة ۲/۱۲۹

رسول اللہ (ﷺ) کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ

ہمارے آقا ﷺ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا مظہر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لولاك لما اظهرت لربوبيه (یا حبیب ﷺ) اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنے رب کے ہونے کو ظاہر نہ فرماتا) اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنی صفات 'رؤف' رحیم اور رحمت سے متصف فرمایا۔ چنانچہ آپ ﷺ جب بولتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ یہ تو اپنی خواہش سے بولتے نہیں (وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحي يوحى) رسول ﷺ کا ہاتھ ہلانا اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہلانا ہیں۔

ا۔ جنگ بدر:۔ فرمان الٰہی۔ وما رميت اذرميت ولكن الله رمى (الانفال)
ترجمہ:۔ اور یا محبوب ﷺ وہ خاک جو آپ نے پھینکی' آپ نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھی۔ بدر کے روز لڑائی کے دوران آپ ﷺ نے زمین سے ایک مٹھی بھر ریت لی اور کفار مکہ کی طرف پھینکی جس نے ایک شدید آندھی کی صورت اختیار کرلی۔ مورخین لکھتے ہیں کہ یہ آندھی کفار کے خیموں کے لئے بربادی کا باعث ہوئی اور ہر کافر چاہے وہ میدان کی طرف پیٹھ کر کے ہی کھڑا تھا اس کی آنکھوں میں بھی ریت پڑی----- یہ ہے سزا اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کی مخالفت کرنے کی۔

ب۔ بیعت رضوان:۔ حدیبیہ کے مقام پر جب کفار مکہ مکرمہ نے آقا ﷺ کو عمرہ ادا کرنے سے روک دیا تو پھر درخت کے نیچے بیعت ہوئی۔ وجہ یہ تھی آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قریش کے پاس بھیجا کہ انہیں بتا دیں کہ ہمارا ارادہ جنگ کا نہیں ہے۔ صرف عمرہ ادا کرنا ہے۔ قریش نے کہا کہ اس سال تو تشریف نہ لاویں اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو سفیر بن کر مکہ مکرمہ گئے تھے کو طواف کعبہ کی پیش کش کی۔ انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ

میں حضور ﷺ کے بغیر طواف نہیں کروں گا۔ ادھر مسلمانوں نے حضور ﷺ سے کہا کہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش نصیب ہیں انہیں طواف کرنے کا موقع مل گیا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا۔ میں جانتا ہوں، عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے بغیر طواف نہ کریں گے۔ پھر جب قریش نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روک لیا یہاں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کر دیئے گئے۔ اس پر مسلمانوں کو بہت جوش آیا اور رسول کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کفار کے مقابل جہاد میں ثابت رہنے پر بیعت لی حضور ﷺ نے اپنا بایاں دست مبارک سب سے اوپر رکھ کر فرمایا کہ یہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ میرا ہاتھ ہے اور فرمایا اے رب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیرے اور تیرے رسول کے کام میں ہیں (معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کو معلوم تھا کہ عثمان شہید نہیں ہوئے جبھی تو ان کی بیعت لی)۔ ابھی یہ بیعت ہو رہی تھی کہ جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور یہ آیہ نازل ہوئی۔ ان الذین امنوا یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم (وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے) گویا آپ ﷺ کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بن گیا۔

نکتہ:۔ یہ ساری صورت حال (Situation) اللہ تعالیٰ نے اس لئے پیدا کی کہ بیعت ہو اور اپنے محبوب ﷺ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ کہے۔ معترض اپنی خباثت کی وجہ سے اس واقعے کو آپ ﷺ کے خلاف علم کی نفی کے لئے پیش کرتا ہے۔ اگر برائے بحث یہ بات دیکھیں تو کیا (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کو بھی علم نہ تھا کیونکہ وہ بھی اپنا ہاتھ بیعت کے لئے رکھ رہا ہے۔ سمجھ نہیں آئے گی تمہیں بصیرت کے بغیر اور بصیرت تو صرف در مصطفیٰ ﷺ سے ملتی ہے۔

انا اول شافع . انا اول مشفع

شفاعت کا لغوی مفہوم

لسان العرب میں ہے: استشفعت الی فلان ای سالته ان یشفع لی (ترجمہ) فلاں سے میں نے سفارش کرنے کی استدعا کی یعنی وہ میرے لئے سفارش کرے۔ اس سے میں نے کہا کہ میرے لئے وہ سفارش اور التجا کرے۔

مجمع البحار میں ھے الشفاعة هی السوال فی التجاوزمن الذنوب والجرائم شفاعت (سفارش) دراصل یہ سوال کرنا ہے کہ گناہوں اور جرائم میں درگزر کیا جائے کا معنی یہ ہے کہ گناہوں سے تجاوز کرنا وفی الکنز مصدر شفع یشفع اذاضم غیره الیه من یشفع الذی هو ضدالوتر کان الشفیع ضم سواله الی لمشفوع له.

ترجمہ:۔ شفع یشفع کا مصدر ہے اور یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب کہ وہ غیر کو اپنے ساتھ ملالے۔ گو شفیع نے اپنے سوال کو مشفوع کیساتھ ملادیا ہے۔

شفاعت کی حقیقت شرعی طور پر

شریعت مطہرہ میں شفاعت کی حقیقت یہ ہے مجرم کے ایسے جرم کو جو کہ معافی کے قابل ہو محبت کی وجہ سے یا خدائی عطاشدہ احترام واعزاز کے باعث یا اللہ رب العزت کے اذن اور وعدہ کی بنا پر یا کسی عمل مقبول کے صدقے معاف کرنے کی یا کسی اور چیز کے حصوں کے لئے التجا کی جائے اور شفاعت کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ زبردستی اور کسی طرح کی دھونس دیکر مجرم کو چھوڑایا جائے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) اور نہ ہی شفاعت کے جواز سے یہ. مقصد ہے کہ شفاعت کے سہارے پر جو چاہے کرتا پھرے بلکہ مطلب یہ ہے کہ خاتمہ بالخیر ہونے کے بعد

ممکن ہے کہ کسی طرح کی شفاعت سے مستفید ہو کر جلد از جلد رحمت الٰہی سے فیضیاب ہو سکے اور بس۔ اور ظاہر ہے کہ اب شفاعت کا سہارا اس کو بے عمل ہونے کی بجائے پورا مطیع اور فرمانبردار بنائے گا کیونکہ اول تو خاتمہ بالخیر کا تصور اس کو غافل نہیں ہونے دے گا اور پھر خاتمہ بالخیر کے بعد سفارش میں بجز بعض مخصوص افراد کے کسی شخص کے لئے انفرادی طور پر تعین مذکور نہیں بلکہ مجموعی طور پر ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے شفاعتی لا ھل الکبار من امتی: (میری شفاعت میری امت کے مسلمان اہل کبائر کے لئے ہے) تو اس سے کسی ایک شخص کا شفاعت پر بھروسہ کر کے غفلت شعاری کو اپنا شیوہ بنا لینا ایک بے معنی سی بات ہے۔

شفاعت کی اقسام

شفاعت کی دو قسمیں ہیں ایک کبریٰ اور دوسری صغریٰ۔ کبریٰ یہ ہے کہ بروز قیامت مخلوق کے حساب کے لئے ہو گی اور یہ صرف حضور سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے کہ آپ بروز قیامت حساب و کتاب شروع ہونے کے لئے اہل محشر کی خاطر دربار الٰہی میں حاضر ہو کر التجا کریں گے اور یہ شفاعت نبی و غیرہ سب کے حق میں ہو گی جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:۔

عسی ان یبعثك ربك مقاما محمودا : ترجمہ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو بروز محشر ایسا مقام عطا فرمائے گا جسے سب محمود کہیں گے اور جن کی تعریف کریں گے اور جملہ مفسرین بیان کرتے ہیں کہ اس سے مراد شفاعت کبریٰ ہے کہ رحمتہ للعالمین ﷺ اہل محشر کے حساب کے لئے سفارش کریں گے جو کہ قبول ہو گی اور حساب شروع ہو جائے گا۔

شفاعت صغریٰ یہ ہے کہ انبیاء علیھم الصلوۃ والسلام کے علاوہ علما' صلحا' شھداء مشائخ قرآن مجید' نماز' روزہ' خانہ کعبہ' رمضان' ننھی

اولاد، موذن، امام، ناتمام بچے، فقراء، اور مساکین وغیرہ کے لئے بھی ثابت ہے اور یہ شفاعت دنیا قبر قیامت میں جائز بلکہ واقع ہے۔

شفاعت صغریٰ کے چند مراتب ہیں۔ ایک یہ کہ میدان محشر میں نجات دلانے کے لئے ہو گی اور یہ سب گنہگاروں کے لئے ہو گی۔ دوسری یہ کہ گناہ معاف کرنے اور جہنم سے نجات دلانے کیواسطے ہو گی اور یہ مومن گنہگاروں کے لئے ہو گی۔ چوتھی یہ کہ درجات بڑھانے کے لئے اور یہ نیکوں کے لئے ہو گی۔

ترجمہ :۔ اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے لئے متعدد طریقوں سے شفاعت ثابت ہے مثلاً ہول محشر سے مخلوق کو نجات دلانے اور حساب کے بعد مستحق جہنم کو بغیر عذاب بچانے کے لئے اور بعض موحدین کو دوزخ سے نکالنے کے لئے اور زیادتی درجات کے لئے اور کمی عبادت کی تقصیر معاف کرانے کے لئے اور دائمی جہنمیوں کے لئے اور مشرکین کی نابالغ اولاد کو جنت میں داخل کرانے کے لئے اور مدینہ طیبہ میں مرنے والے کے لئے (بشرطیکہ کوئی امر منافی نہ ہو) اور مدینہ شریف کے مصائب برداشت کرنے والے کے لئے اور جو آپؐ کے روضہ مبارک کی زیارت کرے اور جو موذن کو آذان کا جواب دے اور حضور علیہ السلام کے لئے دعا وسیلہ کرے اور جو جمعہ کی رات اور دن میں آپؐ پر صلوۃ و سلام پڑھے اور وہ جو کہ آپؐ کی دین سے متعلق چالیس حدیثیں یاد کرنے کے بعد ان پر عمل کرے اور وہ جو شعبان کے روزے اس وجہ سے رکھے کہ آپ کو شعبان کے روزے محبوب تھے اور جو کہ اہل بیت کی صفت و ثنا بیان کرے وغیرہ جیسا کہ سنت میں وارد ہے بلکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے علاوہ اوروں کے لئے بھی یہ شفاعت ثابت ہے جیسے انبیائے کرام علیہم السلام ملائکہ کرام علیہم السلام اور علماء و شہداء اور صالحین وغیرہم بلکہ قرآن صوم کعبہ وغیرہ کے لئے بھی کہ یہ شفاعت کریں گے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے ـــــــــــــ

قرآن مجید سے شفاعت کا ثبوت

(۱)۔ ولسوف یعطیك ربك فترضی۔ (ترجمہ) اور البتہ آپ کو (ﷺ) اللہ تعالی اتنا کچھ عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ مفسرین کرام نے بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تک میں اپنی امت کا ایک ایک فرد جنت میں نہ داخل کرالوں گا اس وقت تک میں راضی نہ ہوں گا اور ظاہر ہے کہ اس کی صورت یہی ہو سکتی ہے کہ گنہگاروں کی آپ شفاعت فرما کر جنت میں داخل کرائیں گے کیونکہ جرم کی سزا بھگت کر جنت میں داخلہ اس بشارت کا قطعی طور پر موجب وسبب نہیں ہو سکتا۔

(۲)۔ ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جائوك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحیما۔ (ترجمہ) اور اگر وہ لوگ جنہوں نے افراط و تفریط کرتے ہوئے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے آپ کے پاس آئیں اور آپ کی طرف متوجہ ہوں پس اللہ تعالی سے معافی چاہیں اور رسول اللہ ﷺ ان کے لئے اللہ تعالی سے معافی کی درخواست کریں تو بلاشبہ اللہ تعالی کو معاف کرنے والا مہربان پائیں گے۔" علماء کرام نے بیان کیا ہے کہ یہ حکم آپ کی حیات دینوی کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ عام ہے حیات دینوی ہو یا اخروی ہر جگہ آپ ﷺ کی شفاعت قبول ہے۔ شفا شریف میں قاضی عیاض نے اس آیت سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی صحت شفاعت پر استدلال قائم کیا ہے۔

(۳)۔ واستغفر لذنبك وللمومنين وللمومنات الایته ترجمہ " اپنوں کے گناہوں اور ایماندار مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی کے

لئے اللہ تعالی سے سفارش کیجئے" ظاہر ہے کہ کسی کے لئے معافی کا مطالبہ یہی سفارش وشفاعت ہے۔

(۴)۔ ویستغفرون للذین امنوا (ترجمہ) اور حاملان عرش معلٰی ملائکہ کرام ایمانداروں کے لئے اللہ تعالی سے معافی چاہتے ہیں۔

(۵)۔ولا یشفعون الا لمن ارتضی (ترجمہ) اور جس سے اللہ تعالی راضی ہے اس کے لئے ملائکہ کرام سفارش کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔" ظاہر ہے کہ ایمانداروں سے ان کے ایمان کی وجہ سے ہی اللہ تعالی راضی ہے تو ایمانداروں کے حق میں شفاعت ثابت ہوئی۔

(۶)۔ یوم لا ینفع مال ولابنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم (ترجمہ) بروز قیامت مال واولاد نفع نہ دے گی مگر جو اللہ تعالی کے پاس قلب سلیم لے کر آیا یعنی اس کی اولاد اور مال مفید ہو گا اور واضح ہے کہ مفید ہونا یہی ہے کہ دخول جنت کے لئے شفاعت کی جاوے ثابت ہوا کہ شفاعت حق ہے۔

(۷)۔ رب اجعلنی مقیم الصلوۃ ومن ذریتی ربنا وتقبل دعا ربنا اغفرلی ولوالدی و للمومنین (ترجمہ) میرے مولا مجھے نماز پر قائم رکھ اور میری دعا قبول فرما اور میرے اور میرے والدین اور تمام ایمانداروں کی مغفرت فرما۔ بالکل صاف ہے کہ جب والدین وغیرہ کے لئے دعا قبول ہو گی تو اسی کو شفاعت کہتے ہیں۔

(۸)۔ ادعونی استجب لکم اجیب دعوۃ الداع اذا دعان (ترجمہ) مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ میں ہر دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جس وقت وہ دعا کرے اور ہر شخص یہ جانتا ہے کہ شفاعت دعا اور التجا ہی تو ہے۔

(۹)۔ وقال للذی ظن انه ناج منهما اذکرنی عند ربك (ترجمہ) یوسف علیہ والسلام نے اس کو کہا جس کی نجات متوقع تھی کہ اپنے بادشاہ سے یہ کہو کہ ایک بے گناہ جیل خانہ میں مقید ہے۔اس کی طرف خیال رکھیو۔ اور یہ خیال یہی تھا کہ جا کر میری رہائی کے لئے سفارش کرنا ثابت ہوا کہ شفاعت صحیح ہے۔

(۱۰)۔ ربنا لا توء اخذنا ان نسینا اواخطاء نا ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملته (ترجمہ) اے ہمارے مولیٰ اگر ہم سے خطاو نسیان ہو جائے تو ہمارا مواخذہ نہ کر اور نہ کسی مصیبت میں ہمیں مبتلا کر الخ سورہ بقرۃ کی یہ آخری آیت کریمہ ہے جو کہ ان سفارشی کلمات پر مشتمل ہے جو کہ شب معراج میں امت مرحومہ کی سہولت کے پیش نظر بارگاہ رب العزت میں آپ ﷺ نے عرض کئے جن کو اللہ سبحانہ نے قبول فرما کر آپ کے دائمی اعزاز واکرام کا قرآن مجید میں ابدی اعلان فرمایا اور سفارش شفاعت ہے تو شفاعت درست و صحیح ہوئی۔

(۱۱)۔ رب اغفرلی ولاخی وادخلنا فی رحمتك وانت ارحم الراحمین (ترجمہ) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے اللہ مجھے اور میرے بھائی کو معاف فرما اور اپنی جوار رحمت میں داخل کر کہ تو سب سے زیادہ رحمت کرنے والا ہے۔" یہ بھائی کے حق میں صریح سفارش ہے---- ان آیات کریمہ کے علاوہ بھی اور متعدد آیات مبارکہ گنائی جا سکتی ہیں جن سے شفاعت شرعی کے جواز اور وقوع کا ثبوت عام ازیں کہ دنیا میں ہو یا قبر و قیامت میں روز روشن سے زیادہ واضح ہوتا ہے اور اس میں کسی طرح بھی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔

شفاعت از احادیث نبویہ (علیٰ صاحبہ الصلوۃ والسلام)

صحیح بخاری اور جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سئل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن المقام المحمود فقال هو الشفاعة (ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں۔ کہ حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ مقام محمود سے کیا مراد ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے مراد مقام شفاعت ہے یعنی مجھے مرتبہ شفاعت عطا ہوگا۔

امام احمد اور بیہقی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے جواب میں یہی کہا فقال هو الشفاعته (ترجمہ) پس فرمایا کہ یہ مقام شفاعت کا مرتبہ ہے۔

دلائل النبوۃ میں ابو نعیم نے انس بن مالک اور بیہقی میں ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا، خبات شفاعتك ولم اخباء لنبی غيرك (ترجمہ) میں نے تیری شفاعت ذخیرہ کر رکھی ہے اور تیرے سوا کسی اور نبی کو یہ دولت نصیب نہیں ہوں۔

مسلم اور ابوداؤد میں بروایت ابوہریرہؓ مروی ہے۔ انا اول شافع واول مشفع (ترجمہ) میں بروز قیامت سب سے اول شفاعت کرنے والا اور شفاعت قبول کیا ہوا ہوں۔

ابو نعیم عبداللہ بن عباسؓ سے راوی ہیں وبی تفتح الشفاعة ولافخر (ترجمہ) اور مجھ سے ہی شفاعت کا دروازہ کھلے گا اور یہ بات فخریہ نہیں بلکہ بیان واقع ہے۔

امام احمد ابویعلی ابن حبان نے حضرت صدیق اکبرؓ سے یہی حدیث وبی تفتح الشفاعة نقل کی ہے۔ ترجمہ اوپر ہو چکا ہے۔

دارمی، ترمذی، ابونعیم بسند حسن عبداللہ بن عباس سے ناقل ہیں۔ واناأول شافع واول مشفع یوم القیامة میں بروز قیامت سب سے پہلا شافع اور مشفع ہوں گا۔

دارمی، ترمذی بافادہ تحسین اور ابویعلی بیہقی، ابونعیم حضرت انسؓ سے راوی ہیں، وانامستشفعهم اذا حبسو وانا مبشرهم اذا يئسوا (ترجمہ) بروز قیامت میں ہی انکی سفارش کروں گا جب کہ وہ روکے جائیں گے اور میں ہی ان کو خوشخبری دینے والا ہوں جب کہ وہ مایوس ہوں گے۔

امام احمد ابن ماجہ، ابوداؤد طیالسی ابویعلی حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے راوی ہیں، وانی اختبات دعوتی شفاعة لامتی (ترجمہ) اور میں نے اپنی دعا اپنی امت کی مغفرت کیلئے چھپا رکھی ہے۔

مسلم میں بروایت ابی بن کعبؓ مروی ہے۔۔۔ واخوت الثالث یوم یرغب الی فیه الخلق حتی ابراهيم. (ترجمہ) اللہ تعالی نے مجھے تین سوال دیئے۔ میں نے دوبار یہ کہا:۔ اللهم اغفر لامتی (اے اللہ میری امت کو معاف کر) اور تیسرا ایسے روز کے لئے روک لیا جس میں میری طرف عام خلقت کا حتی کہ ابراہیم علیہ السلام کا بھی رجوع ہوگا یعنی روز قیامت۔

مناہج النبوۃ شرح مدراج النبوۃ میں ہے کہ حضرت انسؓ سے آپ نے وعدہ فرمایا کہ میں تیری سفارش کروں گا اشعة اللمعات شرح مشکوۃ صفحات ۴۰۹، ۴۹۲، ۵۰۲ جلد چہارم اور اسی طرح منہاج

النبوۃ میں ہے کہ آپ نے فرمایا۔ کنت امام النبین وخطیبهم وصاحب شفاعتهم (ترجمہ) میں بروز قیامت عام نبیوں کا امام اور خطیب ہوں اور ان کی شفاعت کا مالک ہوں گا۔

مشکوۃ باب البکاء علی المیت میں ہے۔ آپ نے فرمایا جس کے دو چھوٹے بچے مر جائیں وہ اس کو (بطریق سفارش) جنت میں پہنچائیں گے حضرت عائشہؓ نے کہا کہ اگر ایک بچہ مر جائے تو فرمایا ایک بھی لے جائے گا۔ کہا جس کا ایک بھی نہ ہو فرمایا اس کو میں خود جنت میں لے جاؤں گا۔ مطلب آپ کا یہ تھا کہ جس کا ایک بچہ بھی نہ ہو جیسا کہ میں ہوں تو آپ ﷺ نے اس اضطراب کو دور کرنے کے لئے فرمایا کہ اس کو میں جنت میں لیجاؤں گا۔ مشکوۃ باب الشفاعت میں ہے کہ تین جماعتیں بروز قیامت شفاعت کریں گی۔ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام پھر علماء پھر شہداء مشکوۃ میں ہے کہ کچا بچہ یعنی نا تمام بچہ اپنے رب سے اپنے والدین کے متعلق جھگڑا کرے گا حکم ہو گا اے جھگڑالو بچے جا اپنے والدین کو جنت میں لے جا پس وہ دونوں کو کھینچ کر جنت میں لیجائیگا۔

بخاری مسلم میں ہے قیامت کی گرمی سے گھبرا کر سب لوگ کسی شفیع کی تلاش میں حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور شفاعت سے متعلق گذارش کریں گے کہ اللہ تعالے نے آپ کو انتہائی طور پر اکرام واعزاز سے مالا مال کیا ہے' آپ ہم سب کے باپ ہیں اور ہم انتہائی تکلیف میں مبتلا ہیں گرمی شدت حرارت تپش پیاس حبس وغیرہ سے مرے جاتے ہیں اور حساب ہوتا نہیں کہ ٹھکانے لگیں حیران و پریشان ہیں کوئی پرسان حال نہیں لہذا آپ ہماری دربار خداوندی میں سفارش کیجئے یہ سنتے ہی آدم علیہ الصلوۃ والسلام فرمائیں گے کہ آج دربار توحید اور بارگاہ احدی ایسے جلال وغضب میں ہے کہ اس کی مثال نہیں اور خود مجھ سے ایک خطا بھی ہو گئی ہے۔ لہذا مجھ میں یہ ہمت نہیں معذور ہوں تم

حضرت نوح علیہ السلام کی طرف جاؤ وہ تمہاری سفارش کریں گے وہاں پر جا کر بھی وہی پہلا قصہ ہوا حتی کہ آخر الامر حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف رہنمائی کی گئی جب آپ کے ہاں مخلوقات جائے گی تو آپ فرمائیں گے اور بصیغہ افسوس کہیں گے کہ کیا تم کو معلوم نہ تھا کہ آج کا روز انتہائی طور پر سخت ہے۔ ہر نبی و رسول تک علیہم الصلوۃ والسلام نفسی نفسی پکار رہا ہے آج! بجز جناب محمد مصطفے ﷺ اور کوئی بھی سفارش سے متعلق بات نہیں کر سکتا لہذا تم سب مل کر ان کے پاس جاؤ وہ تمہاری مشکل کشائی کریں گے لہذا سب مخلوق سرور عالم فخر بنی آدم ﷺ کے دربار میں پہنچے گی اور عرض کرے گی جس پر سنتے ہی آپ سرکار ابد قرار ارشاد فرمائیں گے انا لھا انا لھا انا صاحبکم الیوم بیشک میں ہی آج تمہاری سفارش کروں گا حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ مخلوق جا کر کہیگی یا محمد یا نبی اللہ انت الذی فتح اللہ بك و جئت فی ھذالیو م وامنابك وانت رسول اللہ وخاتم الانبیاء اشفع لنا الی ربك فلیقض بیننا الاتری الی ما نحن فیه الاتری الی ما یلغنا (ترجمہ) اے محمدؐ اے اللہ کے نبی آپ وہ ہیں کہ اللہ تعالی نے آپ سے فتح باب کیا ہے اور آج آپ با امن اور مطمئن تشریف لائے ہیں حضور آپ اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے خاتم ہیں آپ رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجئے کہ ہمارا فیصلہ فرمادے حضور نگاہ تو کریں کہ ہم کس ورد و مصیبت میں ہیں حضور ملاحظہ تو فرمایں ہم کس حال کو پہنچے ہیں۔ حضور پر نور ﷺ سنکر ارشاد فرمائیں گے انا لھا و انا صاحبکم الیوم (ترجمہ) میں شفاعت کے لئے تمہارا وہ مطلوب ہوں جسے تم تمام موقف میں ڈھونڈتے پھرے ہو پس بعد حضور اکرم ﷺ دربار الہی میں سر بہ سجود ہوں گے اور اللہ تعالی کی ایسی تعریف کریں گے کہ اس سے پیشتر کبھی کسی نے نہ کی تھی جس پر دربار صمدیت سے ان الفاظ میں تسلی دی جائے گی یا محمد ارفع

راسك قل تسمع سل تعط واشفع تشفع (ترجمہ) اے محمدؐ اپنے سر کو اٹھایئے اور فرمایئے آپ کی ہر بات سنی جائے گی آپ مانگئے جو مانگو سب دیا جائے گا سفارش کیجئے قبول کی جائے گی۔ چنانچہ آپ سر مبارک اٹھائیں گے اور مخلوق کا حساب ہونے کی سفارش کریں گے۔ پس حساب شروع ہو جائے گا۔

جنازہ کی تکبیرات میں جن دعاؤں کو پڑھنے کا حدیث شریف میں ذکر آیا ہے باوجودیکہ نماز جنازہ بذات خود ایک سفارش ہے۔ دعاؤں کے الفاظ مفہوم شفاعت پر مشتمل ہیں۔ دیکھئے اللهم اغفر لحينا وميتنا الخ (ترجمہ) اے اللہ ہمارے زندوں اور مردوں' حاضر و غائب چھوٹے و بڑے مرد عورت سب کے گناہ معاف کر دے۔ (ترجمہ) اے اللہ اس بچے کو ہمارے لئے شفاعت کرنے والے یا شفاعت قبول کئے گئے بنا دے ---- صاف تصریح ہے جس کو ہر ایک مسلمان جنازہ میں پڑھتا ہے کہ اے اللہ ان کی شفاعت کو ہمارے حق میں قبول فرما۔ اسی طرح جنازہ پڑھنے والے تمام کے تمام دربار الہی میں گویا میت کی حیات مستعار کی کمی و بیشی اور افراط و تفریط کے معاف کرنے کی سفارش کرتے ہیں۔ اب اگر شفاعت ناجائز اور بے معنی سی چیز ہے تو کیا شریعت نے ایک ناجائز اور بے معنی بات پر علمدرآمد کرنے کی تاکید فرمائی ہے اور بطور لزوم وجوب میت کا ایک حق قرار دیا ہے۔ ہر گز نہیں بلکہ شفاعت ایک جائز امر ہے اور دنیا و آخرت میں مفید۔

ترمذی شریف میں ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک نابینا کو یہ دعا سکھلائی اللهم انی اسئلك واتوجه اليك بنبيك محمد نبی الرحمة يا محمد انی توجهت بك الی ربی فی حاجتی هذه لتقضی لی اللهم شفعه فی (ترجمہ) اے اللہ تیرے پیارے محبوب محمد ﷺ کے واسطے سے تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوں اس حاجت کے پورا کرنے میں

تا کہ میری مشکل کشائی ہو۔ اے اللہ تو میری حاجت روائی سے متعلق میرے حق میں ان کی شفاعت قبول کرے۔

اس دعا کو حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالی عنہ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد خلیفہ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانہ پاک میں استعمال کیا اور اپنی حاجت روائی کر لی۔ ظاہر ہوا کہ شفاعت کی صحت حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ بعد میں بھی جائز ہے نیز یہ بھی واضح ہو گیا کہ آپ کی حیات و ممات دونوں برابر ہیں اور یہ بھی روشن ہو گیا کہ بصیغہ خطاب ہر زمانہ میں ہر جگہ سے آپ ﷺ کو عرض کیا جاسکتا ہے اور یہ کہ آپ کو اور اللہ تعالی کو بیک وقت پکارا جاسکتا ہے اور یہ بھی کہ عبادت میں بھی اللہ تعالی کے ساتھ آپ کو پکارا جاسکتا ہے۔

مسلم میں ہے حضرت اویس قرنیؓ سے جو ملاقات کرے ان سے دعا منگوائے فمن لقیہ منکم فلیستغفر لکم ترجمہ پس جو اس سے تم میں سے ملے پس چاہئے کہ وہ تمہارے لئے مغفرت کے لئے دعا مانگے۔

• دوسری روایت میں یوں ہے فمروہ فلیستغفر لکم (ترجمہ) تم میں سے جو کوئی ان سے ملے تو اپنے لئے مغفرت کی دعا ضرور منگوائے۔ دیکھئے صاف اور صریح طور پر آپ سفارش کا حکم دے رہے ہیں تو اگر یہ شفاعت ناجائز ہوتی تو یہ حکم کیسے دیتے۔ نیز اس میں صحت شفاعت کے علاوہ یہ بھی ثابت ہوا کہ اپنے سے کم رتبہ والے کو سفارش کے لئے کہا جاسکتا ہے جب کہ اس کو کوئی خاص نسبت حاصل ہو۔

بخاری مسلم ترمذی' نسائی وغیرہ میں ہے کہ آپ نے فرمایا اشفعوا توجروا ویقضی اللہ علی لسان نبیہ ماشاء (ترجمہ) یعنی شفاعت کرو تم کو اجر ملے گا اور اللہ تعالی اپنے نبی کی زبان پر جو چاہتا ہے کہ پورا کرتا ہے اور اس کی

تائید بھی دوسری حدیث سے ہوتی یہ الدال علی الخیر کفاعلہ جو کسی اچھی بات پر کسی کو آمادہ کرتا ہے اس کو بھی برابر کا ثواب ملتا ہے۔

مشکوۃ باب فضائل سید المرسلین ﷺ بحوالہ صحیح بخاری و مسلم ہے:۔

اعطیت الشفاعة (ترجمہ) مجھ کو شفاعت عطا کر دی گئی۔

ابن ماجہ میں ہے افضل الشفاعة ان تشفع بین اثنین فی النکاح (ترجمہ) بہترین شفاعت یہ ہے کہ نکاح کے سلسلہ میں دو کے درمیان شفاعت کی جائے۔

علامہ بیہقی شعب الایمان میں نقل فرماتے ہیں افضل صدقة اللسان الشفاعة

(ترجمہ) بہترین صدقہ یہ ہے کہ کسی کی زبان سے شفاعت کرے۔

صحیح مسلم میں ہے ما من میت تصلی علیه امة من المسلمین یبلغون مائة کلهم یستشفعون الاشفعوا (ترجمہ) کوئی میت ایسی نہیں جس پر مسلمانوں کی ایک جماعت جو سو تک پہنچے نماز جنازہ پڑھے اور اس کی شفاعت کرے مگر اس کی شفاعت قبول نہ ہو۔

صحیح مسلم میں ایک دوسری روایت میں ہے ما من رجل مسلم یموت فیقوم علی جنازة اربعون رجلا لا یشرکون با لله شیئا یشفعهم الله فیه (ترجمہ) مسلمان فوت ہونے پر اس پر چالیس ایسے آدمی جو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرتے ہوں نماز جنازہ پڑھیں تو ان کی شفاعت اس کے حق میں قبول کی جاتی ہے۔ (بحوالہ مشکوۃ باب المشی بالجنازہ)

تنبیہ الغافلین میں ہے یوتی بالمساجد یوم القیامة----- فتشفع لا هلها (ترجمہ) بروز قیامت مساجد کو لایا جائے گا------ پس وہ مساجد سے متعلق لوگوں کی شفاعت کریں گی۔

تنبیہ الغافلین وغیرہ میں ہے۔ القرآن شافع و مشفع ومان جن

مصدق (ترجمہ) قرآن مجید صاحب قرآن کے لئے شفاعت کرے گا یعنی اس سے محبت کی اور اس کو پڑھا عمل کیا جو کہ قبول کی جائے گی۔ اور بد عمل کی شکایت کرے گا جس میں اس کی تصدیق کی جائے گی۔

علی ہذا القیاس احادیث صحیحہ معتبرہ میں دیگر اور اعمال صحیحہ و صدقات نافلہ اور خانہ کعبہ حجر اسود اور آذان سننے والی چیزوں کا اور آذان کی دعا پڑھنے اور روضہ نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کی زیارت کرنے والے کی اور بعض اور شعائر اللہ اور فقراء و مساکین وغیرہ کا شفیع ہونا ثابت ہے۔

تذکرۃ الاولیا میں ہے کہ محترمہ رابعہ بصریہؒ کی سفارش سے ستر ہزار گنہگار جنت میں داخل ہوں گے۔ اسی طرح حضرت اویس قرنی کی سفارش پر ایک خاص تعداد جنت میں جانے کے متعلق تذکرۃ الاولیاء وغیرہ میں مذکور ہے۔

منکر شفاعت بھی سن لے

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا من کذب بالشفاعة فلا نصیب له (تفسیر مظہری) جس نے شفاعت کا انکار کیا اس کے لئے اس سے کچھ حصہ نہیں کتنا ہے بد نصیب۔

دوزخی جنتیوں کو پکاریں گے :۔ آخر کار جب حساب کتاب ہو جائے گا اور قرآن و حدیث سے بغاوت کرنے والے اپنے دائمی ٹھکانے میں پہنچا دیئے جائیں گے۔ تو پھر یہ اس دنیا میں پکار کے منکر اب خود دوزخ سے جنتیوں کو پکاریں گے۔ قرآن کہتا ہے۔ ونادی اصحب النار اصحب الجنة ان افیضوا علینا من الماء او مما رزقکم الله قالوا ان الله حرمهما علی الکفرین ٥ الذین اتخذوا دینهم لهو ولعبا وغرتهم الحیوة الدنیا فالیوم ننسهم کما نسوا لقاء یومهم هذا وما کانو بایتنا یجحدون ٥

اور دوزخی بہشتیوں کو پکاریں گے کہ ہمیں اپنے پانی کا کچھ فیض دو یا اس کھانے کا جو اللہ تعالی نے تمہیں دیا کہیں گے بیشک اللہ تعالی نے ان دونوں کو کافروں پر حرام کیا ہے۔ جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنالیا اور دنیا کی زیست نے انہیں فریب دیا۔ تو آج ہم انہیں چھوڑ دیں گے جیسا انہوں نے اس دن کے ملنے کا خیال چھوڑا تھا اور جیسا ہماری آیتوں سے انکار کرتے تھے۔

تشریح:۔ان آیات میں چند باتیں واضح ہیں۔

(۱)۔ دوزخی پکاریں گے اپنے جیسے انسانوں کو جو جنت میں ہوں گے۔ اس دنیا میں یہ لوگ اللہ تعالی کے علاوہ انبیاء کرام اور اولیاء کرام کے پکارنے کو شرک قرار دیتے تھے۔

(۲)۔ جنتی بولیں گے یہ پانی اور رزق اللہ تعالی نے دوزخیوں پر حرام کر دی ہیں۔ یہ ان کی بد نصیبی اور محرومی کی انتہا ہو گی۔

(۳)۔ ان دوزخیوں نے دین کو کھیل تماشا بنا لیا تھا۔ گستاخان رسول اللہ (ﷺ) کا وطیرہ اپنایا۔

(۴)۔ اللہ تعالی کی آیتوں کا انکار کرتے تھے۔ آقا ﷺ کی شان میں جتنی آیات آئی ہیں ان کو یہ مانتے ہی نہیں۔

قارئین کرام۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو شافع بنایا ہے اور قیامت کے دن فرمائے گا ارفع راسک یا محمد واشفع تشفع (یا محمد ﷺ اپنا سر مبارک اٹھایئے ان کی شفاعت کیجئے۔ آپ کی شفاعت قبول ہو گی)

رسول اللہ ﷺ کے ملنے سے اللہ تعالیٰ ملتا ہے

بصیرت ملتی ہے:۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب اور ہمارے آقا ﷺ سے کہتا ہے۔قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی۔ آپ فرماؤ۔ یہ میری راہ ہے (محمد ﷺ کی) میں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں اور جو میرے قدموں پر چلیں اہل بصیرت ہیں۔

تشریح:۔ اس آیہ کریمہ پر غور کریں تو چار باتیں ظاہر ہیں۔

(۱)۔ کہلوانے والا خود اللہ تعالیٰ ہے۔

(۲)۔ کہلوایا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے در تک چلو پھر اللہ تعالیٰ سے ملادیں گے۔

(۳)۔ بصیرت صرف اور صرف عشق مصطفیٰ ﷺ سے حاصل ہوتی ہیں۔

(۴)۔ رسول اللہ ﷺ ہی اللہ تعالیٰ سے ملاتے ہیں۔

(۵)۔ سیدھا راستہ:۔ صرف ایک سیدھا رستہ ہے وہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے در تک جانا ہے۔ باقی سب راستے گمراہی کے ہیں۔ اس سیدھے رستے کے متعلق بندہ ہر نماز میں جب سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے تو بار بار ہاتھ باندھ کر یہی کہتا ہے اھدنا الصراط المستقیم۔ چونکہ اسی رستے پر صدیقین چلے۔ صالحین چلے۔ شہداء چلے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے انعامات سے نوازا، پھر آگے کہتا ہے۔ صراط الذین انعمت علیھم۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعامات کئے۔ اور ان صدیقین صالحین اور شہدا پر انعامات الٰہی کی بارش اس لئے ہوئی کہ ان اصحاب نے اللہ تعالیٰ کے محبوب (ﷺ) سے عشق کیا۔

شبہ کا ازالہ:۔ کسی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تو شہ رگ سے بھی قریب ہے۔ میں نے کہا کفار مکہ ابو جہل، عقبہ، شیبہ، ابولہب ولید وغیرھم کی بھی شہ رگیں تھیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ انہیں نہ ملا۔ جس ہستی کے ذریعے ملتا ہے اسے انہوں نے جھٹلا دیا۔ بات ہے ذرا سمجھ کی۔

وسیلہ کا معنیٰ

وسیلہ کا معنیٰ یہ ہے کہ کسی مشکل سے نجات حاصل کرنے کے لئے یا کسی چیز کو حاصل کرنے کے لئے یا کسی چیز کو برقرار رکھنے کے لئے کسی چیز کو واسطہ بنایا جائے اور یہ وسیلہ تین طرح پر ہو سکتا ہے۔

وسیلہ کی اقسام

ایک نمبر ا یہ کہ ذات اور متعلقات ذات کا وسیلہ دوسرا نمبر ۲ اعمال کا وسیلہ تیسرا یہ کہ دعا و ندا کا وسیلہ ذات اور متعلقات کا مطلب یہ ہے کہ کسی مطلب اور مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کسی ذات اور متعلقات ذات کو وسیلہ بنایا جائے اور وسیلہ دعا اور ندا کا مطلب یہ ہے کہ دعا اور ندا کو حصول مقصد کے لئے واسطہ بنایا جائے۔

وسیلہ نمبر اول کبھی استدعا اور طلب کرنے کی صورت میں ہوتا ہے اور کبھی بغیر استدعا و طلب کے اور یہ قسم اول یوں بھی عام ہے کہ واسطہ ذات نبی علیہ السلام ہو یا ذات ولی اور دنیا میں ہو یا قبر و قیامت میں اسی طرح عام ہے کہ ذی روح ہو یا غیر ذی روح اور متعلقات ذات کا مطلب یہ ہے کہ ذات کے ساتھ اس کو نسبت ہو جیسا کہ کپڑا ناخن یا بال وغیرہ۔

اب وسیلہ کی ہر سہ اقسام کو قرآن اور حدیث اور اثار صحابہ اور اقوال علماء کی روشنی میں بیان کرتے ہیں۔ آپ بغور ملاخطہ فرمائیں۔

قرآن مجید سے وسیلہ کا ثبوت

(۱)۔ **وما ارسلناك الا رحمة للعالمين** (ترجمہ) ہم نے آپ کو سب جہانوں کیواسطے محض رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

دیکھئے حضور علیہ السلام کے واسطہ سے سب جہانوں پر رحمت الٰہی کی بارش ہو رہی ہے

(۲)۔ **ما كان الله ليعذبهم وانت فيهم وما كان الله معذبهم و هم يستغفرون** (ترجمہ) آپ ﷺ کے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ ان کو

عذاب نہیں کرے گا اور نہ ہی استغفار کرنے کی صورت میں ان کو مبتلاء مصیبت کرے گا۔" یہاں آپ ﷺ کے اور استغفار کیواسطے سے عذاب کو ٹالنے کا وعدہ فرمایا۔

(۳)۔ وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا (ترجمہ) اور اہل کتاب حضور علیہ السلام کے مبعوث ہونے سے پہلے آپ کے وجود کے واسطے کافروں پر مدد چاہتے تھے کہ یا اللہ نبی آخر الزمان کے واسطہ سے ہمیں کافروں پر کامیاب فرما۔

(۴)۔ یحل لھم الطیبت ویحرم علیھم الخبائثویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم حضور علیہ السلام نے اہل کتاب کے لئے طیبات کو حلال اور خبیث اشیاء کو حرام کر دیا اور ان کے نا قابل برداشت بوجھ اتار دیئے یعنی آپ ﷺ کے واسطے یہ سب سہولتیں مہیا کر دیں۔

(۵)۔ یایھا الذین امنو اتقو اللہ وابتغو الیہ الوسلیۃ (ترجمہ) اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور حصول قرب الہی کے لئے اس کے دربار میں واسطہ اور وسیلہ لاؤ۔" اور یہ وسیلہ عام ہے ذات ہو یا متعلقات ذات۔

(۶)۔ ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض (ترجمہ) اگر اللہ تعالی بعض کے واسطے سے نہ روکے تو زمین میں فساد ہو جائے۔

(۷)۔ لو تزیلوا لعذبنا الذین کفروا منھم عذابا الیما (ترجمہ) اگر ایماندار کافروں سے الگ ہوتے تو ہم کفار کو سخت عذاب کرتے۔

(۸)۔ واتقو اللہ الذی تساء لون بہ والارحام (ترجمہ) اور اس اللہ سے ڈرو جس کے سبب سوال کرتے ہو اور قرابت داری کے ساتھ بدسلوکی سے ڈرو کہ جس کے واسطہ سے تم التجا کرتے ہو۔

ثابت ہوتا ہے کہ کسی حاجت کے لئے کسی چیز کو دربار الہی میں وسیلہ پیش کیا جا سکتا ہے اور یہ عقلاً و شرعاً جائز ہے۔

حدیث شریف سے وسیلہ کا ثبوت

حدیث شریف میں ہے الا بدال فی امتی ثلثون رجلا بھم تقوم الارض وبھم تمطرون وبھم تنصرون الحدیث (ترجمہ) میری امت میں قریبا تیس مرد ابدال ہیں جن کے وسیلہ سے زمین قائم ہے اور انہیں کے واسطے سے بارش ہوتی ہے اور مدد ہوتی ہے۔ دیکھئے اس حدیث پاک میں ابدال کو قیام ارض اور بارش اور مدد کامیابی کے لئے ذریعہ اور وسیلہ قرار دیا گیا ہے۔

حدیث شریف میں ہے: اللھم ایدہ بروح القدس اے اللہ (حضرت حسانؓ) کی جبرئیل کے وسیلہ سے مدد کردہ حدیث میں ہے۔ (ترجمہ) تم میں سے کسی کا جانور جنگل میں بے قابو ہو جائے تو اللہ کے بندوں کا وسیلہ لائے اور یوں کہے یا عباد اللہ الخ ہدیہ المہدی ص ۲۰

مسند امام احمد میں ہے کہ شام میں چالیس ابدال ہیں جن کی حیثیت یہ ہے کہ ان کے وسیلہ سے بارش ہوتی ہے اور رزق دیا جاتا ہے۔

ابو داؤد شریف میں ہے کہ مجھ کو ضعیفوں میں طلب کرو کیونکہ تم کو رزق یا مدد ضعیفوں کے واسطہ سے اور فقراء مہاجرین کے واسطہ سے۔

ابن حجرؒ مکی نے امام شافعیؒ سے قلائد میں روایت کی ہے کہ میں امام ابو حنیفہؒ کی قبر سے تبرک حاصل کرتا ہوں اور جب مجھ کو کوئی حاجت پڑتی ہے تو آپ کی قبر کے پاس آتا ہوں اور دو رکعت نماز ادا کرتا ہوں اور آپ کی قبر کے پاس اللہ تعالی سے دعا مانگتا ہوں تو اس واسطہ سے میری حاجت پوری ہو جاتی ہے۔"

واقدی نے روایت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام کی لخت جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا شہداء احدؓ کے ہاں حاضر ہوتیں اور دعا کرتیں تو اس واسطہ سے دعا قبول ہو جاتی۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حجتہ الوداع میں خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ اے لوگو! میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ اللہ تعالی کی کتاب اور اپنی اولاد جب تک تم ان کے واسطہ سے عملدرآمد کرتے رہو گے کبھی کمزور نہ ہو گے۔

حضور علیہ السلام کے پاس ایک نابینا آیا اور نابینائی کی شکایت کی۔ آپ

نے اس کو حسب ذیل دعا سکھائی کہ دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد پڑھے۔ اللھم انی اسئلك وا توجه الیك بنبیك محمد نبی الرحمة یا محمد انی توجهت بك الی ربی فی حاجتی هذه لتقضی لی اللھم فشفعه فی: اے اللہ میں تیرے نبی مجسمہ رحمت کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوں اور سوال کرتا ہوں یا محمد ﷺ میں آپ کے واسطہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوں کہ میری یہ حاجت پوری ہو۔ اے اللہ آپ کی سفارش میرے حق میں قبول فرما اور طریق وسیلہ تاقیامت جاری ہے۔

حدیث میں ہے کہ حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کا بحالت شیر خوارگی ازالہ قحط میں وسیلہ طلب کیا فرماتے ہیں ابیض یستقحا الغمام بوجهه آپ کے چہرہ مبارک کے وسیلہ سے بارش طلب کی جاتی اور آپ بیوگان اور یتیموں کی پناہ گاہ ہیں۔

حدیث میں ہے کہ ستاروں کے واسطہ سے آسمان محفوظ ہے اور میرے وسیلہ سے صحابہ کرام محفوظ ہیں اور میرے صحابہ کے وسیلہ سے میری امت محفوظ ہے
(احمد و مسلم)

حدیث میں ہے اللھم اعز الا سلام بعمر بن الخطاب خاصة (ترجمہ) اے اللہ حضرت عمر بن الخطاب کے خاص وسیلہ سے اسلام کو عزت دے۔
(حاکم بیہقی)

حدیث میں ہے لولا شیوخ رکع وصبیان رضع و بھائم رتع لصب علیکم العذاب صبا (ترجمہ) اگر بوڑھے رکوع کرنے والے اور شیر خوار بچے اور چرنے والے جانور نہ ہوتے تو تم کو شدید ترین عذاب کا سامنا پڑتا۔ یعنی ان کے وسیلہ سے یہ عذاب ٹل گیا۔

قال الجوزی فی الحصن فی آداب الدعاء ومنها یتوسل الی الله تعالی با نبیائه وو الصالحین من عباده۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے دربار میں اللہ تعالیٰ کے نبیوں اور اس کے نیک بندوں کا وسیلہ لایا جائے۔

اور اس پر اس کی قبر کو میرے حق اور مجھ سے پہلے نبیوں کے حق کیواسطے سے کشادہ کر کیونکہ تو ارحم الراحمین ہے۔ (طبرانی۔ ابن حبان حاکم)

دلائل الخیرات میں ہے اللھم بالا سماء المکتوبة حول العرش و بالا سماء التی حول الکرسی الخ (ترجمہ) اے اللہ ان ناموں کے وسیلہ سے جو کہ کرسی اور عرش کے اردگرد لکھے ہوئے ہیں (میری دعا قبول کر)

مشہور بات یہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے اپنی ٹوپی میں حضور علیہ السلام کا بال مبارک رکھا ہوا تھا جس کے وسیلہ سے روم شام ایران وغیرہ ممالک میں فتوحات ہوئیں۔

قارئین حضرات! قرآن وحدیث کے ان حوالہ جات میں حقوق و قبر شہر حرام مشعر حرام 'عبادت کے لئے چلنا۔ انبیاء علیہم السلام کرسی و عرش کے اسماء مکتوبہ بال مبارک وغیرہ کا وسیلہ ذکر کیا گیا ہے کہ اس کا سلف و خلف سے کسی نے انکار نہیں کیا تو روز روشن سے بھی زاید واضح ہو گیا کہ کسی نوعیت کے جائز وسیلہ واسطہ کو حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لئے اختیار کرنے میں شرعی اور عقلی طور پر کوئی حرج نہیں ہے بلکہ یہ امر مندوب و مستحسن ہے۔

حدیث میں وارد ہے:۔ من بنی الله مسجداً بنی الله بیتا فی الجنة مثله او کما قال علیه الصلوة والسلام (ترجمہ) جو اللہ کے لئے مسجد بنائے اللہ اس کی بدولت اس جیسا اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔

حاصل کلام۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے تک پہنچنے کا ایک ضابطہ مقرر کیا ہے اور وہ ہے محمد مصطفےٰ ﷺ کا وسیلہ ______

نوٹ۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ ان کے اعمال ان کے لئے کافی ہیں انہیں کسی کے وسیلہ کی ضرورت نہیں وہ بہت بڑی غلط فہمی میں ہیں ______ اعمال کا تو پتہ بھی نہیں کہ قبول ہوئے ہیں یا نہیں۔

اعمال کی قبولیت کا پتہ نہیں

اس لئے اسے وسلیہ کے طور پر انحصار نہ کریں

نبی اکرم ﷺ کا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو ایک دلچسپ وعظ

(۱)۔ اے معاذ (رضی اللہ عنہ)! میں تجھے ایک بات بتاتا ہوں اگر تو نے اسے یاد رکھا تو تیرے لئے بڑا فائدہ ہو گا۔ اگر تو نے اسے بھلا دیا تو سمجھ لینا کہ پھر تیری حجت اللہ تعالیٰ سے ختم ہو گئی۔ اے معاذ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان پیدا کرنے سے پہلے سات فرشتے پیدا فرمائے۔ ان کو ہر ایک آسمان کے لئے علیحدہ علیحدہ نگران مقرر کیا۔ پھر جب یہ نگہبانان عمل بندہ کے عمل جو کہ صبح سے شام تک ہوتے ہیں پہلے آسمان تک لے جاتے ہیں اور عمل کا نور سورج کے نور کی طرح ہوتا ہے۔ جب پہلے آسمان میں پہنچتا ہے تو زیادہ صاف ہو جاتا اور اس کی نورانیت میں اضافہ ہو جاتا ہے چنانچہ جب وہ اوپر کو جانے کا ارادہ کرتے ہیں تو وہی فرشتہ کہتا ہے۔ ٹھہر جاؤ! اس عمل کو صاحب عمل کے منہ پر مارو کیونکہ یہ گلہ گو ہے اور مجھے حکم ہے کہ جس بندہ کی عادت گلہ کی ہو اس کے اعمال اوپر نہ جانے دوں اور یہ بندہ چونکہ گلہ گو ہے بنا بریں اس کے اعمال کو واپس زمین پر بھیج دوں۔

(۲)۔ پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اس بندہ کے دیگر اعمال صالحہ حفظہ (فرشتے) لاتے ہیں۔ جس سے ان اعمال کو اوپر دوسرے آسمان کی جانب جانے کی اجازت ملتی ہے۔ لیکن دوسرے آسمان تک پہنچتے ہی ملک فرشتہ مقرر شدہ آجاتا ہے اور کہتا ہے، یہ عمل صاحب عمل کو لوٹا دو۔ کیونکہ یہ متفخر انسان ہے اور مجھے حکم ہے کہ متفخر کے اعمال اوپر

نہ جانے دوں۔ اور یہ بندہ اپنے اعمال سے اسباب دنیا کے حصول کا خواہش مند ہے۔

(۳)۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پھر اس کے اعمال اوپر چڑھائے جاتے ہیں جنہیں صوم وصدقہ اور صلوۃ کی وجہ سے نرالی رونق ہوتی ہے جسے حفظہ (فرشتے) دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں لیکن جب تیسرے آسمان تک پہنچتے ہیں تو فرشتہ موکل کہتا ہے' ٹھہر جاؤ اس کے اعمال اوپر نہیں جا سکتے کیونکہ یہ شخص متکبر ہے جہاں بیٹھتا ہے تکبر کرتا ہے اور مجھے حکم ہے کہ ایسے آدمی کے اعمال اوپر نہ جانے دوں۔ لہذا اس کے اعمال اس کے منہ پر مارو۔

(۴)۔ آنحضور ﷺ فرماتے ہیں کہ پھر اس کے اعمال اوپر چڑھائے جاتے ہیں اس کی صلوۃ اور تسبیح وحج وعمرہ کی وجہ سے ستاروں کی طرح اعمال میں رونق ہوتی ہے یہاں تک کہ چوتھے آسمان میں پہنچتے ہیں۔ وہاں پر مقرر شدہ فرشتہ کہتا ہے۔ ٹھہر جاؤ اس کی اعمال اس کے منہ پر مار دو یہ خود بینی میں مبتلا ہے اور مجھے حکم ہے کہ خود بین کے اعمال کو اوپر کو نہ آنے دوں۔

(۵)۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں' جب اسے اوپر پانچویں آسمان کی جانب لے جاتے ہیں ایسے معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ عمل نئی دلہن ہے جو اپنے دولہا کے ہاں بھیجی جا رہی ہے۔ یہاں بھی وہی موکل فرشتہ کہتا ہے کہ ٹھہر جاؤ اس کے عمل کو اس کے منہ پر دے مارو۔ اس میں حسد کا مرض ہے اور مجھے حکم ہے کہ جس میں جسد کی بلا ہے اس کے اعمال اوپر نہ جانے دوں۔

(۶)۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ملائکہ عمل صوم وصلوۃ وحج وعمرہ کو

چھٹے آسمان پر لے جاتے ہیں تو حسب دستور فرشتہ آجاتا ہے کہتا ہے' ٹھہر جاؤ اس کے عمل اس کے منہ پر مارو۔ یہ تو کسی پر رحم نہ کرتا تھا بلکہ انہیں اگر کوئی تکلیف پہنچتی تھی تو ان کو گالیاں دیتا اور مجھے حکم ہے کہ جو لوگوں پر رحم نہ کرے اس کے عمل اوپر نہ جانے دوں۔

(۷)۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا' بندہ کے اعمال کو ساتویں آسمان کی جانب لے جاتے ہیں جو کہ صوم و صلوۃ وفقہ واجتہاد پر مشتمل ہوتے ہیں۔اس کی آواز شہد کی طرح ہوتی ہے اور اس کی روشنی سورج کی روشنی کی طرح ہوتی ہے اور اس کے ساتھ تین ہزار فرشتے ہوتے ہیں تو مقرر فرشتہ کہتا ہے' ٹھہر جاؤ' اس کے عمل کو اس کے منہ پر مارو کیونکہ یہ اس لئے عمل کرتا تھا کہ میرا فقہاء کے سامنے درجہ بلند ہو۔ علماء پر میرا سکہ جما ہوا ہو۔ شہروں میں میری شہرت ہو۔ بنا بریں اللہ تعالیٰ کے دیدار سے محروم ہے اور اس کے دل پر مہر لگ چکی ہے اس کو میں آگے نہیں جانے دوں گا کیونکہ مجھے حکم ہے کہ جو ریاکار ہو اسے دربار خداوندی میں مت آنے دو۔

(۸)۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں بندہ کے اعمال ساتوں آسمانوں سے گزر کر کے حجابات کو طے کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور میں جا پہنچتے ہیں اور ملائکہ کرام عرض کرتے ہیں' اے الہ العالمین! یہ عمل صرف تیرے لئے خالص مخلص ہو کر کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' اے فرشتو! تم اس کے ظاہر پر نگہبانی کرتے ہو۔ مجھے اس کے دل کے اسرار کا علم ہے یہ تو خالص میرے لئے عمل نہیں کرتا تھا بلکہ اس کا میرے غیر کی طرف دھیان تھا' پس اس پر میری لعنت ہے۔ فرشتے کہتے ہیں' تیری لعنت ہے تو ہم سب کی بھی اس پر لعنت' بلکہ ساتوں

آسمان وزمین اور جو ان میں ہے سب اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔

معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معروض:۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں، حضور! اب تو نجات مشکل ہے کیونکہ ہم میں نہ تو خلوص ہے اور نہ احسن عمل۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اے معاذ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ!) میری اقتداء کو نہ چھوڑ یقین پختہ رکھ، عمل میں کوتاہی ہوا کرتی ہے، اپنی زبان کو اپنے بھائیوں کے گلہ سے بچا، اپنے آپ کو اچھا نہ سمجھ اور دنیا کے عمل کو اخروی امور میں داخل مت کر اور لوگوں میں تفریق نہ ڈال تاکہ تجھے دوزخ کے کتے پھاڑ نہ ڈالیں اور اپنے مال میں ریاکاری مت کر۔

اگر اللہ تعالیٰ تک رسائی بلاواسطہ ہوتی ہے تو پھر ملائکہ اور انبیاء کرام کی ضرورت کیا تھی؟

عقلی دلیل:۔ یہ عالم اسباب ہے۔ وسیلہ اور سبب نظام الٰہی کا حصہ اور طریقہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میں اگر چاہتا تو ہر ایک کو مومن کر دیتا لیکن میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ کون اچھے عمل کرتا ہے اور میرے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کرتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس سسٹم کو چلانے کے لئے سب سے پہلے اس کا حاکم بنایا۔ اور وہ ہیں ہمارے آقا ﷺ جو کہ اصل الموجودات ہیں پھر باقی تمام مخلوق پیدا کی۔ دیگر کام چلانے کے لئے فرشتوں کی ان گنت تعداد مقرر کی ------ چنانچہ ایک نظام مرتب کر دیا گیا کہ میرے تک پہنچنے کے لئے یہ ایک راستہ ہے --------

آدم علیہ السلام کی لغزش

آدم کی لغزش:۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش سرزد ہوئی تو عرض کی کہ اے رب میں محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے معاف فرمادے اللہ تعالی نے فرمایا اے آدم تم نے محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو کس طرح پہچانا جب کہ میں نے ابھی انہیں دنیا میں نہیں بھیجا آدم علیہ السلام نے عرض کی کہ اے رب جب تو نے مجھے اپنی قدرت سے پیدا کیا اور مجھ میں روح پھونکی تو میں نے سر اٹھایا کیا دیکھتا ہوں کہ عرش مجید کے ہر پائے پر لا الہ اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے اس سے میں نے جان لیا کہ تو نے مخلوق میں محبوب ترین شخصت کا نام اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تو نے سچ کہا ہے بے شک وہ مخلوق میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں جب تم نے ان کے وسیلے سے سوال کیا ہے تو میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے اگر وہ نہ ہوتے تو تمہیں پیدا نہ کرتا۔

شب معراج:۔ بیشک اللہ تعالی نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو شب معراج فرمایا کہ آپ نہ ہوتے تو میں افلاک پیدا نہ کرتا۔

۱۶۔ سیدنا مجدد الف ثانی حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز اپنے مکتوبات مبارکہ میں فرماتے ہیں۔

اللہ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے ارشاد فرمایا کہ لولاك لما خلقت الافلاك لولاك لما اظهرت الربوبية اے حبیب اگر آپ کو پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔ اگر آپ کا پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ فرماتا۔

(مکتوبات ص ۱۲۲ ج ۳ ص ۲۲۳)

حاکم کائنات کا دین
حاکم کائنات کے بندے
حاکم کائنات کا راستہ

۱۔ دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(الف)۔ فرمان الٰہی ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم (۵/۳)

یا حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ دین اسلام میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ حاکم کائنات ہے۔ اس کا دین ہے قرآن حکیم میں ارشاد ہوا۔ قل یایھا الناس ان کنتم فی شك من دینی (۱۰/۱۰۴ یونس) فرمایئے اے لوگو! اگر تم میرے دین کی طرف سے کسی شبہ میں ہو۔

(ب)۔ قل اللہ اعبد مخلصاً لہ دینی (۳۹/۱۴ الزمر) فرمایئے اللہ تعالیٰ کی ہی میں عبادت کرتا ہوں خالص کرتے ہوئے اس لئے اپنے دین کو۔

(ت)۔ لکم دینکم ولی دین (۱۰۹/۶) تمہیں تمہارا دین اور مجھے میرا دین)

۲۔ بندے۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا یعبادی الذین اسر فوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمة اللہ (۳۹/۵۳ الزمر) فرماؤ اے میرے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے) وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

(۱) تشریح کی ضرورت:۔ قرآن پاک میں مختلف مقامات پر اللہ تعالیٰ نے سولہ جگہوں پر ارشاد فرمایا۔ میرے بندو اور اس آیہ میں ارشاد فرمایا۔ یا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہیں اے میرے وہ بندو۔ اب عربی گرائمر کا قاعدہ یہ ہے کہ "قل" کے بعد جو بات کہی جائے وہ کہنے والے سے منسوب اور منسلک ہوتی ہے۔ دوسری آیت کی مثال یہ ہے قل ان کنتم تحبون

اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ فرمایئے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اتباع کرو۔ چنانچہ فاتبعونی کا مطلب ہے محمد ﷺ کی پیروی کرو۔ اسی طرح کی مزید مثالیں بھی دی جاسکتی ہیں

نوٹ:۔ بندہ اردو زبان کا لفظ ہے اور اس کے معانی غلام، خادم اور نوکر کے ہیں۔

(۲) بندہ رسول کریم ﷺ:۔ جو کہ رسول اللہ ﷺ کا اتباع کرتے ہیں وہ رسول پاک ﷺ کے بندے ہیں اور جو اتباع نہیں کرتے وہ رسول پاک ﷺ کے بندے نہیں۔ قرآن پاک میں سورۃ مجادلہ میں جس جگہ پر لفظ حزب الشیطان ۵۸/۱۹ آیا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ شیطان کے گروہ اور شیطان کے گروہ میں منافقین ہیں جیسا کہ اس آیہ کے حوالے سے ہے۔ چنانچہ تخلیق کے لحاظ سے بندے تو اللہ تعالیٰ کے ہیں مگر پھر اپنے اعمال کی وجہ سے یہ رسول ﷺ کے ہو گئے یا شیطان کے۔ اس لئے یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے فرماں بردار بندوں کو رسول ﷺ کے بندے قرار دیا۔

راستہ کس کا:۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ قل ھذا سبیلی ادعوا الی اللہ (۱۰۹/ ۱۲ الیوسف) فرمایئے یہ میرا (محمد ﷺ کا) راستہ ہے اور میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں۔ ایک نقطہ کے گرد تین سو ساٹھ زاویے نکلتے ہیں جس میں صرف ایک سیدھا رستہ ہے باقی سب غلط ہیں۔ صرف ایک سیدھا رستہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہے جس پر ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلے، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ **عثمان** غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلے، حیدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلے، حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلے، حضرات امامین چلے، داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ چلے، غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ چلے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

اللہ کی طرف کون لے جاتا ہے:۔ اللہ پاک تک صرف اور صرف محمد مصطفیٰ ﷺ لے جاتے ہیں۔ آپ ﷺ کے بغیر اللہ تعالیٰ نہیں ملے گا۔ باقی سب گمراہی کے راستے ہیں۔

معصومیت (گناہوں سے پاک)

اہل سنت وجماعت کا متفقہ عقیدہ

رسول اکرم ﷺ سمیت اور تمام انبیاء کرام معصوم ہیں آقا ﷺ سے اعلان نبوت سے قبل نہ بعد نہ صغیرہ نہ کبیرہ۔ نہ قصدا۔ نہ سہوا۔ الغرض کبھی بھی کسی قسم کا کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا آقا ﷺ گناہ معصیت اور خطاء سے بالکل پاک اور معصوم ہیں۔ یہ ایسا عقیدہ ہے جس پر سلف و خلق کا اجماع ہے اور صحابہ کرام سے لے کر آج تک ہر مسلمان کو کبھی بھی کسی دور میں ذرہ برابر کسی قسم کا شک وشبہ نہیں رہا۔ اگر کسی نے شک و شبہ کا اظہار کیا تو وہ مسلمان نہیں رہا۔

قارئین کرام۔ بندہ کی کتاب لذنبك و من ذنبك پڑھیں تاکہ اس بحث کو مکمل تفصیل وتشریح کے ساتھ جان سکیں۔

عصمت انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام

چونکہ رسول کریم ﷺ معصوم ہیں اس لئے معصوم معتوب نہیں ہو سکتاان سے کوئی گناہ صغیرہ بھول کر بھی سرزد نہیں ہوتا۔

انبیاء کرام صغائر و کبائر سے پاک ہیں

الانبیاء معصومون قبل النبوۃ و بعدھا عن کبائر الذنوب وصغائرھا ولوسھوا علی ماھو الحق عند المحقیقن (مرقاۃ شرح مشکوۃ)

محققین کا حق مذہب یہی ہے کہ انبیاء کرام قبل از نبوت اور بعد از نبوۃ تمام صغائر اور کبائر گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں۔

انبیاء کرام کو جھوٹا کہنے سے راویوں کو جھوٹا کہہ دینا بہتر ہے

علامہ رازی فرماتے ہیں۔

بالفرض اگر ایسی کوئی روایت ہو جس میں انبیاء کرام علیہم السلام کا جھوٹا ہونا ظاہر ہو رہا ہو اور اس روایت کی کوئی تاویل نہ ہو سکے یعنی کوئی ایسی وجہ نہ بیان ہو سکے جس سے انبیاء کرام کی صداقت ثابت ہو سکے تو ایسی صورت میں راویوں کو جھوٹا کہا جا سکتا ہے۔ بلکہ احوالوں کو بالکل کذاب اور جھوٹا کہا جائے گا اور روایت بھی بالکل جھوٹ ہو گی روایت کو رد کر دیا جائے گا لیکن انبیاء کرام کی شان میں کوئی فرق نہیں آنے دیا جائے گا۔

ایسے صغیرہ گناہ جو انسان کو شرافت سے نکالنے کا سبب بنیں اور ان کی وجہ سے انسان رذیل نظر آئے ایسے گناہ باوجود اس کے کہ صغیرہ ہی کیوں نہ ہوں انبیاء کرام سے سرزد نہیں ہوتے کیونکہ یہ لوگوں کی نفرت کا سبب بنتے ہیں۔

انبیاء کرام کے صغائر و کبائر سے پاک ہونے پر علامہ رازی کے دلائل۔

والمختار عندنا انه لم یصدر عنهم الذنب حال النبوة البتہ لا الکبیرۃ ولا الصغیرۃ ہمارا مختار مذہب یہی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام سے کوئی صغیرہ گناہ اور کبیرہ گناہ حالت نبوت میں ہر گز ہر گز صادر نہیں ہوا ۔بے شک محمد ﷺ سے اگر کسی قسم کا کوئی صغیرہ اور کبیرہ گناہ ہوتا تو ہم پر واجب ہوتا کہ ہم ان گناہوں میں آپ کی اقتداء کرتے کیونکہ آپ ﷺ کی اقتداء واتباع کا اللہ تعالیٰ نے مطلقاً حکم دیا ہے ارشاد فرمایا فاتبعونی (میری تابعداری کرو) تو اس طرح ایک کام حرام بھی ہوتا اور واجب بھی ہوتا یہ محال ہے کہ حرام اور واجب ایک ہی جگہ جمع ہو جائیں جب نبی کریم ﷺ کے حق میں ثابت ہو گیا تو تمام انبیاء کرام کے متعلق بھی ثابت ہو گیا کہ وہ بھی معصیت سے پاک ہیں۔

اس سے بڑھ کر اور کوئی چیز بری نہیں ہو سکتی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بلند مراتب عطا فرمائے ہوں اور اپنی وحی کا امین بنایا ہو اور اپنے بندوں اور اپنی سلطنت میں سے اپنا خلیفہ بنایا ہو وہ اپنے رب کا پیغام سن رہا ہو کہ اسے رب قدوس کہہ رہا ہے کہ یہ کام نہ کرو پھر بھی وہ اپنی نفسانی خواہشات ولذات کو ترجیح دے اور اپنے رب کی نہی کی طرف توجہ نہ دے اور اپنے رب کی وعید کے پائے جانے کے باوجود برائیوں سے نہ رکے یہ کبھی نہیں ہو سکتا ایسے شخص اور اس کے ایسے اعمال کی قباحت بہت واضح اور روشن ہے اتنا قبیح انسان نبی نہیں ہو سکتا۔

یعنی اوروں کو برائیوں سے روکنا اور خود برائی کا ارتکاب کرنا انبیاء کرام سے اس طرح دور ہے کہ اس کا تصور کرنا بھی محال ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "انهم کانوا یسارعون فی الخیرات" (پ ۱۷ع۷) بے شک وہ بھلے کاموں میں جلدی کرتے تھے۔ کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "وانهم عندنا لمن المصطفین الاخیار" (پ ۲۳۔ ۳۔ ۱۴) اور بیشک وہ ہمارے نزدیک چنے ہوئے پسندیدہ ہیں۔ (کنزالایمان)

احکم الحاکمین کا بھیجا ہوا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم حاکم کائنات کا ڈر

(ا) فرمان الٰہی۔ لانتم اشد رهبة فی صدورهم من الله (الحشر 59/13)(ترجمہ۔ان کے دلوں میں اللہ سے زیادہ تمہارا ڈر ہے۔)

شان نزول۔ اس آیت سے پہلے کی آیات میں منافقوں کا ذکر ہے۔ جن کا لیڈر عبداللہ بن ابی ابن سلول تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے فرماتا ہے کیا تم نے منافقوں کو نہ دیکھا کہ اپنے مشرک بھائیوں (کافر) سے کہتے ہیں کہ اگر تم نکالے گئے تو ضرور ہم تمہارے ساتھ نکل جائیں گے اور ہر گز تمہارے بارے میں کسی کی نہ مانیں گے اور تم سے لڑائی ہوئی تو ہم ضرور تمہارے مدد کریں گے اور ان سے لڑائی ہوئی تو یہ ان کی مدد نہ کریں گے۔ اگر ان کی مدد کی بھی تو پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے پھر مدد نہ پائیں گے۔ بے شک ان کے دلوں میں اللہ سے زیادہ تمہارا ڈر ہے۔ یہ اس لئے کہ وہ نا سمجھ لوگ ہیں۔

الف۔ عبداللہ بن ابی سلول نے ان کے ہاتھ خفیہ پیغام بھیجا کہ گھروں سے نہ نکلنا۔ اپنے قلعوں میں پڑے رہو۔ کیونکہ میرے پاس دو ہزار میرے قوی بہادر اور دوسرے عربی موجود ہیں۔ تم پر کچھ مصیبت آپڑی تو یہ میرے جوان تمہارے قلعوں میں تمہارے ساتھ ہوں گے۔ اور مرتے دم تک تمہارا ساتھ نہ چھوڑیں گے۔ پہلے خود مریں گے پھر تمہاری باری آئے یا نہ آئے۔ ہمارے علاوہ تمہارے امدادی بنو قریظہ بھی ہیں۔ اور غطفان تو تمہارے حلیف ہیں ہی۔ بنو نضیر اس لعین کے جھانسے میں آ گئے۔

ب۔ بنو نضیر پر جو گزری سو گزری لیکن عبداللہ بن ابی ابن سلول نے نہ آنا تھا

نہ آیا۔ حی ابن اخطب جو بنو نضیر کا لیڈر تھا کو سلام بن شکم نے کہا کہ لعین عبداللہ بن ابی ابن سلول کی ڈینگیں کہاں گئیں وہ تو خبیث ہے۔

ت۔ یہ واقعہ ابھی وقوع پذیر بھی نہ ہوا تھا تو رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے پہلے خبر دے دی تو پھر اسی طرح ہوا جیسے آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا تھا۔

نتیجہ۔ عبداللہ بن ابی ابن سلول کا اپنے ساتھیوں کیساتھ یہودیوں کی مدد کو نہ آنا دراصل اس کا نفسیاتی ڈر تھا کیونکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کیساتھ منافقانہ حرکتیں کرتا تھا مگر اندر ہی اندر وہ اور اس کے ساتھی ڈرتے رہتے تھے کہ اس کا نفاق ظاہر کرنے والی کوئی آیت نہ آجائے۔ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے ان کے متعلق بہت تفصیل کے ساتھ بتا دیا تھا۔ چنانچہ حاکم کائنات سے منافق زیادہ ڈرتے تھے۔ بہ نسبت اللہ تعالیٰ کے۔

تیرا نام بھی آئے گا میرے نام کے ساتھ

(۲) قرآن کہتا ہے۔ ورفعنا لك ذكرك ترجمہ۔ اور ہم نے بلند کر دیا ہے آپ کی خاطر آپ کو ذکر کو۔ (الف) جبرائیل نے آکر کہا۔ یارسول اللہ

ان ربك يقول اتدرى كيف رفعت ذكرك قال الله تعالى اذا ذكرت ذكرت معى . ترجمہ۔ یارسول اللہ آپ کا رب پوچھتا ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ میں نے آپ کے ذکر کو کس طرح بلند کیا ہے۔ میں نے جواب دیا اس حقیقت کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کے ارفع ذکر کی کیفیت یہ ہے کہ جہاں میرا ذکر کیا جائے گا وہاں آپ کا بھی میرے ساتھ ہی ذکر کیا جائے گا۔

(ب)۔ شان حاکم کائنات۔ اس سے بڑھ ارفع ذکر کیا ہو سکتا ہے کہ کلمہ

شہادت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ اپنے محبوب کا نام ملادیا۔
حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا۔
ملائکہ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر درود بھیجااور مومنوں
کو درود پاک پڑھنے کا حکم دیا۔ اور جب بھی خطاب کیا معزز القابات سے
خطاب فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے سوانح حیات پر اپنوں
اور بیگانوں نے جتنی کتابیں لکھی ہیں دنیا کے کسی نبی، مصلح، فاتح اور
سلطان کے بارے میں نہیں لکھی گئیں۔ بے شمار اعلیٰ پایہ کے لوگوں نے
ذکر پاک کو بلند کرنے کیلئے جس طرح اپنی زندگیاں اپنی علمی قوتیں،
روحانی لطافتیں، اپنا مال اور اپنے وسائل وقف کئے ہیں۔ کسی دوسرے
کے بارے میں اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ آپ کے عشاق نے نثر و
نظم میں انسانیت کو جو پاکیزہ ادب عطا فرمایا ہے؟ اس کی نظیر بھی نہیں ملتی
اگر ان حالات کو پیش نظر رکھیں جن حالات میں یہ آیت نازل ہوئی اور
پھر اس آیت کو پڑھیں تو اس کے پڑھنے کا لطف دو چند ہو جائے گا۔
ساری دنیا مخالف ہے۔ مکہ کے نامور سردار اور عوام چراغ مصطفوی کو
بجھانے کے درپے ہیں۔ جس گلی سے گزرتے ہیں۔ وہاں غلاظت کے
ڈھیر لگادیئے جاتے ہیں۔ اور کانٹے بچھادیئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے
حضور میں سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ تو مرے ہوئے اونٹ کا اوجھ اٹھا کر
گردن مبارک پر لادیا جاتا ہے۔ کون یہ تصور کر سکتا ہے کہ ان کا ذکر پاک
دنیا کے گوشہ گوشہ میں بلند ہوگا۔ ان کے دین کی روشنی سے مہذب دنیا
کا بہت بڑا علاقہ منور ہوگا اور کروڑوں انسان انکے نام پر جان دینے کو اپنے
لئے باعث سعادت تصور کریں گے۔

(۳) ت۔ تورات اور انجیل میں ذکر۔ حاکم کائنات کا ذکر دوسرے

آسمانی صحیفوں میں ہونا تو یقینی بات ہے۔ کیونکہ ہوا جو حاکم کائنات۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے۔ الذین یتبعون الرسول النبی الا می الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والا نجیل. (ترجمہ۔ وہ جو غلامی کرتے ہیں اس رسول، بے پڑھے غیب کی خبریں بتانے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس تورات اور انجیل میں۔"

موجودہ دور میں یورپ وامریکہ میں یہودی اور عیسائی بکثرت آباد ہیں۔ ان کی کتابوں میں بھی ذکر آیا اور ان کو یہ حکم دیا گیا کہ جب وہ آخری نبی (حاکم کائنات) تشریف لائیں تو وہ سب ان پر ایمان لائیں۔ مگر ان یہودیوں اور عیسائیوں نے اپنی کتابوں کے ساتھ کفر کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر ایمان نہ لاکر جہنم کو منزل بنالیا۔

ث۔ تیرا ذکر میرا ذکر۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو حاکم کائنات بنا کر بھیجا اور جو وعدہ ذکر کیا وہ پورا ہو کر رہا اور قیامت تک ذکر محمدی کا آفتاب ضو فشانیاں کرتا رہے گا۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

حاکم کائنات کی رضا

(۴) اے حبیب صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم تو راضی تو میں راضی

فرمان الہی۔ واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ (التوبہ 9/62)

الف۔ حاکم کائنات کی رضا۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی رضا اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ جیسے حضور کی اطاعت رب کی اطاعت ہے۔ جیسے حضور کا فیصلہ رب کا فیصلہ ہے۔ حضور کے دربار میں حاضری رب تعالیٰ

کی بارگاہ میں حاضری ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے اذا دعوالی الله ورسول لیحکم بینهم۔ دیکھو منافقین کو حضور کے دربار میں بلایا جاتا تھا تاکہ حضور ان میں فیصلہ کریں۔ مگر اسے اللہ رسول کی طرف بلایا جانا کہا گیا۔ منافقین اپنے کفر سے تائب ہوں اور طعن و تشنیع بالکل ترک کر دیں اور حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے سامنے اور غائبانہ ان کے اجلال واکرام اور تعظیم و تکریم کریں۔ اللہ تعالیٰ کے نام سے ملا کر حضور کا نام لینا بالکل جائز ہے بلکہ دونوں کے لئے ایک ضمیر بولنا درست ہے۔ بلکہ دونوں ذاتوں کے لئے ایک صیغہ استعمال کرنا درست ہے۔ حضور کو راضی کر لو اللہ تعالیٰ خود ہی راضی ہو جائے گا۔ حضور کی رضا کے بغیر حق تعالیٰ کی رضا ممکن نہیں۔

ب۔ فرمان الٰہی۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے کہا ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ۔ 793/5 (ترجمہ۔ اے حبیب ہم آپ کو اتنا عطا کریں گے کہ آپ راضی ہو جائیں) اللہ نے کہا کہ یا محمد کل احمد یطلب رضائی وانا اطلب رضاك یا محمد (تفسیر کبیر پ۔ 2 ص 1706) اے محمد ہر کوئی میری رضا چاہتا ہے اور میں تیری رضا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے محبوب حاکم کائنات کی رضا چاہی۔ بدر کے میدان میں جب جبرائیل علیہ السلام جنگ ختم ہونے کے بعد حاضر ہوئے تو کہا یارسول اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ سے اس وقت تک جدا نہ ہو جاؤں جب تک آپ راضی نہ ہوں۔ تو کیا آپ راضی ہیں حاکم کائنات نے فرمایا ہاں میں راضی ہوں۔ قیامت کے دن امت کی شفاعت قبول کر لینے کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ ارضیت یا محمد تو آپ فرمائیں گے رب قدر ضیت۔ قبلہ کی تحویل محبوب کے رضا

کی دلیل ہے۔ تیرہ سال گزر گئے ہجرت کے بعد سترہ ماہ گزر گئے۔ بیت المقدس کی طرف ہی منہ کر کے نماز پڑھی جاتی رہی اور جب محبوب صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے نگاہیں اوپر اٹھائیں تو حاکم کائنات کو راضی کرنے کے لئے قبلہ کی تحویل کا حکم دوران نماز ظہر ہی دے دیا گیا۔ آج کل کے مولوی نے نماز ٹوٹنے کا فتویٰ دے دینا تھا مگر یہاں تو حاکم کائنات کی رضا کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل کو کہا کہ جلدی جاؤ اور ان کے رخ مکہ کی طرف کرادو۔ دو رکعت پڑھ چکے تھے اور باقی دو رکعت دوران نماز ہی ہے حاکم کائنات کی رضا 180 ڈگری مڑ گئے۔ مسجد کو اعزاز ملا نام قبلتین پڑ گیا۔

کائنات کو سکون نہیں ملتا تیرے بغیر

(۵) فرمانِ الٰہی۔ وصل علیھم ان صلوٰتک سکن لھم (توبہ ۹/۱۰۳)
(ترجمہ۔ان کے لئے دعائے خیر کرو بے شک تمہاری دعا انکے دلوں کا چین ہے۔)

تم ہو قرار بے قرار تم وہ دوا درد دل
دل کی لگی مرے نبی تیرے سوا بجھائے کون

الف۔ شان نزول۔ جب غزوہ تبوک ہوا تو مدینہ منورہ کے مومنین کی ایک جماعت اس میں شامل نہ ہو سکی۔ ان کے پاس اپنے گھوڑے تھے۔ مال و دولت تھی۔ انہوں نے سوچا کہ آج نہیں تو کل یا پرسوں وہ بھی تبوک کی طرف جاتے ہوئے لشکر کے ساتھ مل جائیں گے۔ آج کل کرتے کرتے وقت گزر گیا اور وہ تبوک نہ جا سکے۔ پیچھے رہ جانے والے منافقین ان مومنوں کو کہتے تھے کہ کوئی بات نہیں جب حضور واپس آئیں گے تو کوئی نہ کوئی بہانہ تراش لینا۔ حضور کچھ نہیں کہیں گے۔ یہ آپ کی شان کریمی تھی کہ پردہ پوشی فرما لیتے تھے۔ مگر یہ مومن تو پکے مومن تھے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم مع مجاہدین واپس تشریف لائے تو انہوں نے اپنے جسموں کو مسجد نبوی کے ستونوں سے باندھ دیا اور قسم کھالی کہ ہم کو حضور صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اپنے مبارک ہاتھوں سے کھولیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں اور انہوں نے اپنے آپ کو کیوں باندھا ہے۔ تو لوگوں نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم ان سے یہ قصور ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شرکت نہ کی۔ اب شرمندہ ہیں اور توبہ کرتے ہیں۔ فرمایا قسم رب کی اس وقت تک ان کو نہ کھولوں گا جب تک رب کا حکم نہ آئے کہ کھول

دو۔ پھر ان کی توبہ قبول ہوئی اور کھولے گئے۔

ب۔ توبہ قبول ہوئی۔ تب ان صاحبوں نے اپنا مال پیش کیا جس کی وجہ سے رک گئے تھے۔ پھر یہ آیہ اتری کہ ان کا یہ مال وصول فرمالو اور ان کو پاک کردو۔ ان کا تزکیہ نفس کردو۔

ت۔ مگر سکون نہیں۔ توبہ کی قبولیت ہو گئی۔ مال کا صدقہ لگ گیا۔ تزکیہ نفس بھی ہو گیا مگر دل کو سکون نہیں مل رہا یااللہ یہ کیسی توبہ ہے کہ سکون نہیں مل رہا۔ اب کیا باقی رہ گیا ہے۔ مگر یہاں تو مسئلہ ہی کچھ اور ہے۔

کائنات کو سکون نہیں تیرے بغیر ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وصل علیهم ان صلوتك سكن لهم اے حبیب ان کے لئے دعا کیجئے۔ آپ کے طفیل ہی ان کے گناہ بخش کر ان کو سکون دوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا فرمان ہے کہ ہر جمعہ اور دو شنبہ کو تمام نامہ اعمال ہماری بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں ہم سب کے گناہوں کی مغفرت کے لئے دعا فرماتے ہیں۔ انسان تو پھر بھی عقل رکھتا ہے آپ کی ذات سے آپ کے کلام سے تو اونٹ، ہرن اور سوکھی لکڑیاں چین پاتی ہیں ستون حنانہ فراق میں رویا۔ اونٹ نے مالک کی شکایت کی۔ ہرنی شکاری کے جال میں پھنس گئی، اس نے حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے شکایت کی کہ میرے بچے بھوکے ہیں۔ اگر کچھ دیر کے لئے اجازت ملے جائے تو بچوں کو دودھ پلا کر ابھی حاضر ہوتی ہوں۔ غرضیکہ آپ کی ذات پاک تمام مخلوق کے دل کا چین ہے کائنات کو سکون نہیں ملتا تیرے بغیر ہے ناحاکم کائنات۔

ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنگ میں ہو
جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں
ان کا مبارک نام بھی بے چین دل کا چین ہیں
جو ہو مریض لادوا اس کی دوا یہ ہی تو ہیں

حاکم کائنات۔ ربوبیت کا مظہر

(۶) ۲۷۰۔ بالمومنین رءوف رحیم۔ (التوبہ ۹/۱۲۹)

الف۔ اللہ بھی رؤف۔ حاکم کائنات بھی رؤف۔ رؤف کے معنی نہایت درجہ کی شفقت کرنے والا۔

ب۔ اللہ بھی رحیم۔ حاکم کائنات بھی رحیم۔ رحیم کا معنی نہایت رحمت کرنے والا۔

ت۔ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام۔ رؤف رحیم اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے لولاك لما اظهرت الربوبيه اے حبیب اگر تو نہ ہوتا تو میں اپنے رب ہونے کو ظاہر نہ کرتا۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو رؤف بنایا اور رحیم بنایا اور اپنے ذاتی اوصاف عطا کئے۔ آپ کی عادت کریمہ تھی کہ اہل ایمان کی غلطیاں معاف فرما دیتے۔ اور دوسری جگہ پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا وما ارسلنك الا رحمة للعالمين۔ یعنی آپ کی رحمت تو سارے جہانوں پر ہیں مگر شفقت اور رحمت مومنوں کے لئے۔ کسی اور نبی کو اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں نام نہیں دیئے۔ چنانچہ اس سے ایک اور دلیل ملی کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نبی رسولوں کے لئے بھی رؤف اور رحیم ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام سے آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر ایمان لانے کا عہد لیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق فرمایا ان الله بالناس لرئوف رحيم اللہ تعالیٰ تمام لوگوں پر رؤف اور رحیم ہے۔

ث۔ عقلی دلیل۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا رؤف اور رحیم ہونا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں عقل پر پورا اترتا ہے۔ ایک ذات ایسی ہو جسے اللہ تخلیق کرے جو اس کا محبوب ہو اور وہ مجسمہ شفقت اور مجسمہ

رحمت ہو تاکہ لوگ اسے اپنے سامنے اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔ اسی لئے فرمان رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ہے من رأنی فقدرأہ الحق جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا۔ پھر جب یہ ہستی اپنے خلق عظیم سے لوگوں پر شفقت کرے۔ گالیاں سن کر دعائیں دے۔ پتھر کھا کر پھول برسائے اور رحمت کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے تو اس ہستی کو دیکھ کر اللہ یاد آجائے (بس یہی اس کا مفہوم ہے جسے عقل سمجھ سکتی ہے۔) ہے ناں حاکم کائنات آئینہ حق۔

حاکم کائنات کے در پر حاضری کا حکم

(۷) ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جائوك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما (النساء ۴/۶۴)

ترجمہ۔ اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے پاس حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کے لئے شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا پائیں۔

الف۔ درحاکم کائنات پر حاضری۔ گناہ تو کیا رب کا مگر جاؤں کہاں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میرے محبوب کے در پر جاؤ اور پھر وہاں سے شفاعت کراؤ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے مختار عام ہیں۔

یہ ایک طریقہ بتایا جا رہا ہے کہ توبہ قبول کروانے اور گناہ معاف کروانے کے لئے حاکم کائنات کے پاس جانا بہت ضروری ہے۔ اس میں تین پارٹیاں ہیں (یہ مثال سمجھنے کے لئے ہے) ایک پارٹی ہم گنہ گار جو اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔ دوسری ہستی محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اور تیسری ہستی اللہ تعالیٰ۔ اب اللہ تعالیٰ کا یہ چاہنا ہمارے لئے حکم کا درجہ رکھتا ہے کہ جب تم گناہ کرو۔ اپنی جانوں پر ظلم

کرو تو میرا حکم ہے کہ حاکم کائنات کے در پر حاضر ہو کر اپنے گناہوں کی شفاعت کراؤ تو مجھے ضرور بہت توبہ قبول کرنے والا پاؤ گے۔ مطلب یہ ہے کہ پھر تمہاری توبہ قبول ہو گی۔

ب۔ آدم علیہ السلام کی توبہ۔ آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی۔ زمین پر اتارے جانے کے بعد تین سو سال تک روتے رہے۔ حیا کی وجہ سے نظریں اوپر اٹھا کر نہ دیکھتے تھے۔ زبان پر یہ الفاظ تھے ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخسرین۔ اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور رحمت نہ کی تو ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہوں گے وقت گزرتا گیا اللہ تعالیٰ جو کہ سمیع ہے، بصیر ہے، علیم ہے، خبیر ہے، سنتا رہا، دیکھتا رہا اس وقت کے انتظار میں کہ یہ کب میرے محبوب حاکم کائنات کا نام لے۔ پھر ایسا ہی ہوا جب آدم نے کہا انی اسئلك بحق محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اے اللہ میں تجھ سے محمد کی طفیل سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے معاف کر دے۔ تو پھر یکایک جبریل کو بھیجا کہ آدم سے پوچھ کہ یہ نام تجھے کیسے یاد آگیا۔ اللہ تعالیٰ کو کیا پتا نہ تھا وہ تو علیم ہے خبیر ہے مگر وہ آدم کی زبان سے یہ نام سننا چاہتا تھا۔ آدم نے کہا کہ میں نے اپنی تخلیق کے وقت عرش کے پائے پر لکھا ہوا دیکھا تو میں نے جانا کہ اس عظیم ہستی کا واسطہ دیتا ہوں پھر اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اس کی طفیل تمہاری لغزش معاف ہوئی۔

ت۔ اعرابی کی حاضری۔ وصال محبوب کے بعد۔ انبیاء کرام کا وصال صرف ایک شرعی ضرورت ہوتی ہے حالانکہ وہ ایک عالم سے دوسرے عالم میں ایسے منتقل ہوتے ہیں جیسے انسان ایک قدم اٹھا کر ایک کمرے

سے دوسرے کمرے میں چلا جاتا ہے۔ ایک اعرابی حاضر ہوا قبر اقدس پر رویا۔ مٹی اپنے سر پر ڈالی اور قبر مبارک سے آواز آئی ہاں تیری بخشش ہو گئی۔ اس کے راوی مولائے کائنات مولا علی شیر خدا ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے در پہ حاضری کا حکم تا قیامت ہے اور تمام مخلوق کے لئے ہے۔
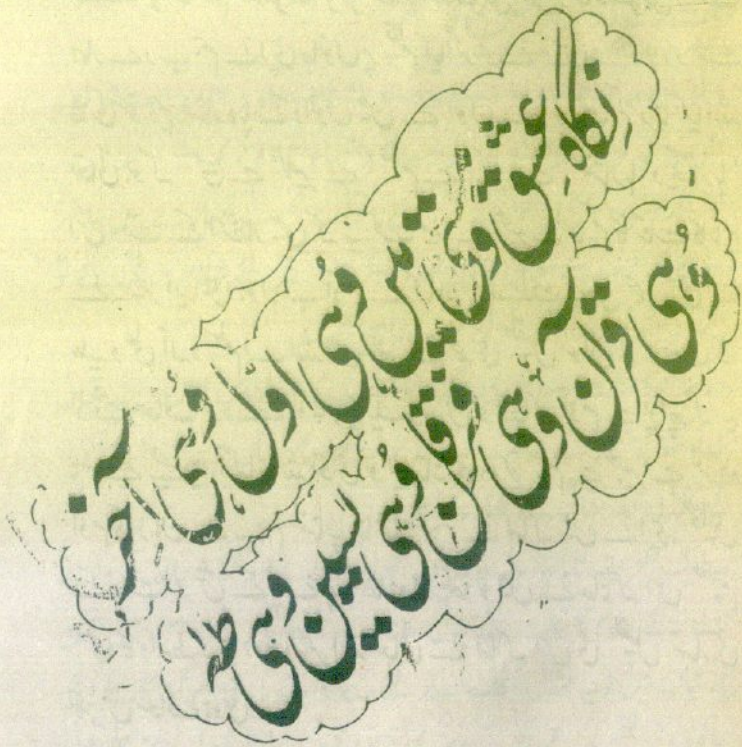
حاکم کائنات۔ مومنوں کے نفسوں سے قریب

جانوں کا مالک

(۸) النبی اولٰی بالمومنین من انفسھم (الاحزاب ۶/۳۳)

ترجمہ :۔ یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔

حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم نے فرمایا (الف) ہر مومن کا دنیا و آخرت میں میں شفیق تر ہوں ان کے نفسوں سے اور ان کے آباء سے۔

(ب)۔ تم میں سے کوئی بھی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کے نفس اور اس کی اولاد اس کے مال اور تمام لوگوں سے محبوب تر نہ ہو جاؤں۔

حدیث پاک۔ میری اور میری امت کی حالت اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ جلائی ہو اور مختلف جانور اور پروانے اس میں گرنے کے لئے دوڑتے چلے آ رہے ہوں میں تمہیں تمہاری کمروں سے پکڑ رہا ہوں اور تم اس میں گرنے پر اصرار کر رہے ہو۔

(ت)۔ دنیا اور دین کے تمام امور میں نبی کا حکم ان پر نافذ اور نبی کی اطاعت واجب اور نبی کے حکم کے مطابق نفس کی خواہشیں واجب الترک ہے۔ نبی مومنین پر ان کی جانوں سے زیادہ رافت و رحمت اور لطف و کرم فرماتے ہیں۔

ث۔ فرمانِ الٰہی۔ میرا محبوب تم پر تمہارے نفسوں سے بھی زیادہ مہربان اور شفیق ہیں۔ جتنا میرے نبی کو تمہاری عزت، خوشحالی، اخلاقی برتری کا خیال ہے۔ تمہیں خود بھی اپنا اس قدر خیال نہیں۔ اس حقیقت کی وضاحت ایک دوسری آیت میں بھی کر دی گئی ہے۔ عزیز علیہ ما عنتم

حریص علیکم با المومنین رؤف الرحیم۔ یعنی جو چیز تمہارے لئے تکلیف دہ یہ وہ انہیں بھی بڑی گراں گزرتی ہے۔ وہ تمہارے متعلق حریص ہیں اور اہل ایمان کے لئے بڑے مہرباں اور رحیم ہیں۔

خلاصہ :۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ان پر ان کے نفسوں سے بھی زیادہ مہربان ہیں اور شفقت کرنے والے ہیں کیونکہ حضور انہیں نجات کی طرف بلاتے ہیں اور ان کے نفس انہیں ہلاکت کی دعوت دیتے ہیں۔

نتیجہ۔ ہے ناں حاکم کائنات!

قرآن پاک حاکم کائنات کا قول ہے

(۹) قرآن۔ انه لقول رسول کریم وما هو بقول شاعر (الحاقہ ۴۰/۶۹)

ترجمہ۔ بے شک قرآن کریم ایک کرم کرنے والے رسول سے باتیں ہیں اور وہ کسی شاعر کی بات نہیں۔

خلاصہ :۔ بیان قرآن پاک کی حقانیت کا اثبات ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ہے اور اسے اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں ظاہر فرمایا اور وہ کسی شاعر کی بات نہیں جیسے تم کبھی ایسا گمان کرتے ہو۔ اور نہ ہی یہ کاہن کا قول ہے تم لوگ بہت کم توجہ دیتے ہو۔ کفار مکہ چونکہ آپ کو شاعر اور کاہن کہتے تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس کارد فرمایا۔ دوسری جگہ ارشاد ہوا۔ وما ینطق عن الھوی ان ھوالا وحی یوحی اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر جو انہیں وحی کی جاتی ہے۔

فرمان الہی۔ قل تربصوا فانی معکم من المتربصین ٥ ام تامرھم احلامھم بھذا ام ھم قوم طاغون ٥ ام یقولون تقوله بل لا یومنون ٥ فلیا توا بحدیث مثله ان کانوا صدقین (الطور ۳۴/۵۲)

آپ فرمائیں انتظار کئے جاؤ۔ میں بھی تمہارے انتظار میں ہوں کیا ان کی

عقلیں انہیں یہی بتاتی ہیں یاوہ سرکش لوگ ہیں یا یہ کہتے ہیں انہوں یہ قرآن بنالیا۔
بلکہ وہ ایمان نہیں رکھتے تو اس جیسی ایک بات تو لے آئیں اگر سچے ہیں۔
تشریح۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی ایک شان کا ذکر کیا ہے اور وہ ہے شان کریمی، رسول کے لفظ کے بعد کریم کا لفظ لگا کر اللہ تعالیٰ نے بتایا یہ کہ میں بھی کریم ہوں اور میرا محبوب بھی کریم ہے کیونکہ میرا محبوب میری صفت کا مظہر ہے اور میری صفات کا مظہر ہونے والا حاکم کائنات ہوتا ہے۔

حاکم کائنات جو کہے

وہی قرآن۔ وہی حدیث۔ وہی نماز۔ وہی شریعت

سبحانک اللہ (ثنا) قرآن میں کہاں ہے؟:۔ تمام عبادتوں سے افضل ترین عبادت نماز ہے۔ شہیدوں نے بھی تمنا کی کہ ان کا شمار نماز گزاروں میں ہو۔ نماز کی کہیں بھی معافی نہیں چاہے سفر میں ہو یا بیمار ہو یا حالت جنگ میں ہو۔ پھر قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا پوچھا جائے گا۔ پھر بے نمازی کو سزا کے طور پر جہنم میں پھینک دیا جائے گا اور جنتیوں کے پوچھنے پر کہے گا (لم نك من المصلين مدثر) ہم نماز نہ پڑھتے تھے۔ ایک دیدہ دانستہ نماز چھوڑنے کی سزا اسی ہزار سال جہنم کی آگ میں سڑنا ہے۔ سرکار صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا جس نے دیدہ دانستہ نماز چھوڑی وہ میری ملت سے خارج ہو گیا (فمن تركها متعمدا فقد خرج من الملة)

التحیات اور درود ابراہیمی قرآن کے کس پارے میں ہے؟:۔ نماز میں سب سے پہلے اللہ اکبر کے بعد (ثنا) سبحنك اللهم پڑھتے ہیں پھر جلسہ میں التحیات پڑھتے ہیں۔ اور اس کے بعد درود ابراہیمی پڑھتے ہیں قرآن کی ٦٦٦٦

آیتوں میں آیات تو نہیں ہیں۔ پھر بھی ہم پڑھتے ہیں اور درود ابراہیمی کے متعلق تو بعض مولوی کہتے ہیں کہ اس کے علاوہ اور درود نہ پڑھو وغیرہ وغیرہ۔

سوال یہ ہے کہ ثنا ' التحیات ' درود ابراہیمی تو قرآن کی کسی سورۃ میں نہیں تو پھر کس اتھارٹی یا کس بنا پر پڑھتے ہو۔ اس کا جواب کیا ہے؟

جواب۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے لب مبارک سے یہ الفاظ نکلے :۔ قرآن میں نہیں تو کیا ہوا۔ جب اس کائنات کے حاکم ' رحمتہ للعالمین رؤف رحیم کے لب مبارک سے یہ کلمات نکلے تو نماز بن گئے۔ قرآن بن گئے۔ حدیث بن گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی آنکھیں اللہ کی آنکھیں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے کان اللہ کے کان ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے پاؤں اللہ کے پاؤں ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے لب مبارک اللہ کے لب مبارک ہیں۔ اس لئے جو الفاظ نکلے وہ شریعت ہے۔ وہ نماز ہے۔ وہ حدیث ہے۔ وہ قرآن ہے۔

رسول کی بات چیت قرآن ہے :۔

قرآن حکیم کی آیات پر غور کریں تو معلوم ہو گا کہ اللہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے محو گفتگو ہے۔ کبھی کہتا ہے دیکھ (انظر) کبھی کہتا ہے (قل) یہ کہہ دو کبھی کہتا ہے (الم تر) کیا تو نے یہ دیکھا۔ کبھی کہتا ہے (وربک) تیرے رب کی قسم کبھی کہتا ہے۔ تو میری قسم کھالے (قل بلی وربی)۔ پھر محبوب کبھی کہتا ہے یا رب۔ غرضیکہ اس کو سمجھنے کے لئے بصیرت چاہئے جو صرف اور صرف در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے ہی ملتی ہے۔

شب معراج کی باتیں

قارئین کرام :۔ اللہ تعالی نے اپنے محبوب اور ہمارے آقا ﷺ کو شب اسریٰ بلایا۔ اپنا دیدار کرایا اور ہمکلامی کا شرف بخشا۔ اسکا تفصیلی ذکر سورۃ بنی اسرائیل اور سورۃ نجم میں موجود ہے۔

دیدار الٰہی کے قائلین کے دلائل

۱ . عن ابن عباس ما کذب الفؤاد مارایٰ ولقدراہ نزلۃ آخری قال راہ بفوادہ مرتین. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابن عباس نے ان آیات کے بارے میں فرمایا کہ حضور نے اپنے رب کا دیدار اپنے دل کی آنکھوں سے دو مرتبہ کیا۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں قال ابن عباس رای محمد ﷺ ربہ۔ قال عکرمۃ قلت الیس اللہ یقول لاتدرک الا ابصار وھوید رک الابصارقال ویحدہ ذات اذا تجلی بنورہ الذی ھونورہ، وقد رای ربہ مرتین۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ سلم نے اپنے رب کا دیدار کیا۔ عکرمہ (آپ کے شاگرد) کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ کیا اللہ تعالی کا یہ ارشاد نہیں لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار کہ آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں۔ آپ نے فرمایا افسوس تم سمجھے نہیں یہ اس وقت ہے جبکہ وہ اس نور کے ساتھ تجلی فرمائے جو اس کا نور ہے حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "ابن عمر دریں مسئلہ مراجعت بوے کردہ پرسید کہ ھل رای محمدربہ پس وے گفت نورا پس ابن عمر تسلیم نمودہ وقطعا براہ تردد وانکار نرفتہ۔" (اشعۃ اللمعات چہارم ص ۴۳۱)

ترجمہ: حضرت ابن عمر نے حضرت ابن عباس سے اس مسئلہ کے بارے میں رجوع کیا اور پوچھا کیا حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار کیا پس ابن عباس نے جواب دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار کیا۔ حضرت ابن عمر نے ان کے اس قول کو تسلیم کیا اور تردد وانکار کا راستہ اختیار نہیں کیا۔

۲۔ علامہ بدرالدین عینی شرح بخاری میں مندرجہ ذیل روایات نقل کرتے ہیں:

روی ابن خزیمه باسناد قوی عن انس قال رای محمد ربه وبه قال سائر اصحاب ابن عباس و کعب الاحبار والزهری وصاحبه معمر.

ترجمہ: ابن خزیمہ نے قوی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے کہا حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے رب کو دیکھا۔ اسی طرح ابن عباس کے شاگرد، کعب احبار، زہری اور معمر کہا کرتے تھے۔

۳۔ اخرج النسائی باسناد صحیح و صححه الحاکم ایضامن طریق عکرمة عن ابن عباس اتعجبون ان تکون الخلة لا براهیم والکلام لموسی والرویة لمحمد صلی الله تعالی علیه وسلم

یہ روایت نسائی نے سند صحیح کے ساتھ اور حاکم نے بھی صحیح سند کے ساتھ عکرمہ کے واسطے سے حضرت ابن عباس سے نقل کی ہے۔ آپ کہا کرتے کہ کیا تم لوگ اس پر تعجب کرتے ہو کہ خلت کا مقام ابراہیم علیہ السلام کے لئے اور کلام کا شرف موسی علیہ السلام کے لئے اور دیدار کی سعادت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے لئے ہو۔

۴۔ امام مسلم حضرت ابوذر سے روایت کرتے ہیں: قال سالت رسول اللہ

صلی اللہ تعالی علیہ وسلم هل رايت ربك قال نورانی اراه۔ اس لفظ کو دو طرح سے پڑھا گیا ہے: نور انی اراه۔ پہلی صورت میں اس کا معنی یہ ہوگا: ابوذر کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے پوچھا کیا حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ نور ہے، میں اسے کیونکر دیکھ سکتا ہوں۔ دوسری صورت میں معنی یہ ہوگا وہ سراپا نور ہے میں نے اسے دیکھا۔

۵۔ مسلم کے اسی صفحے پر ایک روایت ہے: عن عبدالله بن شقيق قال قلت لابی ذرلو رايت رسول الله صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم لسالته فقال عن ای شئی کنت تساله قال كنت اساله هل رايت ربك قال ابوذر قد سالته فقال رايت نورا کہ میں نے نور دیکھا ہے۔ یہ روایت بھی دوسری توجیہہ کی تائید کرتی ہے۔

۶۔ حکی عبدالرزاق عن الحسن انه حلف ان محمد ارای ربه (عمدة القاری ص ۱۹۸ جلد ۱۹)
کہ حسن بصری اس بات پر قسم کھاتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار کیا۔

۷۔ واخرج ابن خزيمة عن عروه بن زبير اثباتاً عروہ بن زبیر سے ابن خزیمہ نے نقل کیا ہے کہ وہ بھی رویت کے قائل تھے۔

جسمانی معراج

۴۔ احادیث مشہورہ متواترہ بھی اسی پر شاہد ہیں کہ آپ کی ذات بابرکات کو معراج جسمانی ہوئی چنانچہ بخاری و مسلم و ابوداؤد و ابن ماجہ و شفا قاضی عیاض وغیرہ کتب احادیث میں ان صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایات مذکور ہیں۔

۱۔ ابی ابن کعب ۲۔ اسامہ بن زید ۳۔ انس بن مالک ۴۔ بریدہ
۵۔ بلال بن حمامہ ۶۔ بلال بن سعد ۷۔ جابر بن عبداللہ
۸۔ حذیفہ بن الحیاۃ ۹۔ سمرہ بن جندب ۱۰۔ سہل بن سعد ۱۱۔ شداد بن دوسی
۱۲۔ حبیب بن سنان ۱۳۔ عبداللہ بن عباس ۱۴۔ عبداللہ بن عمر بن خطاب
۱۵۔ عبداللہ بن عمرو ۱۶۔ عبداللہ بن زبیر ۱۷۔ عبداللہ بن اوفی
۱۸۔ عبداللہ بن سعد ۱۹۔ عبداللہ بن مسعود ۲۰۔ عبدالرحمٰن بن عابس
۲۱۔ عباس بن عبدالمطلب ۲۲۔ عثمان بن عفان ۲۳۔ علی بن ابی طالب
۲۴۔ عمر بن خطاب ۲۵۔ مالک بن صعصعہ ۲۶۔ ابو بکر صدیق
۲۷۔ ابوالحمراء ۲۸۔ ابو ایوب انصاری ۲۹۔ ابوہریرہ
۳۰۔ ابو الدرداء ۳۱۔ ابوذر غفاری ۳۲۔ ابو سعید الخدری ۳۳۔ ابوسفیان
۳۴۔ ابو سلمہ ۳۵۔ ابو سلمی الراعی ۳۶۔ ابو یعلی الانصاری
۳۷۔ اسماء بنت ابی بکر ۳۸۔ ام المومنین عائشہ رضوان اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین
۳۹۔ ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم

اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم محو گفتگو

فاوحی الی عبدہ مااوحی

فاوحی الی عبدہ ما اوحی کی تفاسیر:

(۱)۔ حضرت کاشفی رحمتہ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا کہ بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ بہتر ہے کہ ہم اس کے درپے نہ ہوں خدا جانے اور مصطفے صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم۔

(۲)۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اس کے متعلق جو روایت میں آیا ہے اتنا قدر بیان کرنے میں حرج نہیں۔ تفسیر جواہر (مصنفہ کاشفی رحمتہ اللہ علیہ) میں تفصیل سے عرض کیا گیا ہے یہاں صرف تین وجوہ پر اکتفا کیا جاتا ہے:

۱۔ وحی کا مضمون یہ تھا کہ اے محبوب محمد (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) اگر میں آپ کی امت سے عتاب کرنے کو دوست نہ رکھتا تو ان سے حساب نہ لیتا یعنی ان سے حساب لینا بھی میری محبت کی دلیل ہے کہ میں ان کو عتاب کروں گا تو بھی ان سے میری محبت کی دلیل ہے اگر ان سے محبت نہ ہوتی تو کبھی ان سے حساب نہ لیتا۔

۲۔ ایا محمدانا وانت وما سوی ذالك خلقته لا جلك (روح البیان ص ۲۲ ج ۹) وتفسیر احمدی ص ۲۲۹

ترجمہ:۔ اے محبوب (محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) میں اور تو ان کے ماسوا جو کچھ ہے وہ میں نے صرف آپ کے لئے پیدا کیا ہے۔

اس کا حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے جواب عرض کیا:

انت وانا وما سوی ذلك ترکته لا جلك

ترجمہ: تو اور میں اس کے سوا باقی سب کچھ میں نے تیرے لئے چھوڑا۔

۳۔ اے حبیب صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم آپ کی امت میری طاعت بجا لاتی ہے لیکن گناہ بھی کرتی ہے ان کی اطاعت تو میری رضا کے لئے ہے لیکن ان کی معصیت میری قضا ہے جو عمل ان کا میری رضا کے لئے ہوگا اگرچہ تھوڑا اور کمی کے ساتھ سہی وہ میں ان سے قبول کرلوں گا اور وہ برائی جو میری قضاء سے ان سے سرزد ہوئی ہے اگرچہ بہت زیادہ سہی تب بھی انہیں معاف کروں گا اسی لئے کہ میں رحیم ہوں۔

۴۔ بعض نے کہا کہ اس وحی کا مضمون یہ تھا کہ

ان الجنة محرمة علی الانبیاء حتی تدخلها وعلی الامم حتی تدخل امتك (روح البیان ص ۲۲۱ ج ۹)

ترجمہ:۔ انبیاء علیہم السلام پر بہشت کا داخلہ بند ایسے ہی ان کی امتوں پر یہانتک کہ آپ کی امت اس میں داخل نہ ہو۔

۵۔ بعض نے کہا کہ اس کا مضمون یہ تھا کہ مخلوق سے ناامید ہو جاؤ کیونکہ ان کے ہاتھ میں کچھ نہیں اور میری صحبت اختیار کر اس لئے تمہارا لوٹنا میرے ہاں ہے اور دنیا سے دل کو نہ لٹکاؤ کیونکہ میں نے تمہیں اس کے لئے پیدا نہیں کیا۔

۶۔ بعض نے کہا وہ وحی یہ تھی کہ دنیا میں گزارو جیسے چاہو بالآخر تم نے مرنا ہے اور جس سے محبت چاہے محبت کرلو بالآخر اسے چھوڑنا اور اس سے جدا ہونا پڑے گا اور جو چاہو عمل کرلو اس پر تمہیں جزاؤ سزا ملے گی

بعض نے وہ وحی الم یجدك یتیما فاوٰی . تا - ورفعنا لك ذكرك ہے۔

امت کی شکایات

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ شب معراج اللہ تعالی نے متعدد شکایات کیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

(۱)۔ میں نے تو انہیں کل کا مکلف نہیں بنایا لیکن وہ مجھ سے کل کی روزی کا بھی مطالبہ کرتے ہیں۔

(۲)۔ میں نے ان کا رزق غیروں کے سپرد نہیں کیا لیکن وہ میرے کام کو دوسروں کے سپرد کرتے ہیں۔

(۳)۔ رزق میرا کھاتے ہیں لیکن شکر میرے غیر کا کرتے ہیں میری خیانت کرتے ہیں لیکن میرے غیر سے صلح رکھتے ہیں۔

(۴)۔ عزت صرف میرے پاس ہے اور میں انہیں عزت دیتا بھی ہوں لیکن میرے غیر سے عزت طلب کرتے ہیں۔

۵۔ میں نے جہنم تو کافروں کے لئے تیار کی ہے لیکن یہ کوشش کرتے ہیں کہ خود کو جہنم میں ڈالیں اور فرمایا کہ اے حبیب صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم امت کو فرمایئے کہ تم کسی کا احسان مند ہونا چاہتے ہو تو اس کا میں زیادہ لائق ہوں کہ میری تم پر ان گنت نعمتیں ہیں اور اگر تم زمین و آسمان میں کسی سے ڈرتے ہو تو اس کے لائق بھی میں ہوں اس لئے میں ہی کمال قدرت کا مالک ہوں اور اگر تم کسی سے امیدوار ہونا چاہتے ہو تو وہ بھی میں ہوں کہ میں تمہارے ظلم و جفا برداشت کر رہا ہوں اس کے باوجود کہ تم جفا کرتے ہو لیکن میں وفا کرتا ہوں اگر تم کسی کے لئے مال و جان نثار کرنا چاہتے ہو تو بھی اس کا میں ہی مستحق ہوں کیونکہ میں تمہارا معبود ہوں اگر تم کسی کو اپنے وعدہ کا سچا سمجھتے ہو تو بھی وہ میں ہوں اس لئے کہ میں ہی وعدے کا سچا ہوں۔

۶۔ بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے وحی میں فرمایا کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم میں آپ کی امت کو بہت زیادہ مال واسباب اس لئے نہیں دیتا کہ قیامت میں ان کا حساب و کتاب لمبا نہ ہو اور ان کی عمریں طویل اس لئے نہیں بنائیں تاکہ ان کے قلوب سخت نہ ہو جائیں اور طویل عمری سے نہ اکتا جائیں اور ان کو اچانک اس لئے نہیں مارتا تاکہ دنیا سے توبہ کے بغیر رخصت نہ ہوں اور دوسری امتوں سے انہیں اس لئے بعد کو پیدا کیا تاکہ انہیں قبور میں زیادہ مدت نہ ٹھہرنا پڑے۔

۷۔ بعض نے کہا اس وحی سے وہی مراد ہے جو احادیث میں ہے اور قیامت کی ہولناکیاں جو احادیث واخبار میں مروی ہیں وغیرہ وغیرہ اسی لئے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم ہنستے کم اور روتے بہت۔

تفسیر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ:۔ سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فاوحی الی عبدہ الخ سے وہ وحی مراد ہے جو بلاواسطہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو فرمائی اس لئے کہ اس میں کچھ وضاحت نہیں کہ کیا وحی کی یہ ایک راز ہے جو صرف وہی جانتا ہے جس نے دیا اور جس نے لیا آخرت میں ظاہر ہوگا جو امت کے لئے آپ کو اذن شفاعت ہوگا۔

البقلی قدس سرہ کی تفسیر:۔ حضرات امام رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس وحی خفی کا راز عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک مخلوق میں سے کوئی بھی نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو کیا وحی کی کیونکہ محبوب و محبّ کے درمیان ایک راز ہوتا ہے جس سے سوائے ان کے اور کوئی آگاہ نہیں ہوتا۔

دیدار مصطفے کے لئے ملائکہ کا اللہ تعالیٰ سے اجازت مانگنا

شب معراج

واخرج عبد ین ' حمید ' عن ' سلمة ' بن ' و هرام ' اذ یغشی السدرة ما یغشی قال استاذنت الملائکه الرب تبارک وتعالی ان ینظرو الی النبی صلی الله علیه وعلی آله وسلم

ملائکہ نے اللہ تعالیٰ سے حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو دیکھنے کی اجازت طلب کی۔

فاذن لهم فغیشت الملائکه السدرة لینظرو الی النبی صلی الله علیه وعلی آله وسلم

تو اللہ نے انہیں اجازت دے دی تو وہ سب سدرہ پر آ بیٹھے اور جمال محمد دیکھنے کے لئے سدرہ کو ڈھانپ لیا۔

شب معراج بعض قرآنی آیات کا نزول

اسی مقام دنی فتدلی پر قرآنی آیات وسور وحی کے طور پر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو عطا ہوئیں وہ آیات وسور یہ ہیں:

(۱) خواتیم سورۃ البقرۃ

(۲) سورہ والضحیٰ کے بعض آیات

(۳) سورہ الم نشرح کے بعض آیات (الم نشرح لك صدرك ووضعنا عنك وزرك تا ورفعنا لك ذكرك ہ

(۴) آیت: وهو الذی یصلی علیکم و ملائکته لیخرجکم من الظلمات الی النور (الاحزاب)

کلام واسطہ کے بغیر۔ یہ وحی بلا واسطہ ملائکہ تھی اور بلا واسطہ کلام خطاب کا مقتضی ہے اس معنے پر اللہ تعالے نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ

وسلم کے ساتھ بلاواسطہ کلام فرمایا جیسے موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر بلاکیف اور از ہر طرف کلام سنی ایسے ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے بلا کیف اور از ہر جانب کلام سنا:

حضور علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کو سر کی آنکھوں مبارکہ سے دیکھا

۱۔ امام نووی نے لکھا ہے۔

اکثر علماء کے نزدیک راجح یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے اپنے رب تعالےٰ کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا۔

۲۔ فقیر (اسماعیل حقی) کے نزدیک اس سر روح سے دیکھا جو حضور علیہ السلام کے جسم اقدس میں ہے اس لئے کہ آپ کے جسم کا ہر جز سمع تھا آپ کی بصر و بصیرت ایک تھی اسی لئے بلاکیف

آپ نے ہر دونوں (بصر وبصیرت) سے دیکھا۔

لیلۃ المعراج کی آیت:۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو شب معراج اللہ تعالےٰ نے فرمایا قف یا محمد فان ربک یصلی

(اے محمد (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) ٹھہریئے' آپ کا رب تعالیٰ صلوۃ پڑھتا ہے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے جواباً کہا:

ان ربی لغنی عن ان یصلی (میرا رب صلوۃ پڑھنے سے بے نیاز ہے)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

انا غنی عن ان صلی لا حدو انما اقول سبحانی سبحانی سبقت رحمنی غضبی اقراء یا محمد ھوالذی وصلی علیکم وملئکتہ الآیتہ فصل فی رحمۃ لك ولامتك۔

(میں کسی کی صلوۃ پڑھنے سے واقعی بے نیاز ہوں لیکن میں کہتا ہوں میرے لئے پاکی ہے میرے لئے پاکی ہے میری رحمت میرے غضب پر سبقت کر گئی ہے اے محمد (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) پڑھیے ھو الذی یصلی علیکم و ملئکتہ الایتہ میری صلوۃ کا معنی یہ ہے کہ میری رحمت آپ کے لئے اور آپ کی امت کے لئے ہے۔

ف:۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ آیت بلاواسطہ جبریل قاب قوسین کے مقام پر نازل ہوئی۔

دوسری روایت معراج۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا کہ میں جب ساتویں آسمان پر پہنچا تو مجھ سے جبرائیلؑ نے کہا:

"تھوڑی دیر ٹھہریئے آپ کا رب تعالی صلوۃ پڑھتا ہے۔"

میں نے کہا:

"کیا میرا رب صلوۃ پڑھتا ہے؟"

اس نے کہا: "ہاں!"

میں نے کہا: "وہ کیا پڑھتا ہے؟"

اس نے کہا: "وہ پڑھتا ہے:

سبوح قدوس رب الملائکہ و روح سبقت رحمتی غضبی

سورہ بقرہ کی آخری آیات کے فضائل

حدیث شریف: مروی ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم جب شب معراج سدرۃ المنتہی پہ پہنچے تو مندرجہ ذیل چیزیں عطا فرمائی گئیں۔

ف:۔ سدرۃ المنتہی چھٹے آسمان پر ہے۔ اور اسے اس لئے سدرۃ المنتہی کہتے ہیں کہ جب زمین والے اوپر کو اڑ کر جاتے ہیں تو پھر اس سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ بس یہیں تک ان کی رسائی ہوتی ہے۔ اسی طرح جو اوپر والی نوری مخلوق نیچے اترتی

ہے تو وہ بھی اس سے آگے نہیں بڑھ سکتی وہ بھی یہیں تک پہنچتے ہیں۔ انہیں اس سے نیچے آنے کی اجازت نہیں۔ اس لئے اللہ تعالے نے فرمایا: اذ یغشی السدرة ما یغشی۔

ف: حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: اس کا فرش سونے کا ہے۔

ف: سدرۃ المنتھی پر حضور علیہ السلام کو یہ تین چیزیں عطا ہوئیں:

(۱) پانچ نمازیں

(۲) سورہ بقرہ کی آخری آیات مبارکہ

(۳) آپ کی تمام امت (سوائے مشرکین کے) کی بخشش۔

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا:

"معراج کی رات میرے اللہ تعالے نے مجھے اپنے قریب کیا یہاں تک کہ میں عرش معلیٰ کے پایہ تک پہنچا تو میرے دل میں اللہ تعالے کی طرف سے القا ہوا کہ میں کہوں: (ثم الهمنی الله ان قلت) امن الرسول بما انزل اليه من ربه والمومنون كل امن بالله والملئكته وكتبه ورسله لا نفرق بين احد من رسله۔

یعنے یہود و نصاری کی طرح رسل کرام کے مابین تفرقہ نہیں کرتے۔

اللہ تعالے نے فرمایا کہ یہودیوں اور نصرانیوں نے کیا کہا (قال فما قالو قلت) میں نے جواب دیا کہ انہوں نے کہا: سمعنا وعصينا لیکن مومنوں نے کہا: سمعنا واطعنا

اللہ تعالے نے فرمایا: سچ کہتے ہو اے محبوب! صلى الله عليه وعلى آله وسلم' اب آپ منہ مانگی مانگیں' میں آپ کو عنایت کروں۔

فقلت میں نے کہا: ربنا لا تواخذنا ان نسينا او اخطانا۔

قال اللہ تعالے نے پھر فرمایا: میں نے آپ سے اور آپ کی امت سے خطاو نسیان اٹھالیا۔ بلکہ جو عمل ان کی طبع کو (قد رفعت عنك و عن امتك الخطا ولنسيان وما استكر هوا عليه) شاق گزرتا ہے وہ بھی۔

فقلت اس کے بعد میں نے کہا: ربنا ولا تحمل علينا اصرا كما حلمة على الذين من قبلنا ۔ یعنے اے اللہ! ہمیں یہود و نصاری کی طرح مشقت میں نہ ڈالنا۔

قال اللہ تعالے نے فرمایا: اے میرے محبوب! صلى الله عليه وعلى آله وسلم میں نے آپ کی امت کے لئے یہ بات مان لی ہے۔ لك ذلك ولا منتك

قلت اس کے بعد میں نے کہا: ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به

قال اللہ تعالے نے فرمایا: میں نے ایسا ہی کر دیا۔ (قال قد فعلت)

قلت اس کے بعد میں نے کہا: واعف عنا واغفرلنا وارحمنا انت مولنا فانصرنا على القوم الكفرين۔

قال اس کے بعد میں نے کہا: میں نے یہ بھی کر دیا۔

حضور صلى الله عليه وعلى آله وسلم نے ارشاد فرمایا:

حدیث شریف

"جو شخص سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں نماز عشاء کے بعد پڑھتا ہے۔ اسے ساری رات سے کفایۃً کریں گی یا قیامت کے حساب سے کفایت کریں گی۔"

شب معراج (فرشتوں کے سوالات کے جوابات)

اتانی اللیلة ربی فی احسن صورة ا آخر حدیث.

ایک رات میرا رب میرے پاس احسن صورت میں آیا۔ فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) میں نے عرض کیا مولا میں حاضر ہوں۔ فرمایا مقرب فرشتے کس میں جھگڑتے ہیں۔ میں نے کہا خبر نہیں (تو بہتر جانتا ہے) یہ تین بار فرمایا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) فرماتے ہیں میں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ اس نے اپنا دست رحمت میرے کندھوں کے بیچ رکھا حتی کے میں نے اس سے خوشی اور شادمانی کا اثر اپنے سینے میں محسوس کیا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) کو علم ہے کہ فرشتے کیا کہتے ہیں۔ ا۔ میں نے عرض کیا یا رب وہ کفارات کے متعلق باتیں کرتے ہیں۔ ۲۔ پوچھا کفارات کیا ہیں۔ ۳۔ میں نے عرض کیا موسم سرما میں اچھی طرح وضو کرنا۔ اور ہر عضو تک اچھی طرح پانی پہنچانا۔ ۴۔ دوم باجماعت نماز ادا کرنا۔ ۵۔ تیسرا ہر نماز ادا کرنے کے بعد اگلی نماز کا انتظار کرنا۔ ۶۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا۔ اے فرشتو! تمہیں مشکل کشا مل گیا جو بھی مشکل سوال ہے آپ (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) سے پوچھو۔ ۷۔ حضرت اسرافیل حاضر ہوئے پوچھا یا محمد مالکفارات۔ آپ (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) نے بتا دیا۔ ۸۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا صدقت یا محمد۔ پھر حضرت جبرائیلؑ حاضر ہوئے پوچھا یا محمد مالنجیات۔ آپ (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) نے فرمایا پوشیدہ اور اعلانیہ خدا سے ڈرنا۔ فقیری اور تونگری میں میانہ روی اور ناراضگی اور خوشی میں انصاف کرنا۔ ۹۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا صدقت یا محمد پھر حضرت میکائیلؑ حاضر ہوئے اور پوچھا یا محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ماالدرجات یعنی وہ چیز جسکی بدولت بندے کے اعمال بلند ہوں۔ کیا ہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) نے فرمایا بھوکے کو کھانا کھلانا۔ سلام کرنا۔ رات کو

جب لوگ سوئے ہوئے ہوں نماز پڑھنا۔ ۱۰۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا صدقت یا محمد۔ اسکے بعد حضرت عزرائیلؑ حاضر ہوئے پوچھایا محمد ماالمھلکات (بندوں کو ہلاک کرنے والی) آپ (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) نے فرمایا یعنی وہ بخیل جس کی لوگ اطاعت کریں جو کچھ بخیل انہیں کہتا ہے اس پر عمل کریں۔ نفسانی خواہش کی پیروی کرنا۔ اور خود کو نیک سمجھنا۔ ۱۱۔ اللہ تعالیٰ نے کہا صدقت یا محمدیہ مقرب فرشتے چار ہزار سال سے بحث کر رہے تھے مگر انہیں جواب نہیں مل رہا تھا۔ اور آپ (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) کا انتظار اللہ تعالیٰ نے کروایا۔ کہ محبوب آئے کیونکہ یہ حاکم کائنات کا کام ہے کہ اپنے مطیع مخلوق کے جھگڑے نپٹائے۔

قارئین کرام :۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صاحب کلی علم غیب ہیں۔ جن باتوں کا فرشتوں کو علم نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان باتوں کا علم اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا اور پھر شب معراج شان محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بلندی دکھائی۔

یہ ہے محبوبیت۔ مقام رسالت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

یانبی۔یارسول (صلی اللہ علیہ وسلم)

۱۔ یایها الرسول لا یحزنك الذین یسارعون فی الکفر ۵/۴۱

۲۔ یایها الرسول بلغ ماانزل الیك من ربك ۵/۶۷

۳۔ یایها النبی حسبك الله ومن اتبعك من المومنین ۸/۶۴

۴۔ یایها النبی حرض المومنین علی القتال ۸/۶۵

۵۔ یایها النبی قل لمن فی ایدیکم ۸/۷۰

۶۔ یایها النبی جاهد الکفار والمنفقین ۹/۷۳، ۶۶/۹

۷۔ یایها النبی اتق الله ۳۳/۱

۸۔ یایها النبی قل لا زواجك ۳۳/۲۸

۹۔ یایها النبی انا ارسلنك شاهدا ۳۳/۴۵

۱۰۔ یایها النبی انا احللنا لك ۳۳/۵۰

۱۱۔ یایها النبی قل لا زواجك ۳۳/۵۹

یا سے خطاب:۔

(الف) اوپر والی آیات سے ظاہر ہوا کہ "یا" سے پکارنا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔
اللہ تعالیٰ نے یارسول اللہ دو دفعہ کہا اور یا نبی تیرہ دفعہ کہا۔

(ب)۔ یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بلانے والی احادیث پاک کی تعداد ۱۱۲ ہے جو کہ تقریباً ڈیڑھ سو کتابوں میں ملتی ہیں۔ جن احادیث پاک کے درمیان یا آخر میں لفظ "یا محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) آتا ہے ان کی تعداد بے شمار ہے۔

(ت)۔ "یا" کے طریقہ پر پکارنا شرک کیسے ہو سکتا ہے جبکہ یہ سنت الٰہی ہے۔

(ث)۔ حشر کے میدان میں دوزخی اسی "یا" کے لفظ سے جنتی لوگوں کو مدد کے لئے پکاریں گے۔ کہ "یا فلاں" میں نے تمہیں پینے کے لئے پانی دیا تھا۔ اب تم مجھے دوزخ میں گرنے سے بچالو۔ چنانچہ اس جنتی کی شفاعت سے یہ بخشا جائے گا۔

شفاعت کے منکر مولوی صاحب۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پاک بھی پڑھا کرو ویسے تو تم اپنے آپ کو اہل حدیث کہلواتے ہو۔

فرشتے دربانی کرتے ہیں

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے بطاخ مکہ میں باہر لے گئے حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے مجھے وہاں بٹھادیا اور میرے اردگرد دائرہ کھینچ دیا اور فرمایا کہ اس دائرہ سے باہر نہ نکلنا۔ تمہارے پاس آدمی آئیں گے ان سے بات نہ کرنا اور وہ بھی تجھ سے بات نہیں کریں گے۔ یہ کہہ کر حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم تشریف لے گئے اور میں وہاں بیٹھا رہا۔ اچانک میں نے آدمیوں کو آتے دیکھا۔ میرے نزدیک آتے تو دائرہ میں داخل ہوئے بغیر حضور علیہ السلام کی طرف چلے جاتے۔ آدھی رات گزری تو حضور علیہ السلام واپس تشریف لائے اور میرے زانو پر سر انور رکھ کر سو گئے۔ اچانک میری نظر ایسے آدمیوں پر پڑی جو لباس فاخرہ میں ملبوس تھے اور حسن وجمال وخوبی میں بے مثال تھے۔ ان میں سے بعض حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے سرہانے بیٹھ گئے اور بعض حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے پاؤں کی طرف۔ پھر ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہوئے کہنے لگے: ”ایسا غلام جو اس رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو عطا ہوا ہے کسی کو بھی عطا نہ ہوگا۔ ان کی آنکھیں سو رہی ہیں لیکن دل بیدار ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی بادشاہ نے محل بنوایا۔ اس میں دستر خوان بچھایا اور پھر لوگوں کو دعوت خورد ونوش دی جس کو اس نے اجازت بخشی وہی اس کے ماکول ومشروب سے مستفیض ہوسکا اور جس کو اجازت نہ ملی وہ ہدف عذاب وعتاب بنا۔“ یہ کہہ کر وہ چلے گئے اور رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم بیدار ہوئے۔ آپ نے پوچھا جو وہ کہہ گئے ہیں تو نے سنا ہے؟ کچھ پتہ چلا وہ کون ہے؟ میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم دانا تر ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: وہ فرشتے تھے جو انہوں نے مثال دی ہے وہ یوں ہے کہ خدا تعالیٰ نے بہشت پیدا کیا اور انسانوں کو وہاں آنے کی دعوت دی، جسے اس نے چاہا بہشت میں داخل ہونے دیا اور جسے اجازت نہ بخشی وہ معذب ومعتوب ہوا۔

جنات کا ایمان لانا

ایک روایت میں یہ کہ جب حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پا پیادہ طائف تشریف لے گئے اور طائف والوں کو دعوت اسلام دی مگر انہوں نے قبول نہ کیا۔

واپسی میں حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم "وادی نخلہ" میں پہنچے (وادی نخلہ ایک مقام کا نام ہے جو مکہ مکرمہ کی ایک منزل کی مسافت پر واقع ہے) وہاں آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے ایک شب قیام فرمایا جب آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے رات میں نماز کے لئے قیام فرمایا تو شہر نصیبین (جو ملک شام میں ہے) کے سات جن اور ایک روایت میں نو جنوں نے آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی تلاوت کی آواز سنی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا نماز میں قرآن کریم کی تلاوت کرنے کے بارے میں واذ صرفنا الیك نفرا من الجن یستمعون القرآن کی آیۂ کریمہ اس طرف مشیر ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو جنات کی یہ جماعت حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے سامنے ظاہر ہو کر آئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے انہیں ایمان کی دعوت دی۔ اور وہ ایمان لے آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے حکم سے اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے۔ جب وہ اپنی قوم میں پہنچے تو انہوں نے کہا یا قومنا انا سمعنا کتابا انزل من بعد موسیٰ۔ مواہب لدنیہ میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے کچھ اور ہی روایت منقول ہے جس کے مطابق جنات کے کچھ لوگوں نے قرآن کریم سنا لیکن وہ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے سامنے ظاہر ہو کر موجود نہ ہوئے اور اس مرتبہ انہوں نے

صرف قرآن کی سماعت پر ہی اکتفا کیا۔ پھر وہ اپنی قوم کی طرف گئے اس کے بعد فوج در فوج جنات کی قوم آنے لگی۔ اور ٹولیوں کی ٹولیاں بکثر قرآن کریم سننے کے لئے آتیں اور ایمان لاتیں رہیں۔ مگر وہ ظاہر ہو کر سامنے نہیں آئے نادیدہ حلقہ اسلام میں داخل ہوئے۔ منقول ہے کہ حرم کے نزدیکی درختوں میں سے ایک درخت نے حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے کلام کیا اور اس نے خبر دی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم جنات کی قوم آپ سے ملاقات کے لئے آئی ہوئی ہے جو مقام "حجون" میں ٹھہری ہوئی ہے حجون ایک مقام کا نام ہے جو مکہ مکرمہ کی بلندی میں واقع ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اُن کے استقبال کے لئے مکہ مکرمہ سے باہر تشریف لائے اور حضرت ابن مسعودؓ کو اپنے ہمراہ لیا۔ اور مقام "حجون" پہنچے جب آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم حجون کی کھائی میں اترے تو اپنی انگشت مبارک سے زمین پر ایک دائرہ کھینچا اور حضرت ابن مسعودؓ سے فرمایا اس دائرے سے باہر قدم نہ نکالنا تاکہ کوئی آفت تمہیں نہ پہنچے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نماز میں مشغول ہوئے اور نماز میں سورہ طٰہٰ کی تلاوت فرمائی ایک روایت میں بارہ ہزار اور ایک روایت میں چھ ہزار جنات حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے۔ نماز کے بعد ان سب کو دعوت اسلام دی اور سب مسلمان ہو گئے۔

مروی ہے کہ جنات کی قوم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے نبوت پر گواہی مانگی تو ایک درخت کو جو اس وادی کے کنارے کھڑا تھا حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اپنے قریب بلایا وہ سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم)

مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا جنات نے اپنے اور اپنے جانوروں کے کھانے کے لئے مجھ سے توشہ مانگا ہے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے جنات کے لئے استخواں یعنی ہڈیاں اور ان کے چوپایوں کے لئے سر گین مقرر فرمائی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے جنات سے فرمایا جب تم ہڈیوں کے لے کر خدا کا نام لو گے تو حق تعالیٰ اس پر اتنا گوشت پیدا فرما دے گا کہ تم سیر ہو جاؤ گے اور جب تم اپنے چوپایوں کے لئے سر گیں لو گے تو حق تعالیٰ اس میں دانے اور غلے پیدا فرما دے گا۔ اسی بنا پر شریعت میں ہڈی اور سر گین سے استنجا کرنا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

جنات کے حالات سے آگاہی۔ حضرت مسروق رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے جن قرآن سنتے تو آپ ان کے حال سے کیسے آگاہ ہو جاتے۔ آپ (مسروقؒ) نے ایک صحابی سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو جنوں کے احوال سے ایک درخت اطلاع کرتا تھا۔

جنات بعثت اور نزول قرآن کی گواہی دیتے ہیں:۔ حضرت ذباب بن حارثؓ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں میرے پاس ایک بت تھا جسے میں پوجا کرتا تھا۔ میرا ایک جن بھی دوست تھا جو عرب کی خبریں یمن میں لیجایا کرتا تھا ایک دن میں اپنے بت کے سامنے سویا ہوا تھا کہ اچانک اس جن نے آواز دی:

یاذباب یا ذباب اسمع العجائب بعث محمد بالکتاب یدعوا بمکة فلا یحاب وھو صادق غیر کذاب۔ "اے ذباب! عجیب وغریب بات سنو محمد علیہ السلام قرآن کریم لے کر مبعوث ہوئے ہیں جو اہل مکہ کو حق کی دعوت دیتے ہیں لیکن اہل مکہ اسے قبول نہیں کرتے۔ جناب محمد کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم یقیناً سچے ہیں کاذب نہیں ہیں۔"

حضرت ذباب کہتے ہیں کہ اس وقت مجھے سخت تعجب ہوا۔ میں نے باہر نکل کر اپنی قوم سے بات کی تو اچانک ایک آنے والے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی آمد کی خبر دی۔ میں نے اپنے بت کو پاش پاش کر دیا اور اونٹ پر سوار ہو کر حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ جب میں نے آپ کو دیکھا تو گویا ایسی ذات کو دیکھا جس کا مثیل میں نے کبھی بھی نہیں دیکھا تھا کہ آپ کی جبین مبارک سے نور چمک رہا تھا۔ میں آپ کے نزدیک پہنچا تو آپ نے فرمایا: ں کیسے آئے ہوائے ذباب؟ میں نے عرض کی: حضور آپ کے ارشاد کی تعمیل کے لئے آیا ہوں۔ آپ نے مجھے اس جن اور بت کا تمام قصہ سنایا۔ میں نے " اشھد انك رسول الله" کہا تو آپ نے فرمایا: پہلے اشھد ان لا الہ الا کہو، پھر اشھد انك رسول الله کہنا۔

قارئین کرام :۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق انی رسول الله الیکم جمیعا جنوں کی مخلوق کے بھی آپ ﷺ رسول ہیں۔ ان میں سے مومن بھی ہوتے ہیں اور کافر بھی ہوتے ہیں۔ انسانوں کی طرح ان کا بھی حساب کتاب ہو گا۔ اور اجر و بدلہ کا ملہ ہو گا ـــــ بد کردار جہنم میں جائیں گے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔

(لقد ذرانا لجھنم کثیرا من الجن والانس)

شیاطین کے لئے رحمت

رحمت برائے شیاطین۔ جب اللہ تعالیٰ نے شیطان لعین کو لعنتی قرار دیا تو ایک زبردست فرشتہ اس پر مسلط کر دیا تاکہ اس کی گردن پر مکے مارتا رہے ان مکوں سے ابلیس چلاتا تھا اس کے چہرے پر طمانچہ کا نشان دوسرے دن تک نظر آتا حتی کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم دنیا میں تشریف فرما ہوئے اور وما ارسلنك الا رحمة للعالمين کی آیۂ کریمہ نازل ہوئی تو ابلیس نے رو کر بارگاہ خدوانذی میں عرض کی میں بھی عالمین میں سے ہوں مجھے رحمت سے کچھ حصہ ملنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کو حکم دیا کہ آج کے بعد اس ملعون پر مکے نہ مارے جائیں اس طرح اسے بھی رحمت رسالت مآب سے کچھ حصہ ملا۔

نور شفاعتِ تو اگر پرتوے زند
ابلیس را زظلمت عصیاں دہد خلاص

نکتہ:۔ اے درویش! جب شیطان لعین کو رحمت دوعالم کی رحمت سے نجات عذاب ہو سکتی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر ایمان لانے والے مومن عارف کو حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی محبت اور متابعت کے بدلے دوزخ کے شعلوں سے کیونکر نجات نہ ملے گی۔ اللہ کے کرم سے یہ بات بعید نہیں ہے کہ وہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو رحمت رسالت کا حصہ ملے۔

حضور علیہ السلام اور ابلیس کے مقابلہ کی داستان۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا کہ ابلیس ایک نار کا شعلہ لیکر میرے منہ آگے آنا چاہا۔ میں نے تین بار پڑھا اعوذ باللہ منک" پھر میں نے کہا تجھ پر اللہ تعالیٰ کی کامل لعنت ہو۔ یہ بھی تین بار کہا۔ لیکن وہ

باز نہ آیا پھر میں نے اسے پکڑ لینے کا ارادہ کیا بخدا اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو میں اسے باندھ دیتا۔ صبح کو مدینہ طیبہ کے چھوٹے چھوٹے بچے اس سے کھیلتے۔

(شیطان کا تخت) مروی ہے کہ ابلیس شیطان کا بحر اخضر میں تخت لگا رہتا ہے اس کے ارد گرد شیاطین کھڑے رہتے ہیں۔ جو سب سے زیادہ شریر ہوتا ہے وہی ابلیس کے قریب تر ہوتا ہے ہر ایک کی کاروائی کی روزانہ خود دیکھتا سنتا ہے اور خود سوائے بڑی شرارتوں کے اور کہیں نہیں جاتا۔ اور چونکہ حضور علیہ السلام کا مقابلہ اس کی ذرات کے بس کا نہیں اس لئے ان کے لئے خود شرارت کرتا ہے اگرچہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔

انبیاء کرام شیطان سے محفوظ۔ گنہگار سے شیطان راضی ہوتا ہے اس لئے وہ حزب الشیطان میں داخل ہے اور نیکوکار سے رحمان راضی اور وہ حزب اللہ میں داخل ہیں۔ رسول فرشتوں سے افضل ہیں قرآن فرمارہا ہے ان اللہ اصطفی آدم ونوحا وال ابراهیم وال عمران علی العلمین جس سے معلوم ہوا کہ سارے پیغمبر تمام جہان سے افضل اور جہاں میں فرشتے بھی داخل ہیں۔ لہذا نبی فرشتوں سے افضل اور فرشتے یقیناً گناہوں سے معصوم ان کی شان میں رب فرمارہا ہے لا یعصون اللہ یعنی فرشتے کبھی گناہ نہیں کرتے اب اگر نبی گناہ کریں تو درجے میں فرشتوں سے کم ہو جائیں گے کیونکہ قرآن فرمارہا ہے ام نجعل المتقین کالفجار جس سے معلوم ہوا کہ متقی گنہگار کے برابر نہیں ملائکہ تو متقی ہیں اگر نبی ایک آن کے لئے کے فاسق بن جائیں تو ملائکہ کے برابر نہ رہیں گے قرآن کریم سے ثابت ہے کہ رب نے شیطان سے فرمایا تھا کہ میرے

خالص بندوں پر تیرا داؤ نہ چلے گا شیطان نے بھی کہا تھا کہ تیرے سارے بندوں کو گمراہ کر دوں گا سوائے تیرے خالص بندوں کے صالح علیہ السلام نے بھی فرمایا کہ اے لوگو جس بات سے میں تم کو روکوں اس کو خود کرنے کا کبھی خیال بھی نہ کرنا فرماتے ہیں وما ارید ان اخالفکم الیٰ ما انھکم عنه جب رب کہے کہ میرے نبیوں پر شیطان غالب نہیں آسکتا انبیاء بھی فرمائیں کہ ہم گناہ کا ارادہ بھی نہیں فرماتے شیطان بھی کہے کہ پیغمبروں پر میرا داؤں نہیں چلتا۔ اب جو شخص ان کو گنہگار مانے وہ شیطان سے بھی بدتر ہے لہذا جو حدیثیں ایسی ملیں جن سے پیغمبروں کے گناہ ثابت ہوں وہ قابل قبول نہیں اور جن آیات سے ان کے گناہ کرنے کا دھوکہ پڑتا ہے ان کی توجیہ یا تاویل ضروری ہے تاکہ قرآنی آیتوں کے ترجمے اور مفہوم میں تعارض واقع نہ ہو۔

جن کی شہادت۔ بتوں کی گواہی

شیطان کے پوتے ھامہ کا بارگاہ نبوی میں حاضر ہونا (حجتہ اللہ علی العالمین ص ۱۸۳۔ ۱۸۴ حیوۃ الحیوان ص ۳۷۱ ج ۱)

علامہ یوسف نبہانی اور علامہ کمال الدین دمیری علیہما الرحمتہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ مکہ مکرمہ کے پہاڑوں کے باہر حضور پرنور صلی الله علیه وعلی آله وسلم کی خدمت اقدس میں میں موجود تھا کہ اچانک ایک بڈھا شخص عصا کا سہارا لئے ہوئے ہماری طرف آرہا تھا۔ حضور صلی الله علیه وعلی آله وسلم نے فرمایا اس کی رفتار جنوں کی سی ہے اس نے قریب آکر سلام کیا تو آپ نے فرمایا اسکی آواز جنوں کی سی ہے۔ تو اس نے عرض کیا آپ نے سچ فرمایا۔ آپ صلی الله علیه وعلی آله وسلم کے استفسار پر اس نے عرض کہ میں ھامہ بن لاقیس بن ابلیس ہوں۔ آپ صلی الله علیه وعلی آله وسلم نے اس کی عمر کے متعلق پوچھا تو اس نے عرض کی

بہت کم عرصہ زندگی بسر کی ہے جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تو میں چند سال کا
تھا میں پہاڑوں میں لوگوں پر سوار ہو کر ان سے کھیلا کرتا تھا تب حضور صلی اللہ
علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا بہت برا کام ہے۔ ھامہ نے عرض کی یارسول
اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مجھے ملامت سے معاف فرمایئے میں
حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان لایا ان کے دست پاک پر توبہ کی حضرت ہود علیہ
السلام سے ملا ان پر ایمان لایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ حضرت یوسف علیہ
السلام حضرت موسیٰ علیہ سلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملا ان پر ایمان لایا۔
انہوں نے کہا پس اگر تم ان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے ملو
تو ان کو میرا اسلام عرض کرنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے پوچھنے
پر اس نے حاجت بیان کی بیشک حضرت موسیٰ نے مجھے تورات سکھائی۔ حضرت
عیسیٰ علیہ سلام نے مجھے انجیل آپ مجھے قرآن پاک سکھادیں جو کہ سکھائی گئیں۔

ایمان سواد بن قارب۔ نے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا "ایک دن
میں نیم خوابی کے عالم میں تھا کہ ایک جن میرے پاس آیا۔ پاؤں سے ٹھوکر مار کر
کہنے لگا۔ اٹھو اور باہوش ہو کر میری چند باتیں سنو۔ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ
وعلی آلہ وسلم کا ظہور ہو چکا ہے وہ خدا کی عبادت کا حکم دیتے ہیں۔ میں نے کہا
مجھے سونے دو۔ دوسری رات وہ پھر آیا۔ تیسری رات وہ پھر آیا میں نے وعدہ کیا کہ
میں صبح مدینہ جاؤں گا۔ میں گیا وہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ
وسلم جلوہ افروز تھے میں نے سلام کرتے ہوئے عرض کیا مجھے نصیحت فرمائیں
آپ نے مجھے وہی اشعار سنائے جو میں خواب میں سن چکا تھا۔ (شواہد النبوہ فارسی ص
۲۰۱ حجتہ للہ علی العالمین ص ۸۱۔۱۸۲، دلائل النبوۃ بیہقی)

مدینہ منورہ میں بعثت کی سب سے پہلی خبر۔ایک عورت کے ذریعہ تھی۔مدینہ منور کی رہنے والی تھی اس پر جن عاشق تھا۔وہ پرندہ کی شکل میں آیا اور اس کے گھر کی دیوار پر بیٹھ گیا اس عورت نے کہا کہ نیچے آؤ تو اس نے کہا اب میں تمہارے پاس نہیں آؤں گا کیونکہ بیشک مکہ مکرمہ کی سرزمین میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مبعوث ہوئے ہیں جنوں نے ہمارا مدینہ منورہ میں قیام ممنوع قرار دے دیا ہے اور زنا حرام قرار دیا ہے۔ تو اس عورت نے نبی پاک کی بعثت کی خبر سب کو سنائی۔(حجتہ اللہ علی العالمین ص ۱۸۳ مطبوعہ مصر)

پتھر اور درخت۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا جب مجھ پر وحی نازل ہونی شروع ہوئی تو ایسا ہوتا تھا کہ میں جس پتھر اور درخت سے گزرتا تو وہ اسلام علیک یا رسول اللہ کہتا۔

سواح نامی بت کی گواہی۔حضرت علامہ حاجی رحمتہ اللہ فرماتے ہیں راشد بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان میں نے کچھ تحائف سواح نامی بت کے پاس چڑھانے کے لئے گیا تو ایک بڑے بت سے آواز آئی۔" بڑا تعجب ہے اس نبی کی آمد جو عبدالمطلب کی اولاد سے ہے جس نے زنا سود اور بتوں کے نام پر ذبح کیے ہوئے کو حرام کیا اور آسمان کو محفوظ اور ستاروں کے ساتھ شیاطین کو مارا گیا۔ تعجب ہے۔" دوسرے بت سے آواز آئی "جسکی عبادت کی جاتی تھی اس کی عبادت چھوڑ دی گئی مبعوث کیا گیا ہے جو ایک نبی جو نماز پڑھتا ہے اور زکوۃ اور روزہ کا حکم دیتا ہے (شواہد النبوت فارسی ص ۱۰۷ حجتہ اللہ ص ۱۹۴ کتاب الوفا)

اصحاب کہف ایمان لائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر

اصحاب کہف مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی غلامی میں۔ امام ثعلبی کی تفسیر میں مرقوم ہے کہ اصحاب کہف کی ملاقات کا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو خیال ہوا آپ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا انہوں نے عرض کی کہ آپ انہیں اس عالم دنیا میں نہیں دیکھیں گے البتہ آپ اپنے پسندیدہ اصحاب کو بھیجکر اپنی دعوت اسلام سے انہیں نواز سکتے ہیں آپ نے فرمایا میں اپنے اصحاب کو ان کے ہاں کس طرح اور کن کو بھیجوں حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ اپنی چادر مبارک بچھایئے اور صدیق و فاروق اور علی المرتضی اور ابو الدرداء رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کو فرمایئے تا کہ وہ ہر ایک اسی کے ایک کونہ پر بیٹھ جائیں اور ہوا کو حکم فرمائیں تا کہ وہ انہیں اڑا کر غار تک پہنچا دے اور ہوا آپ کی فرمانبردار ہے جیسے تخت سلیمانی کو اڑا کر چلتی تھی آپ کے غلاموں کو بھی لے جائے گی حضور علیہ السلام نے اللہ تعالی سے دعا کی چنانچہ ہوا صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کو اڑا کر غار تک لے گئی انہوں نے غار سے ایک پتھر ہٹایا تو کتے نے جونہی روشنی دیکھی اول تو شور مچاتے ہوئے حملہ آور ہونے کی کوشش کی اس کے بعد جب صحابہ کرام کی شخصیت پر نگاہ ڈالی تو دم ہلا کر اصحاب کہف کے ہاں جانے کا اشارہ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اصحاب کہف کے قریب ہوئے اور کہا السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ؛ اللہ تعالی نے ان حضرات کی ارواح کو ان کے اجسام میں

واپس لوٹایا تو انہوں نے ان کے سلام کا جواب دیا صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے فرمایا اللہ تعالی کے پیارے نبی حضرت محمد بن عبداللہ صلی الله علیه وعلی آله وسلم نے آپ حضرات کو سلام بھیجا ہے اور اسلام کی دعوت بھی ان حضرات نے دعوت اسلام قبول کی اور عرض کی ہمارا ابھی بارگاہ رسالت میں سلام عرض کر دینا یہ کہہ کر پھر آرام گاہ میں چلے گئے حضرت امام مہدی جو حضور سرورعالم صلی الله علیه وعلی آله وسلم کے اہلبیت سے ہوں گے کے ظہور کے وقت زندہ ہوں گے اور امام مہدی ان پر سلام کہیں گے وہ ان کو سلام کا جواب دیں گے اس کے بعد بدستور آرام گاہ میں آرام فرمائیں گے اور قیامت میں ہی اٹھیں گے۔

(روح البیان پ۱۰ ص ۳۳۸)

قارئین کرام۔

رسول کریم ﷺ تمام کائنات جن وانس ملائکہ۔ حتی کہ تمام مخلوق کے رسول ہیں اور سب پر لازم ہے کہ رسول کریم ﷺ کی رسالت اقدس پر ایمان لائیں۔

امت محبوب صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی شان

حضرت موسی علیہ السلام نے امت محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی آوازیں سنیں

حضرت موسی علیہ السلام کی تمنا: حدیث شریف میں ہے کہ ایک دن حضرت موسی علیہ السلام کہیں جارہے تھے کہ اللہ تعالی سے آواز آئی اے موسیٰ (علیہ السلام) آواز کو سن کر موسی علیہ السلام دائیں بائیں دیکھا مگر کچھ نظر نہ آیا۔ اب تیسری بار گھبرائے۔ آواز میں اللہ تعالیٰ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایایا موسی بن عمر۔ انی انا اللہ لا الہ الا انا۔موسی (علیہ السلام) نے عرض کی لبیک یہ کہہ کر سجدہ ریز ہوئے اللہ تعالی نے فرمایااے موسی (علیہ السلام) سر اٹھالیجئے اور یاد رکھئے کہ اگر آپ قیامت میں میرے عرش کے نیچے سکون حاصل کرنا چاہتے ہوں تو یتیم کے ساتھ اتنا احسان کیجئے کہ اسے باپ کا خیال تک نہ آئے اور بیوہ عورت کے ساتھ احسان ومروت کیجئے تاکہ اسے شوہر یاد نہ آئے اور اے موسی علیہ السلام دنیا والوں پر رحم کیجئے آخرت میں آپ پر رحم کیا جائے گا اور جیسا کروگے ویسا بھروگے اور یاد رکھو کہ قیامت میں میرے ہاں جو بھی میرے محبوب صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا منکر آئے گا میں اسے جہنم میں داخل کروں گا۔ وہ میرا خلیل ابراھیم ہویا موسی کلیم علی نبینا و علیہما السلام۔

حضرت موسی علیہ السلام نے عرض کی اے الہ العالمین تیرا محبوب محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کون ہے اللہ تعالی نے فرمایا یموسی وعزتی وجلالی ماخلقت خلقا اکرم علی منه کتبت اسمه مع اسمی فی العرش قبل ان اخلق السموات والارض والشمس والقمر بالفی سنة وعزتی و جلالی ان الجنة محرمة علی الناس حتی یدخلها انٖ

الجنة محمد صلی الله علیه وسلم وامته (روح البیان ج٦ حب)

ترجمہ :۔ اے موسیٰ (علیہ السلام) مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں نے ان سے مکرم تر کوئی نہیں پیدا کیا عرش پر ان کا نام میں نے اپنے نام کے ساتھ لکھا جبکہ دو ہزار سال سے پہلے ابھی میں نے آسمان و زمین اور سورج و چاند پیدا بھی نہیں کیے۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں نے بہشت لوگوں پر حرام کر دی ہے جب تک محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اور آپ کی امت اس میں داخل نہ ہوں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کون ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ ہر وقت میری حمد و ثنا کریں گے اور ہر وقت چوکس رہیں گے اور اپنے اجسام کو پاک رکھیں گے اور دن کو روزے رکھیں گے اور رات کو بیدار رہیں گے۔ ان کی معمولی نیکی بھی قبول کر لوں گا اور کلمہ لا الہ الا اللہ کی سچی گواہی پر انہیں بہشت میں داخل کروں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا الہ العالمین مجھے اسی امت کا نبی بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام اسی امت کے نبی میرے محبوب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ہوں گے عرض کی تو مجھے اسی نبی (پیارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے آپ کو پہلے پیدا فرمایا اور ان کی پیدائش میں سینکڑوں سال دیر ہے لیکن دار الجلال میں آپ کو ان کی ملاقات کراؤں گا۔

امت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی آوازیں سنیں:۔

حضرت وہب بن منبہ نے فرمایا کہ جب موسی علیہ السلام اللہ تعالی کے ساتھ ہمکلام ہوئے تو عرض کی یا اللہ میں نے تورات میں ایک امت کا ذکر پڑھا کہ وہ تمام امتوں سے بہترین امت ہے۔ وہ لوگوں کو نیکی کا حکم دے گی اور برائیوں سے روکے گی۔ انہیں صدقات کا کھانا روا ہوگا اور ان کی ہر نیکی قبول اور ہر دعا مستجاب ہو گی۔ اے اللہ تعالی مجھے اس امت کا نبی بنادے۔ اللہ تعالی نے فرمایا وہ میرے محبوب احمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی امت ہے۔ حضرت موسی علیہ السلام نے عرض کی تو میری ان کے ساتھ ملاقات کرادے۔ اللہ تعالی نے فرمایا کہ وہ اس وقت پیدا بھی نہیں ہوئی اور نہ ہی ان کے ظہور کا اب وقت ہے اگر آپ چاہیں تو آپ کو اس کی گفتگو سنادیں عرض کی یہی سہی۔ اللہ تعالی نے آواز دی اے امت محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم یہ آواز سن کر تمام ارواح نے اپنے آباء کی پشتوں سے لبیک پکاری موسی علیہ السلام نے ان سب کی آواز سن لی۔ پھر اللہ تعالی نے امت مصطفے صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو فرمایا کہ تمہاری لبیک پر میں ایک تحفہ عطا فرماتا ہوں وہ یہ کہ میں نے تمہاری دعائیں قبول فرمالیں قبل اس کے کہ تم دعا مانگو اور میں نے تمہیں بخش دیا قبل اس کے کہ تم مجھ سے بخشش مانگو اور میں نے تم پر رحم فرمایا قبل اس کے کہ تم مجھ سے رحم کی درخواست کرو۔

توریت میں کیا لکھا ہے

علامہ فاسی رحمتہ اللہ علیہ نے مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں چند آیات توریت کی نقل فرمائیں جن میں حق سبحانہ وتعالی ارشاد فرماتا ہے

ولولم تقبل الایمان باحمدما جاورتنی فی داری ولا تنعمت فی جنتی یموسی من لم یو من باحمد من جمیع المرسلین و لم یصدقه ولم یشقق الیه کانت حسناته مردود ة علیه و منعته حفظ الحکمة ولا ادخل فی قلبه نور الهدے وامحوا اسمه من النبوة یموسی من امن باحمد و صدقه اولئك هم الفائزون ومن کفربا حمد و کذبه من جمیع خلقی اولئك هم الخسرون اولئك هم النادمون اولئك هم الغفلون

ترجمہ۔ "اے موسی میری حمد بجالا جبکہ میں نے تجھ پر احسان کیا کہ اپنی ہمکلامی کے ساتھ تجھے احمد پر ایمان عطا فرمایا اور اگر تو احمد پر ایمان لا تا نہ مانتا میرے گھر میں مجھ سے قرب نہ پاتا نہ میری جنت میں چین کرتا' اے موسی! تمام مرسلین سے جو کوئی احمد پر ایمان نہ لائے اور اس کی تصدیق نہ کرے اور اس کا مشتاق نہ ہو اس کی نیکیاں مردود ہوں گی اور اسے حکمت کے حفظ سے روک دونگا اور اس کے دل میں ہدایت کا نور نہ ڈالوں گا اور اس کا نام دفتر انبیاء سے مٹادوں گا' اے موسی! جو احمد پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق کی وہی ہیں مراد کو پہنچنے والے میری تمام مخلوق میں جس نے احمد سے انکار اور اس کی تکذیب کی وہی ہیں زیاں کار' وہی ہیں پشیمان' وہی ہیں بے خبر۔"

معجزہ کی تعریف

معجزہ یہ ہے کہ اس انسان کے ہاتھ پر جو مدعی النبوۃ ہو اس کی تصدیق کے لئے کسی ایسے امر کو جو کہ عام عادات الٰہیہ کے خلاف ہو ظاہر کر دیا جائے۔ دوسرا انسان چونکہ ایسا کرنے سے عاجز ہوتا ہے لہذا اس کو معجزہ کہتے ہیں۔

باعتبار تحقق معجزہ کی دو قسم

ایک معجزہ وہ ہوتا ہے جس کا محسوسات میں اظہار کیا جائے اور یہ کم علم والے اور جاہل لوگوں کو دکھایا جاتا ہے کیونکہ ان کا ادراک و فہم محسوسات تک بند ہوتا ہے لہذا ان کو محسوسات ہی میں کسی امر خارق للعادۃ کو دکھایا جاتا ہے تاکہ یہ ان کے اطمینان کا پیش خیمہ ہو کر واسطہ ایمان ہو سکے۔

اور دوسرا معجزہ وہ ہوتا ہے جو کہ معقولات میں ظاہر کیا جاتا ہے اور یہ عقلا اور اصحاب فراست کے لئے ہوتا ہے کیونکہ ان کا ادراک محسوسات سے متجاوز ہو کر حقائق و معارف میں بھی راسخ ہوتا ہے۔ لہذا ان کو معقولات میں کوئی امر خارق دکھلا کر ان کے تحقق ایمان کے لئے سامان مہیا کیا جاتا ہے۔ اور یہ اس وجہ سے کہ نبی علیہ السلام کی عوام و خواص ہر دو کی طرف بعثت ہوتی ہے لہذا اس کو محسوسات معقولات کے حقائق و معارف کے انتہائی مراتب پر فائز المرام کیا جاتا ہے۔

کیا معجزہ مقدور اور اختیاری ہوتا ہے؟

اس میں اختلاف ہے کہ معجزہ میں نبی علیہ السلام کا اختیار ہوتا ہے یا نہیں اور کیا اس میں سبب کا لحاظ ہوتا ہے؟ یعنی وہ امر خارق اسکو اللہ ظاہر کرتا ہے یا نبی پہلی بات زیادہ ظاہر ہے اس سے معلوم ہوا کہ معجزہ نبی کے ارادے سے بھی ظاہر ہو سکتا ہے۔

مانی الاسلام مولفہ مولانا اصغر علی روحی پروفیسر اسلامیات لاہور۔ امر

خارق للعادة کہ اس میں ان قوانین عادیہ جو کہ بنا ہر تجربہ و مشاہدہ حاصل ہوتے ہیں میں سے کسی سبب کا اعتبار نہیں کیا جاتا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ در حقیقت اور واقع میں معجزہ میں کوئی سبب نہیں ہوتا۔

"یہ امر مسلم ہے کہ کسی واقعہ کا ظہور بلا سبب نہیں ہوتا۔ اور یہ قاعدہ کالوحی من السماء ہے؟

"بلکہ امر خارق للعادہ کی حقیقی علت مشیت الٰہی ہے جس سے ایسے اسباب خفیہ عمل کرنے لگتے ہیں۔ جن کو ہم عادی اسباب میں نہیں لا سکتے۔

"اور بحکم خداوند کریم معجزہ کے مقدورات میں ہے اور منصب نبوت کو لازم مگر نفس دعوت نبوۃ کو اظہار معجزہ لازم نہیں اسی وجہ سے کبھی دکھلایا گیا اور کبھی روک لیا گیا۔ اسی طرح شرح مواقف ص۲۶۶ پر ہے ان کو امات الاولیا قد تقع باختیارھم وطلبھم ھذا ھو الصحیح شرح مسلم برحاشیہ مسلم ص۳۲۲ ج۲ فتح الباری ص۲۹۱ ج۷، عمدۃ القاری ص۱۳ ج۱۶

تکمیل الایمان ترجمہ اتمام امور کائنات اسباب پر موقف رکھے ہیں اسی کو عادت کہتے ہیں اور کبھی وہ اس عادت کو توڑ دیتا ہے اور کسی ظاہری سبب کے بغیر (نہ باطنی) ہی ایک چیز کو پیدا کر دیتا ہے اور یہ اللہ کا فعل ہے نہ رسول کا اور غیر اختیاری ہے۔

مافی السلام میں ہے در حقیقت توحید کا اعلیٰ کمال یہ ہے کہ جس قدر سلسلہ ہائے اسباب عالم کائنات میں نظر آتے ہیں نبی اللہ کی نظر سے اٹھ جاتے اور یہی عارف کامل کی انتہا ہے۔

فتوح الغیب میں مقالہ ص۴۰ پر ہے: **ویرد علیك التکوین فتکون کلیتك قدرۃ** بحوالہ نورانی شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس کی شرح میں فرماتے ہیں (ترجمہ) جب ولی اللہ مضائق بشریت سے خارج ہو کر میدان قدرت الٰہی

میں فائز ہوتا ہے تو اس کو یہ مرتبہ کرامت عطا ہوتا ہے کہ اشیاء کو بغیر اسباب عادی کے اس کے ہاتھ پر ظاہر کرتے ہیں جیسا کہ سب مومنین جنت میں اسی اقتدار پر ہوں گے اور اولیاءاللہ کاملین کہ عادات ورسوم سے گذر کر فانی ہو جاتے ہیں تو عالم دنیا میں بھی قبل از دخول جنت مظہر تجلی اسم قدیر کے ہو جاتے ہیں۔

حدیث نوافل مشہور ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نفلی عبادت کرتے کرتے بندہ میرے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ اب اس کا سننا میرے کان دیکھنا میری آنکھ پکڑنا میرے ہاتھ چلنا میرے پاؤں اور سمجھنا میرے دل سے ہوتا ہے۔

ان مندرجات سے کیا ثابت ہوا معجزات میں اسباب کا اعتبار ایک اختلافی امر ہے (۲) توحید کامل میں سلسلہ اسباب کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور تصرف بلا اسباب ہوتا ہے (۳) اولیاء کاملین بلا اسباب تصرف کرتے ہیں (۴) ولی کامل پر وصف وتکون یعنی کسی چیز کا عدم سے وجود میں لے آنا نہ کہ کلمہ کن کہنا رد کر دی جاتی ہے یعنی وہ بلا اسباب تصرف کرتا ہے (۵) معجزات اور کرامات میں اسباب ظاہرہ گو نہیں ہوتے مگر اسباب خفیہ ضرور ہوتے ہیں (۶) نفلی عبادت سے وہ قرب حاصل ہوتا ہے جس سے ولی کامل کے وجود و اعضا سے امور خارقہ للعادہ ظاہر ہوتے ہیں (۷) توحید کامل سے یہ کمال پیدا ہوتا ہے کہ تصرفات بلا اسباب کا ظہور ہونے لگتا ہے۔

معجزہ باعتبار طلب دو قسم پر ہے

معجزہ کی دو قسم میں ایک اقتراحیہ ہے اور وہ یہ ہے کہ نبی علیہ السلام سے اظہار معجزہ کا مطالبہ کیا جائے اور دوسرا غیر اقتراحیہ اور وہ یہ ہے کہ بغیر مطالبہ اس کا اظہار کر دیا جائے مثلاً شق قمر کا معجزہ مطالبہ پر دکھلا دیا گیا۔ آسمان کیطرف چڑھنے اور سونے کے مکانات اور نہریں وغیرہ کا مطالبہ نہیں مانا گیا۔ شب معراج وغیرہ معجزات صرف بلا مطالبہ ہیں۔

معجزات

سورج۔ چاند۔ جمادات۔ نباتات
حاکم کائنات کے مطیع

سورج الٹے پاؤں پلٹ آیا۔ اسماء بن عمیسؓ بیان کرتے ہیں کہ "ہم صحرائے خیبر میں تھے کہ حضور علیہ السلام کا سر انور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی جھولی میں تھا۔ دوراں وقت وحی نازل ہوئی اور آفتاب غروب ہو گیا۔ حضرت علیؓ کی نماز قضا ہو گئی۔ جب وحی کے آثار ختم ہوئے تو حضور علیہ السلام نے دعا کی کہ اے اللہ! اگر علیؓ تیرے اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھے تو سورج کو حکم دے کہ وہ واپس لوٹ آئے۔ اسماءؓ کہتے ہیں کہ سورج غروب ہو چکا تھا لیکن ہم نے دیکھا کہ وہ پھر طلوع ہوا اور دشت وجبل اس کی کرنوں سے چمکنے لگے ۔ طحاویؒ نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔ احمدؒ بن صالح فرماتے ہیں کہ اہل علم کے لئے مناسب نہیں کہ اس حدیث کی مخالفت کریں کیونکہ یہ معجزات ونشانات نبوت میں سے ہے۔

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا الٹے قدم
تیری انگلی اٹھ گئی ماہ کا کلیجہ چر گیا

چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ مشرکین مکہ حضور صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگے کہ اگر تو اس دعوی میں سچا ہے تو چاند کو دو ٹکڑے کردے۔ حضور صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا: اگر کردوں۔ تو کیا ایمان لے آؤ گے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ یہ چاند کی چودھویں تاریخ تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اپنے پروردگار سے درخواست کی

کہ چاند کے دو ٹکڑے ہو جائیں۔ تو وہ ہو گیا۔ اس کا ایک حصہ کوہ ابو قبیس اور دوسرا حصہ اس پہاڑ سے گزرا جس پر حضور (ﷺ) پکار رہے تھے کہ اے فلاں، اے فلاں! دیکھو۔ جب ان بد بختوں نے چاند کو ٹکڑے ہوتے دیکھا تو کہا کہ محمد ﷺ نے ہم پر جادو کر دیا۔ پھر کہنے لگے: اگر ادھر ادھر سے آنے والا کوئی مسافر یہ کہہ دے کہ اس نے بھی اس کا مشاہدہ کیا ہے تو یہ سچ ہو گا ورنہ شعبدہ بازی اور جھوٹ۔ انہوں نے جس مسافر سے بھی پوچھا اس نے اس کی تصدیق کی کہ ہم نے ایسا ہی دیکھا ہے جیسے تم نے۔

مسجد کے ستون کی آہ و فغاں۔ حضور علیہ السلام جب مسجد میں خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تو درخت کے تنے کے ساتھ تکیہ لگا لیا کرتے۔ یہ درخت مسجد میں ہی اگا تھا۔ لیکن جب ہجرت کے ساتویں یا آٹھویں سال حضور علیہ السلام کے لئے منبر بنوایا گیا اور آپ نے جمعہ مبارک کے دن اس پر جلوہ افروز ہو کر خطبہ دیا تو درخت کا وہ تنا بچوں کی طرح آہ و بکا کرنے لگا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: یہ اس لئے روتا ہے کہ میں نے اس پر بیٹھ کر خطبہ دینا بند کر دیا ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم منبر سے نیچے اترے اور اپنا دست مبارک اس پر پھیرا وہ خاموش ہو گیا۔ جب مسجد کی تعمیر نو ہوئی تو ابی بن کعبؓ اسے اپنے گھر لے گئے۔ وہ تنا اتنا بوسیدہ ہو گیا کہ اس میں سے آٹا نکلنے لگا۔ آخر انہوں نے اسے دفن کر دیا۔

استون حنانہ در ہجر رسول
نالہ می زو ہمچو ارباب عقول

زمین بھی مطیع

کلمہ گو کے قتل کی سزا۔ ہجرت کے ساتویں سال ایک رات حضور علیہ السلام نے محلم بن جنابہ عامر اشجعی کو جو ایک نو مسلم تھا، سخت سست کہا اور پوچھا تم نے ایک کلمہ گو کو کیوں قتل کر دیا؟ اس نے جواب دیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اس نے کلمہ محض جان بچانے کے لئے پڑھا تھا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: تم نے اس کا دل کیوں نہیں چیرا کہ تجھے معلوم ہو جاتا اس کی کیا خواہش تھی۔ زبان دل کی ترجمان ہوتی ہے بعد ازاں حضور علیہ السلام نے محلم پر بددعا کی اور وہ ایک ہفتہ کے بعد مر گیا۔ جب اسے دفن کرنے لگے تو زمین اسے باہر پھینک دیتی تھی۔ پانچ بار ایسا ہوا اور اسے ایک پتھر کے نیچے دفن کیا گیا۔ حضور علیہ السلام کو خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا: زمین اس سے بھی بدتر انسانوں کو نگل جاتی ہے لیکن ایسا یوں ہوا کہ تم لوگوں کو کلمہ شریف کا وجود معلوم ہو جائے۔

اونٹ سجدہ میں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے ساتھ مقام قبا کی طرف گیا۔ ایک اونٹ دیکھا جس سے آب رسانی کا کام لیا جا رہا تھا اونٹ نے دیکھتے ہی گردن جھکا دی صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے دیکھتے ہی کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم! اونٹ کی نسبت آپ سجدہ کے زیادہ مستحق ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا کہ کسی انسان کو زیب نہیں دیتا کہ غیر اللہ کو سجدہ کرے۔ اگر یہ جائز ہوتا تو اللہ تعالیٰ عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں۔

ایک فریادی اونٹ کا واقعہ۔ یعلی بن سبابہ کا بیان ہے کہ میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے قضائے حاجت کا ارادہ کیا تو ایک درخت دوسرے کے پہلو میں جا کر پناہ گاہ بن گیا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم فارغ ہوئے تو درخت بھی اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا ہو گا کہ ایک اونٹ اپنی گردن کو زمین پر رکھے اظہار اضطراب کرنے لگا۔ اس کی آنکھوں سے اس قدر آنسو بہنے لگے کہ زمین تر ہو گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے پوچھا تمہیں معلوم ہے کہ یہ اونٹ کیا کہتا ہے؟ یہ کہتا ہے کہ میرا مالک مجھے ذبح کرنا چاہتا ہے حضور صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اس کے مالک کو طلب کر کے فرمایا: یہ اونٹ مجھے دے دو۔ اس نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم یہ تو محبوب ترین چیز ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا: پھر اس سے بہتر سلوک کرو۔

درخت خدمت اقدس میں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں: ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے پاس آیا آپ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا: اگر اس کھجور کے درخت کو کہوں کہ ادھر چلا آئے کیا تم ایمان لے آؤ گے؟ کہنے لگا: ہاں۔ کھجور کے درخت کو بلایا گیا تو درخت اپنی جگہ سے چلا آیا۔ وہ شخص مسلمان ہو گیا۔ بعض روایات میں یوں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اس درخت سے خوشہ خرما کو بلایا اور وہ زمین پر گر پڑا اور پھر کود کر حضور صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے پاس آئے چاہتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا: اپنی جگہ پر واپس چلے جاؤ۔ وہ اپنی جگہ پر جا لگا۔ وہ آدمی دیکھتے ہی اشھد ان لا الہ الا اللہ پکار اٹھا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا خلق عظیم

وانك لعلی خلق عظیم (القلم)

خالق کی زبان اپنی تخلیق کے شاہکار کی توصیف فرما رہی ہے۔

اس آیت کا ہر کلمہ اپنے اندر معانی و معارف کی ایک دنیا لئے ہوئے ہے' اس لئے ہر کلمہ کا دقت نظری سے مطالعہ کرنا پڑے گا۔ شاید لطف خداوندی پردے کو سرکا دے اور شاید معنی کی ایک جھلک نصیب ہو جائے۔

پہلے یہ سمجھیں کہ خلق کس کو کہتے ہیں امام فخر الدین رازیؒ اس کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں یعنی خلق، نفس کے اس ملکہ اور استعداد کو کہتے ہیں جس میں وہ پایا جائے اس کے لئے افعال جمیلہ اور خصال حمیدہ پر عمل پیرا ہونا آسان اور سہل ہو جائے۔ (کبیر)

پھر فرماتے ہیں کسی اچھے اور خوبصورت فعل کا کرنا الگ چیز ہے' اس کو سہولت اور آسانی سے کرنا الگ چیز ہے کوئی کام خلق ابھی وقت کہلائے گا جب اس کے کرنے میں تکلف سے کام لینے کی نوبت نہ آئے (کبیر) یعنی جس طرح آنکھ بے تکلف دیکھتی ہے' کان بے تکلف سنتے ہیں' زبان بے تکلف بولتی ہے اسی طرح سخاوت' شجاعت' حیا' حق گوئی' تقویٰ وغیرہ تجھ سے کسی تردد اور توقف کے صدور پذیر ہونے لگیں تو اس وقت ان امور کو تیرے اخلاق شمار کیا جائے گا۔

عظیم:۔ بہت بڑے علامہ آلوسی لکھتے ہیں۔ ای لا یدرك شاوه احد من الخلق مخلوق میں سے جس کی سرعت رفتار یا عزم کو کوئی نہ پا سکے اسے عظیم کہتے ہیں۔

علیٰ:۔ استعلاء کے لئے ہے یعنی کسی پر حاوی ہونا چھا جانا اور قابو پا لینے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اخلاق حمیدہ اور افعال پسندیدہ پر حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا قبضہ ہے یہ سب زیر فرمان ہیں۔ یہ سب مرکب ہیں حضور

صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم ان کے راکب اور شہسوار ہیں اس لئے حضور صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو ان امور کے لئے کسی تکلف اور بناوٹ کی ضرورت نہیں آفتاب ذات محمدی سے صفات محمدیہ اور کمالات احمدیہ کی کرنیں خود بخود پھوٹتی رہتی ہیں۔ اللہ تعالی نے بھی حکم دیا قل لا اسئلکم علیہ اجرا و ما انا من المتکلفین یا حبیب آپ اعلان کر دیں کہ میں تم لوگوں سے نہ کسی اجر کا مطالبہ کرتا ہوں اور نہ میں تکلف اور بناوٹ کرنے والوں میں سے ہوں۔

انك لعلی خلق عظیم فرما کر بتا دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی ذات تمام کمالات کی جامع ہے۔ وہ کمالات جو پہلے نبیوں اور رسولوں میں متفرق طور پر پائے جاتے تھے' وہ مجموعی طور پر اپنی تمام جلوہ سامانیوں اور اپنی جملہ رعنائیوں کے ساتھ اس ذات اقدس و اطہر میں موجود ہیں۔ شکر نوح' خلت ابراہیم' اخلاص موسیٰ' صدق اسماعیل' صبر یعقوب' تواضع سلیمان علیہم الصلوۃ والسلام سب یہاں جمع ہیں۔

حسن یوسف' دم عیسیٰ ید بیضا داری

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

امام شرف الدین بوصیری نے اپنے مخصوص انداز میں کیا خوب فرمایا ہے۔

یعنی حضور علیہ الصلوۃ والسلام اپنی ظاہری شکل و صورت اور سیرت و اخلاق کے اعتبار سے تمام انبیاء کرام سے برتر ہیں۔ کوئی نبی آپ کے مقام علم اور شان کرم کے قریب بھی نہیں سکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی ذات بزرگی کا آفتاب ہے۔ سارے انبیاء کرام آپ کے ستارے ہیں اور وہ ستارے عہد جاہلیت کے اندھیروں میں آپ کے انوار اور تابانیوں کو ظاہر کرتے رہے ہیں۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے جب کسی نے خلق مصطفوی کے بارے میں پوچھا تو آپ نے مختصراً اور جامع جواب دیا کان خلقه القرآن حضور کا خلق قرآن تھا۔ یعنی جن محاسن اوصاف اور مکارم اخلاق کو اپنانے کو قرآن حکیم نے حکم دیا ہے حضور ان سے بہ کمال درجہ متصف تھے۔

بعثت کا ایک خاص مقصد

پسندیدہ اخلاق کا اتمام اور عمدہ اعمال کا کمال

آپ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا فرمان ہے

ان الله بعثنی لاتمام مكارم الاخلاق و كمال محاسن الافعال

روایت ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے اخلاق کے درجات مکمل کرنے اور اچھے اعمال کے کمالات پورے کرنے کے لئے مجھ کو بھیجا (مشکوۃ ج ۸ ص ۳۳)

تشریح:۔ مکارم جمع ہے مکرمہ کی بمعنی پسندیدہ اور اللہ تعالی کے نزدیک قابل قدر اخلاق جمع ہے خلق کی۔ بمعنی عادت و خصلت یعنی دل کی وہ حالت جس سے اچھے اعمال کرنا آسان ہوں فرمایا کہ دلی و باطنی صفات یعنی پچھلے انبیاء کرام بھی لوگوں کو اچھی عادات سکھانے تشریف لاتے تھے مگر ہم اعلی درجے کے اخلاق سکھانے تشریف لائے ہیں۔ محاسن جمع ہے حسن کی۔ خلاف قیاس اس کے معنی ہیں خوبی عمدگی یا خوب 'عمدہ' افعال جمع ہے فعل کی معنی ظاہری اعضاء کے ظاہری کام یعنی ہماری تشریف آوری اس لئے ہے کہ ہم تمام لوگوں کے دل کی عادتیں بھی اعلی درجہ کی کر دیں اور ظاہری اعمال بھی حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے دنیا کی نیت ارادے 'عقیدے 'دلی حالت بھی درست فرمائے اور ان کی عبادات 'معاملات بھی ٹھیک کئے۔ انسانوں کو فرشتوں سے آگے بڑھا دیا۔ عرب کون تھے انہیں کیا کر دیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ تعالی جس کی بھلائی چاہتا ہے اسے صدق مقال۔ اکل حلال سائلین کی حاجت روائی ' امانت کی حفاظت ' حیا اور شرم پڑوسیوں سے اچھا سلوک ' مہمان کی تواضع

'بڑوں کا احترام' چھوٹوں کا لحاظ' ماں باپ کی خدمت نصیب فرماتا ہے۔یہ اخلاق محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا ایک کرشمہ ہے(از مرقات)

خلق عظیم اور سورۃ عبس وتولی

قارئین کرام:۔

عام مفسرین لکھتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے نابینا صحابی حضرات ابن ام مکتومؓ تشریف لائے تو (نعوذ باللہ) آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے منہ پھیر لیا اور تیوری چڑھائی۔حالانکہ قرآن کی اس سورۃ عبس ہ کی ضمیر اس بنو امیہ کے سردار کی طرف ہے جس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم محو گفتگو تھے اس سردار نے تیوری چڑھائی رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے نہیں۔کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم صاحب خلق عظیم ہیں اور یہ واقعہ اخلاقیات سے ہی تعلق رکھتا ہے۔

(۲)۔ اس سورۃ کی تفسیر میں مفسرین حضرات سے تسامح ہوا ہے۔اور پھر آج کل کے مدعیان علم بھی غور کیے اس رو میں بہہ گئے ہیں۔بندہ کی کتاب بنام "عبس وتولی" کس نے کیا کو غور سے پڑھیں اور دلائل میں غور کریں کہ تیوری چڑھانے والا کفار کا سردار تھا جو اکثر تیوری چڑھائے رکھتا تھا۔ نہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم

قارئین کرام:۔

یہ معاملہ بہت اہم ہے اور اس میں احتیاط بہت لازم ہے۔

خصائص رسول کریم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم

لعاب دہن مبارک:۔ رسول کریم ﷺ کے لعاب میں بہت معجزات تھے یہاں تو وہ لعاب ہڈی کا سریش بن گئی۔ معاذ ابن عفراء کے کٹے ہوئے بازو میں لگا تو بازو جوڑ دیا، حضرت علی کی دکھتی ہوئی آنکھ میں لگا تو میرے کا کام دیا۔ حضرت طلحہ و جابر کے گھر ہانڈی و آٹے میں پڑ گیا تو ان میں ایسی برکت ہوئی کہ چار سیر جو سے سینکڑوں آدمی سیر ہو گئے۔ حدیبیہ کے کنویں میں پڑا تو اس کا تھوڑا پانی زیادہ ہو گیا۔ کھاری کنوؤں میں پڑا تو کنویں میٹھے ہو گئے۔ حضرت صدیق اکبر کو سانپ نے کاٹا وہاں یہ لعاب مبارک لگا تو زہر کا تریاق بن گیا۔ چاہ زمزم میں لعاب شریف پڑا تو وہ تا قیامت ہر مرض کی شفا بن گیا۔ ایک عیسائی قوم مسلمان ہوئی تو ان کے لئے ایک مشکیزے میں کلی کر کے پانی بھر دیا فرمایا اپنے گرجے کی زمین پر چھڑک دو جگہ طاہر طیب عظمت والی ہو جائے گی وہ مطہر بن گیا یہ پتھر ایسا سخت تھا جس میں کدال کام نہیں کرتی تھی اور کھدائی میں رکاوٹ پیدا ہو گئی تھی۔

وزن رسول کریم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر ان کی قوم کی زبان میں تاکہ وہ ان کے لئے بیان کریں اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے فرمایا کہ ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر سارے لوگوں کیلئے کافی تو حضور کو جن و انسان کی طرف بھیجا، روایت ہے حضرت ابوذر غفاری سے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا رسول اللہ آپ نے کیسے جانا کہ آپ اللہ کے نبی ہیں حتیٰ کہ آپ نے یقین کر لیا۔ تو فرمایا اے ابوذر میرے پاس دو فرشتے آئے جبکہ میں مکہ کے بعض پتھریلے علاقہ میں تھا تو ان میں سے ایک تو زمین کی طرف آگیا اور دوسرا آسمان و

زمین کے درمیان رہا، تو ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کیا یہ وہی ہیں، اس نے کہاہاں اس نے کہاکہ انہیں ایک شخص سے تولو میں اس سے تولا گیا تو میں وزنی ہوا پھر اس نے کہاکہ انہیں دس سے تولو تو میں ان سے تولا گیا میں ان پر وزنی ہوا پھر اس نے کہاکہ انہیں سو سے تولو میں ان سے تولا گیا میں ان پر بھاری ہوا، پھر وہ بولا انہیں ہزار سے تولو میں ان سے تولا گیا تو میں ان پر بھاری ہو گیا گویا میں انہیں دیکھ رہا ہوں کہ وہ پلہ ہلکا ہونے کی وجہ سے مجھ پر گر پڑتے ہیں، تو ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہاکہ اگر تم انہین ان کی پوری امت سے تولو تو بھی یہ سب پر بھاری ہونگے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم طبعیی طور پر جماہی سے منزہ تھے

امام بخاری نے تاریخ میں ابن ابی شیبہ نے اپنی تصنیف میں اور ابن سعد نے یزید بن الاصم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو کبھی جماہی نہیں آئی۔ ابن ابی شیبہ نے مسلمہ بن عبد الملک بن مروان سے روایت کی کہ حضورؐ نے کبھی جماہی نہیں لی۔

حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی سماعت کا اعجاز

ترمذی وابن ماجہ اور ابو نعیم نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا۔ میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔ تم آسمان کے چرچرانے کی آواز نہیں سنتے اور آسمان کا چرچرانا درست ہے۔ کیونکہ اس میں چند انگل بھی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں فرشتہ پیشانی رکھے سجدہ نہ کر رہا ہو۔

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے دو قسم کے کان عطا کیے تھے۔ ایک معتاد، جو تمام بنی آدم کو دئے گئے اور جن کے ذریعہ سے وہ

آواز سنتے ہیں۔ اور دوسری خارق للعادۃ، جن کے ذریعے سے آپ اطیط السماء یعنی آسمان پر جو آواز ہوتی تھی وہ سن لیتے تھے اور یوہی سمع خارق للعادۃ آپ کے برزخ میں موجود ہیں جن کے ذریعہ سے آپ درود اور سلام خواہ کتنی ہی دور مسافت کیوں نہ ہو سن لیتے ہیں کیونکہ معجزات انبیاء اور کرامات اولیاء بعد الموت منقطع نہیں ہوتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی آواز کا اعجاز

بیہقی وابو نعیم نے حضرت براء سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا تو آپ کے اس خطبہ کو تمام اجتماع کے آخر میں پس پردہ عورتوں نے بھی سنا یعنی آپ کی آواز مبارک اس دور دراز جگہ پر پہنچ گئی۔ جہاں عورتیں بیٹھی تھیں۔

آنخضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو خواب میں دیکھنا

حضرت ابوہریرہؓ نے کہا میں نے آنخضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فرماتے تھے جو کوئی خواب میں مجھ کو دیکھے وہ عنقریب مجھ کو بیداری میں بھی دیکھے گا۔ اور شیطان میری صورت پر نہیں ہو سکتا۔

آنخضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا یہ فرمانا اگر تم وہ باتیں جانتے۔

جو میں جانتا ہوں تو تم (بہت) کم ہنستے اکثر روتے رہتے۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے تھے۔ آنخضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فرماتے تھے اگر تم لوگ وہ باتیں جانتے ہوتے جو میں جانتا ہوں تو تم ہنستے کم اور روتے بہت۔

وعن ابی هریرة قال نهٰی رسول الله صلی الله علیه وعلی آله وسلم عن الوصال فی الصوم فقال له رجل انك تواصل یا رسول الله قال وایکم مثلی انی ابیت یطعمنی ربی ویسقینی (متفق علیه)

مسلم و بخاری کی روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے روزے میں وصال کرنے سے منع فرمایا، تو حضور سے کسی شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ تو وصال کرتے ہیں، فرمایا تم میں مجھ جیسا کون ہے، میں اس طرح رات گذارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے، (مسلم بخاری)

اسم محمد نجات کا ضامن

اتحاف شریف میں علامہ شیخ محمد مدنی کے حوالے سے حدیث قدسی نقل کرتے ہیں، آں حضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا۔

یا محمد لا اعذب احدا یسمی باسمك بالنار

اے حمد والے نبی میں کسی شخص کو جو آپ کا ہم نام ہو گا دوزخ کی آگ سے عذاب نہ دوں گا۔

اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کا آں حضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو یا محمد کی ندا سے مخاطب فرمانا تو اپنی جگہ ظاہر ہے مگر اسم محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم صاحبہ الصلوۃ والسلام کی برکتوں کا نظارہ بھی کیجئے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب ومطلوب صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے کس قدر محبت ہے کہ محض اس کے نام اقدس کی نسبت سے گناہ گاروں اور عذاب کے مستحقوں کو عذاب سے نجات دی جارہی ہے۔

حدیث احد

میری امت شرک نہیں کرے گی

فرمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عن عقبة ابن عامر قال صلّی رسول الله صلی علیه وسلم علی قتلی احد بعد ثمان سنین کالموذع للاحیآء والاموات ثم طلع المنبرفقال انی بین ایدیکم فرط و انا علیکم شهیدوان موعدکم الحوض وانی لا نظر الیه وانا فی مقامی هذا وانی قد اعطیت مفاتیح حزائن الارض وانی لست اخشی علیکم ان تشرکو ابعدی ولکنی اخشی علیکم الدنیا ان تنا فسوا فیها وزادبعضهم فتقتلوافتهلکو اکما هلك من کان قبلکم (متفق علیه)

روایت ہے حضرت عقبہ ابن عامر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے شہداء احد پر آٹھ سال کے بعد دعائے مغفرت پڑھی زندوں مردوں کو رخصت فرمانے والوں کی طرح پھر آپ منبر پر چڑھے فرمایا کہ میں تمہارے آگے پیش رو ہوں اور میں تمہار انگران گواہ ہوں اور تمہارے وعدہ کی جگہ حوض ہے اور میں اسے اپنی اس جگہ سے دیکھ رہاہوں لیکن میں تم پر دنیاکاخوف کرتاہوں کہ تم اس میں رغبت کر جاؤ اور بعض نے یہ زیادتی کی پھر تم جنگ کرو تو اسی طرح ہلاک ہو جاؤ جیسے تم سے پہلے والے ہلاک ہوئے (مسلم بخاری)

محبتیں ہی محبتیں

استحقاق محبوبیت محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کیا ہے

محبّ جل جلالہ اپنے حبیب ﷺ کو غم ناک ہوتے نہیں دیکھ سکتا:۔

قرآن حکیم تو محبّ جل جلالہ اور محبوب صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کی گفتگو ہے۔ اللہ تعالیٰ تو ہمارے آقا صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کو غمناک حالت میں دیکھنا نہیں چاہتا۔

(۱)۔ جب محبوب صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کفار مکہ قریش کی اس حالت کو دیکھ کر کہتے کہ یارب یہ قوم تو ایمان ہی نہیں لاتی۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم سے فرماتے یا یھا الرسول لا یحزنك الذین یسارعون فی الکفر. ترجمہ:۔ا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم) آپ غم نہ کریں ان لوگوں کے متعلق جو کفر کی طرف دوڑتے ہیں۔ کیسی ڈھارس بندھا رہا ہے باری تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کی۔

(۲)۔ دوسری جگہ فرمایا فلعلك باخع نفسك علی اثارھم ان لم یومنو ا بھذا لحدیث اسفا کہ کیا آپ اپنی جان کو ان کے پیچھے تلف کر دیں گے غم میں اگر وہ ایمان نہ لائیں اس قرآن پر۔ (کھف)

(۳)۔ اس کے علاوہ قرآن حکیم میں اور کئی مقامات پر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کو تسلی، تشفی اور صبر کرنے کا کہا جا رہا ہے۔ صرف اس لئے کہ محبوب صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم غمزدہ نہ ہوں

(۴) اگر کافروں نے کہا مال ھذا الرسول یا کل الطعام ویمشی فی الا سواق (الفرقان) یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں

میں چلتا پھرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہ آئی تو فرمایا انظر کیف ضربوا لك الامثال (یا حبیب دیکھ کیسی کیسی مثالیں آپ کے متعلق مارتے ہیں)فضلوا فلا یستطیعون سبیلاً ٥ گمراہ ہوگئے کوئی راہ نہیں پاتے۔

(۵)۔ ہم ٹھٹھا کرنے والوں سے نپٹ لیں گے

ہر نبی کی قوم کفار نے اپنے انبیاء کا مذاق اڑایا۔ کفار مکہ نے بھی ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے فرمایا۔ انا کفینٰك المستھزئین ٥ بیشک ہم ان مذاق اڑانے والوں کے لئے کافی ہیں (یعنی میں ان سے نپٹ لوں گا)

(۶)۔ محبوب صلی اللہ علیہ کو نظر بد لگنے کا فکر:۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایک اندازیہ بھی ہے۔ فرماتا ہے۔وان یکاد الذین کفروا لیزلقونك یا بصارھم۔ (۵۱۔۶۸ القلم)

ترجمہ:۔ اور ضرور کافر تو ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ گویا اپنی نظر بد لگا کر تمہیں گرادیں گے۔

تشریح:۔ عرب میں بعض لوگ نظر لگانے میں شہرہ آفاق تھے۔ کفار نے ان سے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو نظر لگائیں تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو بڑی تیزی نگاہوں سے دیکھا اور کہنے لگے ہم نے اب تک نہ ایسا آدمی دیکھا نہ ایسی دلیلیں دیکھیں۔ ان کی تمام جدوجہد بھی مثل ان کے اور مکائد کے جو دن رات وہ کرتے رہتے تھے بیکار گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو ان کے شر سے محفوظ رکھا اور یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جسکو نظر لگے

اس پر یہ آیت پڑھ کر دم کر دی جائے۔

(۷)۔ **اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیریں۔ کفار کے مقابلہ میں**

فرماتا ہے۔ اذ یمکربك الذین کفروا لیثبتوك اویقتلوك اویخرجوك ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین (۳۰۔۸الانفال)

ترجمہ:۔ اے حبیب جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے کہ تمہیں بند کر دیں یا شہید کر دیں یا نکال دیں وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ ہی خفیہ سی تدبیر فرماتا تھا اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر ہے۔

(۸)۔ **میں بدلہ لوں گا۔ (اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔**

فاما نذ ھبن بلك فانا منھم منتقمون (۴۱۔۴۳)

ترجمہ:۔ تو اگر ہم تمہیں لے جائیں تو ان سے ہم ضرور بدلہ لیں گے

(۹)۔ **بیشک آپ ہماری نگہداشت میں ہو۔** فرمان الٰہی ہے واصبر لحکم ربك فانك باعیننا (۴۸۔۵۲طور)

جہاں بھی کفار سے مقابلے کی بات ہوئی وہیں اللہ تعالیٰ نے خود ان سے مقابلے کی بات کی یعنی اے محبوب آپ اپنے رب کے حکم پر ٹھہرے رہیں کہ بیشک آپ ہماری نگہداشت میں ہو۔

(۱۰)۔ **کفار پر عذاب کی جلدی نہ کریں۔ میں ان کی گنتی پوری کرتا ہوں۔** قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ لا تعجل علیھم انما نعدلھم عدا (۸۴۔۱۹مریم)

ترجمہ:۔ تو آپ ان پر جلدی نہ کریں ہم تو ان کی گنتی پوری کرتے ہیں۔

قارئین کرام:۔ یہ چند مثالیں ہیں جن سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی رسالت کو کتنی شان دیتا ہے اور انہیں غمگین ہوتا نہیں دیکھ سکتا۔ بلکہ اگلے صفحہ پر محبوبیت کی انتہا کر دی۔ غور کریں۔

محبوبیت کی انتہا

الف۔ فرماتا ہے۔ ونضع الموازین القسط لیوم القیمة (۷-۴۷-۲۱) اور ہم عدل کی ترازو میں رکھیں گے قیامت کے دن تو کسی جان پر کچھ ظلم نہ ہوگا۔

(ب) فلا نقیم لهم یو القیمة وزنا (۱۵-۱۸) تو ہم ان کے لئے قیامت کے دن کوئی تول نہ قائم کریں گے۔

ت۔ فرماتا ہے۔ فاحسن صور کم (۴-۶۴) تو تمہاری تصویر کی تو تمہاری اچھی صورت بنائی۔

ث۔ لیکن سنسمه علی الخرطوم (۱۶-۶۱) قریب ہے کہ ہم اس کی سور کی سی تھوتھنی پر داغ دیں گے۔

ج۔ فرماتا ہے۔ ادعوهم لا بائهم هواقسط عندالله (۵-۳۳) انہیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو یہ اللہ کے نزدیک انصاف ہے۔

ح۔ لیکن۔ عتل بعد ذالك زینم (۱۳-۶۸) اس سب پر طرہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا (ولید بن مغیرہ) ہے۔

قارئین کرام۔ مندرجہ بالا چند آیات سے ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے گستاخوں کے متعلق غضب میں آجاتا ہے۔ اور ان کے متعلق کوئی رعایت نہیں دیتا بلکہ ولید بن مغیرہ کا باپ کون تھا اسکا اظہار کھلے عام کردیا۔ اور بڑے غضب کے ساتھ کیا۔ یہی شان محبوبیت صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کیونکہ محبوب کے لئے ہی یہ ساری کائنات بنائی۔ پھر بھلا کسی کی کیا مجال کہ محبوب کی شان میں گستاخی کرے۔ سورۃ توبہ میں منافقین مدینہ کے متعلق اپنے فیصلے صادر فرمادیئے اور ان کو اسی دنیا میں ہی کافر قرار دے دیا۔

(لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم)

آیات قرآنی کا نزول اور کفار و مشرکین کا ردعمل

۱۔ رسالت کا انکار کیا (قالوا لست مرسلا)

۲۔ ذات رسول کریم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو جادو زدہ کہا (ان تتبعون الا رجلا مسحورا) (الفرقان)

۳۔ بولے یہ کیسا رسول ہے کھانا کھاتا ہے۔ بازاروں میں چلتا ہے اس کے ساتھ فرشتہ کیوں نہ اتارا گیا لولا انزل الیہ ملك فیکون معہ نذیرا (الفرقان)

۴۔ بولے یہ گمراہ (معاذ اللہ) ہے۔ بہک گیا (نقل کفر کفر نہ باشد)

۵۔ بولے یہ مجنون اور ساحر (معاذ اللہ) ہے۔ (الا قالوا ساحر او مجنون ۵۱/۵۲)

۶۔ بولے یہ شاعر ہے یعنی قرآن کو شاعر کا قول کہا۔ (یقولون اننا لتارکوا الھتنا لشاعر مجنون ۳۶/۳۷)

۷۔ بولے یہ تو اگلوں کی کہانیاں ہیں جو ہمیں سناتا ہے۔ (وقالو اساطیر الاولین اکتبھا فھی تملی علیہ بکرۃ و اصیلا (۵/۲۵)

نکات

۱۔ ذات رسول کریم صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم پر جو جو حملے کئے اللہ تعالیٰ نے تمام رد کر دیئے۔

۲۔ قرآن حکیم کی حقانیت میں شک۔ یعنی یہ آیات اپنے پاس سے سناتے ہیں جسے درایت کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ کاہنوں کی طرح اپنی مہارت چابکدستی شاطری اور عیارانہ اختراع سے کام لے کر یہ آیات بناتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اسے بھی رد کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے کفار و مشرکین کی باتوں کا جواب فرمایا

۱۔ انك لمن المرسلین علی صراط مستقیم (رسالت کا اعلان)(یس)

۲+۳۔ انظر کیف ضربو لك الامثال فضلو فلا یستطیعون سبیلا)(مسحور کے جواب میں)(الفرقان)

۴۔ ماضل صاحبکم وماغوی (گمراہ اور بہک جانے کے جواب میں (نجم)

۵۔ فذکر فما انت بنعمت ربك بکاھن ولا مجنون (۵۲/ ۲۹) (کاہن اور مجنون کے جواب میں)

۶۔ انه لقول رسول کریم وما ھو بقول شاعر قلیلا ماتومنون ٥ ولا بقول کاھن قلیلا ما تذکرون ٥ تنزیل من رب العلمین (۲۹/ ۴۷الحاقہ)

نتیجہ:۔ ا۔ قرآن کریم تو میرے رسول کریم سے باتیں ہیں۔

۲۔ ام تامر ھم احلامھم بھذاام ھم قوم طاغون ٥ کیا ان کی عقلیں انہیں یہی بتاتی ہیں یا وہ سرکش لوگ ہیں۔(۵۲/۳۲)

ابو جہل کہتا تھا۔ ہم آپ کو نہیں جھٹلاتے ہم تو اسے جھٹلاتے ہیں جو آپ لاتے ہیں (مشکوۃ ج ۸ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اخلاق وعادات۔ ص۸۸) اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری "فانھم لا یکذبونك ولکن الظلمین بایت الله یجحدون (ترمذی)

دعوت حق کو جھٹلانے کی ضد۔ کافر بولے ان کا دلیضلنا عن الھتنا لو لا ان صبر نا علیھا ۔ قریب تھا کہ دعوت حق ہمیں ہمارے معبودوں سے بہکاوے اگر ہم ہٹ دھرمی چھوڑ دیتے۔ یعنی ضد پر اڑے نہ رہتے۔

صادق اور امین

کفار جانتے تھے کہ آپ ﷺ جو کہیں وہی ہو جاتا ہے

فرمان الٰہی۔ فان اعرضوا فقل انذرتکم صعقه مثل صعقه عادو ثمود

ترجمہ۔ پھر اگر منہ پھیریں تو آپ فرمائیں کہ میں تمھیں ڈراتا ہوں ایک کڑک سے جیسی کڑک عاد اور ثمود پر آئی تھی۔

تشریح۔ امام بغوی نے باسناد ثعلبی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ جماعت کفار نے یہ تجویز کیا کہ کوئی ایسا شخص جو شعر و سحر و کہانت میں ماہر ہو رسول کریم صلی الله علیه وعلی آله وسلم سے کلام کرنے کے لئے بھیجا جائے چنانچہ عتبہ بن ربیعہ کا انتخاب ہوا۔ اس نے رسول کریم صلی الله علیه وعلی آله وسلم سے آکر کہا کہ آپ بہتر ہیں یا عبدالمطلب۔ آپ بہتر ہیں یا عبداللہ۔ آپ کیوں ہمارے باپ دادا کو گمراہ بناتے ہیں۔ حکومت کا شوق ہو تو ہم آپ کو بادشاہ مان لیں۔ عورتوں کا شوق ہو تو قریش کی جن لڑکیوں میں سے آپ پسند کریں ہم دس آپ کے عقد میں دے دیں گے مال کی خواہش ہو تو اتنا جمع کر دیں گے جو آپ کی نسلوں سے بھی بچ رہے۔ سید عالمین ﷺ یہ تمام گفتگو خاموشی سے سنتے رہے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔ تو عتبہ نے جلدی سے اپنا ہاتھ حضور صلی الله علیه وعلی آله وسلم کے دہان مبارک پر رکھ دیا۔ اور آپ کو رشتہ وقرابت کے واسطے سے قسم دلائی اور ڈر کر گھر بھاگ گیا۔ جب قریش ان کے مکان پر پہنچے۔ تو اس نے تمام واقعہ بیان کر کے کہا خدا کی قسم محمد (صلی الله علیه وعلی آله وسلم) جو کہتے ہیں نہ وہ شعر ہے نہ سحر ہے نہ کہانت۔ میں ان چیزوں کو خوب جانتا ہوں۔ میں نے ان کا کلام سنا۔ جب انہوں نے آیت فان اعرضو پڑھی تو میں نے ان کے دہان مبارک پر ہاتھ رکھ دیا اور انہیں قسم دی کہ بس کریں اور تم جانتے ہی ہو وہ جو کچھ فرماتے ہیں وہی ہو جاتا ہے ان کی بات کبھی جھوٹی نہیں ہوتی مجھے اندیشہ ہو گیا کہ کہیں تم پر عذاب نازل نہ ہونے لگے۔

قارئین کرام۔ کفار مکہ نے ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو صادق اور امین کہا تھا۔ نہ کہ اپنوں نے۔

محبوب ﷺ کے لئے قسمیں اور گواہیاں

قرآن محبّ اور محبوب ﷺ کے درمیان گفتگو کا نام ہے۔ قرآن محبّ جلا جلالہٗ کا محبوب ﷺ کی شان میں لکھا ہوا قصیدہ ہے۔ غور سے پڑھیں اور قوت عشق سے دیکھیں تو آپ جانیں گے کہ محبّ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو کتنا چاہتا ہے اور اس عشق کی چنگاری کو اپنے اندر ٹمٹماتا پائیں گے۔

الف۔ محبّ نے محبوب ﷺ کے لئے مندرجہ ذیل قسمیں بھریں۔

(۱) تیرے چہرے کی قسم۔۔۔۔والضحی

(۲) تیری سیاہ زلفوں کی قسم۔۔۔۔والیل اذاسجی

(۳) تیرے شہر کی قسم۔۔۔لاقسم بھذا البد

(۴) تیرے زمانے کی قسم۔۔۔والعصر

(۵) اے ستارے (محمد) تیری قسم۔۔۔والنجم

(۶) تیرے قول کی قسم۔۔۔وقیلہ یرب ان ھولاء قوم لا یومنون

(۷) تیری جان کی قسم۔۔۔لعمرك

(۸) قرآن کی قسم۔۔۔یٰس والقرآن الحکیم

(۹) اپنی قسم۔ محبّ نے محبوب کیلئے اپنی قسمیں بھی بھریں۔

1۔ تیرے رب کے قسم یہ مومن نہ ہوں گے جب تک تمہیں حاکم نہ بنائیں۔فلا وربك لا یومنون حتی یحکموك (۶۵ / ۴ النساء)

(ب)۔ تیرے رب کی قسم ان (کفار) کو اور ان کے شیطانوں کو اکٹھا اٹھائیں گے۔ فوربك لنحشرنھم والشیطن (مریم ۱۹/۶۸)

(ت)۔ تیرے رب کی قسم۔ہم انہیں ضرور پوچھیں گے (جنہوں نے قرآن کو تکے بوٹی کیا) فوربك لنسلئھم اجمعین (الحجر (۱۵/۹۲)

اے محبوب تو میری قسم کھالے۔ ہر ایک قسم کے پیچھے کوئی نہ کوئی واقعہ ہے تب ہی تو محبّ نے محبوب صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی شان کو اجاگر کرنے کے لئے متعدد قسمیں کھائیں۔ کفار مکہ عذاب' اٹھائے جانے اور قیامت کے دن پر یقین نہیں لاتے تھے اور ہنسی اڑایا کرتے تھے۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کو نہایت ہی نا گوار گزری چنانچہ فرمایا۔ (۱) قل ای وربی انه لحق (یونس ۱۰/۵۲) آپ کہہ دیں ہاں میرے رب کی قسم وہ (عذاب) حق ہے۔

(۲)۔ قل بلی وربی لتبعثن (التغابن ۶۴/۷) آپ کہہ دیں ہاں میرے رب کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے (مرنے کے بعد)

(۳)۔ قل بلی وربی لتأ تینکم (سبا ۳۴/۳) آپ کہہ دیں ہاں میرے رب کی قسم وہ ضرور (قیامت) تم پر آئے گی۔

(۲)۔ گواہیاں۔ محبوب کی رسالت کا اقرار کروانے کے لئے گواہیاں دیں۔

(۱)۔ عالم ارواح میں۔ انبیاء کو اکٹھا کر کے واذ اخذ الله میثاق النبین ------ تا آخر وا نا معکم مع الشھدین۔ (۳/۸۱ آل عمران)

ترجمہ۔ اور یاد کرو جب اللہ نے نبیوں سے عہد لیا تھا کہ جو کچھ میں کتاب اور حکمت سے دوں پھر آئے گا تمہارے پاس ایک رسول معظم تصدیق کرنے اس کو جو تمہارے ساتھ ہے تو تم سب ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیا تم اقرار کرتے ہو اور عہد پر میرا بھاری ذمہ لیتے ہو سب نے کہا ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا ایک دوسرے کے گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

(2) جب کفار نے انکار کیا۔ یقول الذین کفروالست مرسلا . قل کفی بالله شهیدا بینی و بینکم ۔ (الرعد ۴۳ / ۱۳) اور کافر کہتے

ہیں کہ آپ رسول نہیں۔ آپ فرمائیں اللہ گواہ کافی ہے مجھ میں اور تم میں۔

(۳) تمام کائنات کے رسول۔ وارسلنك للناس رسولاً وکفی بالله شهیداً۔ (نساء 4./79) اے محبوب ہم نے تمھیں تمام لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا اور اللہ کافی ہے گواہ۔

(۴) دین حق کے ساتھ هوالذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره، علی الدین کله وکفی بالله شهیدا۔ (الفتح 48/28) وہی ہے جس نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ تاکہ غالب کرے اسے تمام دینوں پر (اور رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) کی صداقت پر اور اللہ کی گواہی کافی ہے۔

(۵)۔ اللہ تعالیٰ کی اپنی گواہی اور ساتھ فرشتوں کی گواہی۔ لکن الله یَشهید بماانزل الیك انزلهبعلمه والملئکته یشهدون کفی بالله شهیداً۔ (نساء 4/166) (ترجمہ۔ لیکن اے محبوب اللہ اس کا گواہ ہے جو اس نے تمہاری طرف اپنے علم سے اتار اور فرشتے گواہ ہیں اور اللہ کی گواہی کافی ہے۔)

ہے ناں کائنات کا حاکم۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شان اقدس میں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں متعدد مقامات پر مختلف قسمیں بھریں۔ آپ کی رسالت کے لئے انبیاء کرام سے گواہیاں لیں۔ خود بھی گواہوں میں شامل ہوا۔ کفار مکہ کو محبوب کی رسالت کا اقرار کروانے کے لئے اپنی گواہی دی۔ باقی کیارہ گیا۔ اگر پھر بھی کوئی آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حاکمیت کا منکر ہو تو وہ جہنمی ہے۔

ب۔ سجدہ کسے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کا جثہ بنایا تو وہ سخت

گرمی سے سوکھ گیا۔ مٹی خشک ہوگئی اور جب ہوائیں چلتی تھیں تو
بجتا تھا۔ پھر اس پر 39 سال غم کی بارش ہوئی اور ایک سال خوشی کی
بارش۔ اسی لئے انسان کو زندگی میں غم زیادہ اور خوشیاں کم ملیں۔
عزازیل (ابھی ابلیس نہ بنا تھا) بھی فرشتوں کے ہمراہ آیا اور اس پتلے کے
ارد گرد گھوم کر دیکھا پھر بولا کہ شاید ان پسلیوں میں کچھ رکھے۔ ساتھ
ہی کہا کہ یہ بہت زیادہ کھا کر گر جائے گا وغیرہ وغیرہ تب اللہ تعالیٰ نے
تمام ملائکہ کو اکٹھا کیا اور فرمایا فاذا سویته ونفخت فیه من روحی
فقعوا له سجدین تو جب میں اسے ٹھیک کرلوں اور اس میں اپنی طرف
کی خاصی معزز روح پھونک دوں تو تم سب سجدے میں گر پڑنا۔ گویا کہ
جب میں نور مصطفیٰ کو آدم کی پشت میں رکھ کر پھونک ماروں تو سجدے
میں گر جانا۔ یہ سجدہ تعظیمی نور مصطفیٰ کے لئے تھا۔ نہ کہ آدم کو۔ اسے
تو پڑے ہوئے کئی دن گزر گئے کوئی سجدہ نہ ہوا۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر الفاظ
یہ ہوئے۔ (اسجدوالیٰ ادم)

ت۔ واقعہ کی تکرار (ذکر) کی وجہ۔ یہ ایک واحد واقعہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے
قرآن میں بار بار ذکر کیا ہے۔ قوموں کی بات ہو رہی ہو پھر یک دم اس
واقعہ کا ذکر شروع کر دیا۔ کبھی شریعت کے اصول بتائے جا رہے ہیں تو
اس واقعہ کو شروع کر دیا۔ آخر کیوں؟ عقل یہ کہتی ہے کہ نور محبوب صلی
اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تعظیم میں ابلیس کا سجدہ نہ کرنے کا اللہ تعالیٰ نے
بہت ہی برا منایا ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی ہے۔ اور اللہ کا
نافرمان اللہ کا باغی ہے۔ اور باغی کی سزا جہنم ہے۔ اس واقعہ کا ذکر قرآن
حکیم میں ۹ بار ہوا ہے۔

غزوات وفوجی مہمات

جلال محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم

آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی سیرت حربی کا مطالعہ کیا جائے تو نہایت قطعیت کے ساتھ اور ہر طرح کے شک وشبہ سے ماورا ہو کر تسلیم کرنا ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی فتح کا راز آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی شخصی شجاعت اور بے مثال قوت اعصاب پر مبنی تھا جو خطرناک سے خطرناک اور نازک سے نازک مواقع پر بھی قائم اور ثابت رہے۔ انتہائی سنگین حالات میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اسباب نصر میں آپ کا عزم صمیم بھی شامل تھا۔ ایسی قوت ارادی جس کی مثال نہیں مل سکتی۔ آپ سپہ سالار اور امیر عسکر کی حیثیت سے دو اعتبارات کے پیش نظر ہر زمان ومکاں کے فوجی رہنماؤں سے ممتاز نظر آتے ہیں۔

الف۔ امیر الاشجعین۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم حد درجہ بلند ہمت اور صاحب عزو ثبات قائد افواج کے ساتھ ساتھ ذاتی طور پر بہادری کی مثال تھے۔ اسد اللہ (شیر خدا) مولائے کائنات فرماتے ہیں کہ جب میں جنگ کی ہولناکیوں کا سامنا کرتے ہوئے آقا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی پناہ میں آتا تو آپ کو پہاڑ سے زیادہ ثابت قدم جنگ میں مصروف پاکر ہمارا حوصلہ مزید بڑھ جاتا اور پھر مصروف جنگ ہو جاتا۔

ب۔ اللہ کی راہ میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ساری جنگیں اللہ کا دین پھیلانے۔ اللہ تعالٰی کی الوہیت ووحدانیت کا اقرار کروانے کے لئے تھیں نہ کہ کسی ذاتی مقاصد کے لئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جتنا میں اللہ کی راہ میں ستایا گیا ہوں کوئی نہیں ستایا گیا۔

اگلے صفحات میں جنگوں کی تفاصیل دی ہوئی ہیں۔ جن میں آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے حصہ لیا اور قیادت کی۔ انہیں غزوہ کہتے ہیں۔ اس کے بعد باقی کی تمام فوجی مہموں کی تفصیلات بھی ہیں جو کہ 75 کے قریب ہیں۔ ذرا ٹائم ٹیبل پر غور فرمائیں تو معلوم ہو گا کہ ہر دوسرے یا تیسرے مہینے اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے ہیں۔ گویا کہ مدینہ طیبہ کے 10 سال اللہ کی راہ میں لڑتے گزر گئے۔

قارئین کرام۔ ملٹری ہسٹری 'Miltary History' میں جب سے دنیا بنی ہے ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ کسی شخص نے اتنی لڑائیاں لڑی ہوں۔ جتنی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے۔ اور وہ بھی اللہ تعالٰی کی راہ میں۔
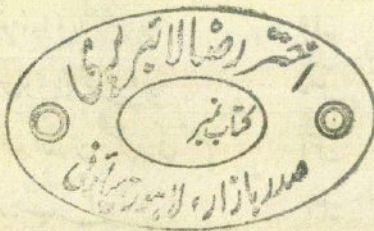
مہمات رسول کریم

نمبر شمار	عنوان
۱۔	سریہ حمزہؓ بن عبد المطلب ہجرت سے ۷ ماہ بعد
۲۔	عبیدہؓ بن حارث کی مہم (شوال) ۸ ماہ بعد
۳۔	سعدؓ بن ابی وقاص کی مہم (ذیقعد) ۹ ماہ بعد
۴۔	غزوۂ ابواء صفر ۲ھ
۵۔	غزوۂ تلاش کرز ربیع الاول ۲ھ
۶۔	غزوہ تلاش کرز ربیع الاول ۲ھ
۷۔	غزوہ ذی العشیرہ جمادی لآخر ۲ھ
۸۔	عبد اللہؓ بن جحش کی مہم رجب ۲ھ
۹۔	غزوۂ بدر ۱۲ رمضان ۲ھ
۱۰۔	غزوہ بنی قینقاع ۱۵ شوال ۲ھ
۱۱۔	غزوۂ سویق ۵ ذی الحجہ ۲ھ
۱۲۔	غزوۂ قرقرۃ الکدر ۱۴ محرم ۳ھ
۱۳۔	غزوہ غطفان ۱۲ ربیع الاول ۳ھ
۱۴۔	غزوہ بنو سلیم ۶ جمادی الاول ۳ھ
۱۵۔	زیدؓ بن حارثہ کی مہم جمادی الاخر ۳ھ
۱۶۔	غزوۂ احد ۵ شوال ۳ھ
۱۷۔	مہم قطن یکم محرم ۵ھ
۱۸۔	وادیٔ عرنہ کی مہم ۵ محرم ۴ھ
۱۹۔	بئر معونہ کی مہم صفر ۴ھ
۲۰۔	رجیع کی مہم صفر ۴ھ
۲۱۔	غزہ بنو نضیر ربیع الاول ۴ھ
۲۲۔	غزہ بدر الموعد یکم ذی قعد ۴ھ
۲۳۔	غزوہ ذات الرقاع محرم ۵ھ
۲۴۔	غزوہ دومتہ الجندل ۲۲ ربیع الاول ۵ھ

۲۵۔ غزوہ مریسیع ۲ شعبان ۵ھ
۲۶۔ غزوہ احزاب ذی قعدہ ۵ھ
۲۷۔ غزوہ بنو قریظہ ۲۲ ذی قعدہ ۵ھ
۲۸۔ مہم قرطاء محرم ۶ھ
۲۹۔ غزوہ بنو لحیان ربیع الاول ۶ھ
۳۰۔ غزوہ غابہ ربیع الاول ۶ھ
۳۱۔ عکاشہ کی مہم ربیع الاول ۶ھ
۳۲۔ مہم ذو القصہ ربیع الاول ۶ھ
۳۳۔ مہم جموح ربیع الآخر ۶ھ
۳۴۔ مہم عیص جمادی الاول ۶ھ
۳۵۔ مہم طرف جمادی الآخر ۶ھ
۳۶۔ مہم حسمی جمادی الآخر ۶ھ
۳۷۔ سریہ دومتہ الجندل شعبان ۶ھ
۳۸۔ مہم فدک شعبان ۶ھ
۳۹۔ مہم ابن عتیکؓ رمضان ۶ھ
۴۰۔ مہم عبد اللہؓ بن رواحہ شوال ۶ھ
۴۱۔ مہم کرز بن جابر شوال ۶ھ
۴۲۔ عمروؓ بن امیہ کی مہم شوال ۶ھ
۴۳۔ غزوہ حدیبیہ ذی قعدہ ۶ھ
۴۴۔ غزوہ خیبر جمادی الاول ۷ھ
۴۵۔ مہم فدک شعبان ۷ھ
۴۶۔ مہم تربہ شعبان ۷ھ
۴۷۔ مہم بنی کلاب شعبان ۷ھ
۴۸۔ مہم بشیرؓ ابن سعد شعبان ۷ھ
۴۹۔ مہم میفعہ رمضان ۷ھ
۵۰۔ مہم الجناب شوال ۷ھ
۵۱۔ مہم ابنؓ ابی العوجاء ذی الحجہ ۷ھ
۵۲۔ مہم کدید صفر ۸ھ
۵۳۔ مہم بنو مرہ صفر ۸ھ
۵۴۔ مہم ستی ربیع الاول ۸ھ
۵۵۔ مہم کعب بن عمیر ربیع الاول ۸ھ
۵۶۔ مہم موتہ جمادی الاول ۸ھ
۵۷۔ مہم ذات اسلاسل جمادی الآخر ۸ھ
۵۸۔ مہم خبط رجب ۸ھ
۵۹۔ مہم خضرہ شعبان ۸ھ
۶۰۔ فتح مکہ ۲؍ رمضان ۸ھ
۶۱۔ عزیٰ کی تباہی ۲۰؍ رمضان ۸ھ
۶۲۔ سواع کی تباہی رمضان ۸ھ

۶۳۔ مناۃ کی تباہی رمضان ۸ھ
(مشرکین کلت و بت خانہ)

۶۴۔ غزوہ حنین ۴ شوال ۸ھ

۶۵۔ غزوہ طائف شوال ۸ھ

۶۶۔ مہم بنو تمیم محرم ۹ھ

۶۷۔ مہم قطبہ بن عامر صفر ۹ھ

۶۸۔ مہم بنی کلاب ربیع الاول ۹ھ

۶۹۔ مہم علقمہؓ ربیع الآخر ۹ھ

۷۰۔ مہم الفلس ربیع الآخر ۹ھ

۷۱۔ غزوہ تبوک رجب ۹ھ

۷۲۔ مہم یمن یکم رمضان ۱۰ھ

۷۳۔ آخری حج ذیقعدہ ۱۰ھ

۷۴۔ مہم اسامہؓ ۱۰ ربیع الاول ۱۱ھ

۷۵۔ اور ان سب کے علاوہ غیر اہم
مہمات کل تعداد تقریباً ۱۴۱ ہے۔

روز قیامت۔ گواہی۔ مقام محمود

جئنابك

قرآن حکیم فیکف اذا جئنا من کل امة بشهید و جئنابك علیٰ هٰٓؤلاء شهیدا (۴۔۴۱)

(ترجمہ) تو کیسی ہو گی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب آپکو ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں۔

قیامت کے دن

احادیث:۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میں قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہوں فخریہ نہیں کہتا۔ میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہو گا فخریہ نہیں کہتا اس دن کوئی نبی آدم علیہ السلام اور ان کے سوا ایسا نہ ہو گا جو میرے جھنڈے تلے نہ ہو میں ان میں پہلا ہوں جن سے زمین کھلے گی۔ فخریہ نہیں فرماتا۔ (ترمذی)

(۱) روایت ہے حضرت ابن عباسؓ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے کچھ لوگ بیٹھے پھر حضور انورؐ تشریف لائے حتی کہ ان حضرات سے قریب ہو گئے تو انہیں کچھ تذکرہ کرتے سنا۔ ان میں سے بعض نے کہا کہ اللہ تعالی نے حضرت ابراہیمؑ کو اپنا دوست بنایا دوسرے صاحب بولے کہ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا۔ ایک اور صاحب بولے کہ حضرت عیسیٰؑ اللہ تعالی کا کلمہ اس کی روح ہیں ایک اور نے کہا کہ آدم کو اللہ تعالی نے برگزیدہ کر لیا۔

(۲) تب ان کے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ ہم نے تمہاری گفتگو اور تمہارا تعجب کرنا سنا یقیناً ابراہیم اللہ کے خلیل ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں اور موسیٰ علیہ السلام سے راز کی بات کرنیوالے ہیں واقعی

وہ ایسے ہی ہیں اور عیسیٰؑ اللہ کی روح اور کلمہ وہ ایسے ہی ہیں آدم کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا واقعی وہ ایسے ہی ہیں مگر خیال رکھو کہ میں اللہ کا محبوب ہوں فخریہ نہیں کہتا قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میں ہی اٹھائے ہوں گا جس کے نیچے آدمؑ۔ اور ان کے سوار ہونگے فخریہ نہیں کہتا میں پہلا شفاعت کرنے والا اور پہلا مقبول الشفاعت قیامت کے دن میں ہوں فخریہ نہیں کہتا میں پہلا وہ شخص ہوں جو جنت کی زنجیر ہلائیگا۔ تب اللہ کھولے گا پھر اس میں مجھے داخل کریگا۔ میرے ساتھ فقراء مسلمان ہوں گے فخریہ نہیں کہتا میں سارے اگلے پچھلوں میں اللہ پر زیادہ عزت والا ہوں، فخریہ نہیں کہتا (ترمذی، دارمی)

(۳) روایت ہے حضرت عمرو ابن قیس ؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم آخری ہیں، اور ہم قیامت کے دن اول ہوں گے اور میں ایک بات کہتا ہوں مگر فخر نہیں کہ ابراہیمؑ اللہ کے خلیل ہیں، موسیٰؑ اللہ کے برگزیدہ ہیں اور میں اللہ کا محبوب ہوں قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے پاس ہو گا، اللہ نے مجھے میری امت کے بارے میں وعدہ فرمالیا ہے اور انہیں تین آفتوں سے امان دی ہے ان پر عام قحط نہ بھیجے گا انہیں کوئی دشمن جڑ سے نہ اکھیڑیگا انہیں گمراہی پر جمع نہ کرے گا (دارمی)

(۴) روایت ہے حضرت جابرؓ سے کہ نبی ﷺ نے فرمایا میں رسولوں کا پیش رو ہوں فخریہ نہیں کہتا میں نبیوں میں آخری ہوں، فخریہ نہیں کہتا میں پہلا شفاعت والا اور مقبول الشفاعت ہوں فخریہ نہیں (دارمی) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب لوگ اٹھائے جاوینگے ان سب میں پہلے ہم قبر انور سے باہر آئینگے اور جب لوگ وفد بنیں گے تو ہم۔ پیشرو ہونگے اور لوگ جب خاموش ہونگے تو ہم ان

کے خطیب ہونگے اور جب لوگ روکے ہوئے ہوں گے توان کے شفیع ہونگے لوگ جب مایوس ہونگے توانہیں بشارت دینے والے ہم ہونگے اس دن عزت اور کنجیاں ہمارے ہاتھ ہونگی حمد کا جھنڈا اس دن ہمارے ہاتھ ہوگا میں ساری اولاد آدمؑ میں اپنے رب کے نزدیک زیادہ عزت والا ہوں ہمارے پاس ایک ہزار خدام گھومیں گے گویا وہ محفوظ۔ انڈے ہیں بکھرے ہوئے موتی (ترمذی' دارمی) اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے روایت ہے حضرت ابوہریرہؓ سے وہ نبی ﷺ سے راوی فرمایا پھر مجھے جنتی جوڑا پہنایا جاویگا پھر میں عرش کی داہنی طرف کھڑا ہوں گا۔ مخلوق میں میرے سوا کوئی نہیں جو اس جگہ کھڑا ہو (ترمذی)

(٦) روایت ہے انہیں سے وہ نبی ﷺ سے راوی ہیں فرمایا اللہ سے میرے لئے وسیلہ مانگو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا چیز ہے فرمایا بہشت میں سب سے اونچا درجہ جسے صرف ایک شخص پائیگا۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ میں ہی ہوں گا۔ (ترمذی)

(٧) روایت ہے حضرت ابی ابن کعب سے وہ نبی ﷺ سے راوی فرماتے ہیں فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو میں نبیوں کا امام اور ان کا خطیب ہوں گا۔

(٨) روایت ہے حضرت جابر سے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے اخلاق کے درجات مکمل کرنے۔ اور اچھے اعمال کے کمالات پورے کرنے کے لئے مجھ کو بھیجا۔ (شرح سنہ)

(٩) روایت ہے حضرت کعب سے 'وہ توریت سے حکایت کرتے ہیں فرمایا ہم وہاں لکھا پاتے ہیں کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں میرے پسندیدہ بندے ہیں (عبدی المختار)

(١٠) عبداللہ ابن سلام سے فرماتے ہیں کہ توریت میں حضور محمدؐ کی صفت

مذکور ہے اور عیسیٰؑ ابن مریمؑ حضور انورؐ کے ساتھ دفن کیے جائیں گے (ترمذی)

(۱۱) روایت ہے حضرت ابن عباسؓ سے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو سارے نبیوں پر اور سارے آسمان والوں پر بزرگی دی لوگوں نے کہا اے ابن عباس آسمان والوں پر کسی طرح بزرگی دی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان والوں سے فرمایا کہ تم سے جو کہے گا کہ میں اللہ کے سوا معبود ہوں تو یہ وہی ہوگا جسے ہم دوزخ کی سزا دیں گے ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ نے حضور محمد مصطفےٰ ﷺ کے لئے فرمایا کہ ہم نے آپ کے لئے روشن فتح دی کہ آپ کے صدقہ سے آپ کی امت کے اگلے پچھلے گناہ اللہ بخشے لوگوں نے کہا کہ نبیوں پر کیسے بزرگی دی فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر ان کی قوم کی زبان میں تاکہ وہ ان کے لئے بیان کریں تو اللہ جسے چاہے بھلائی دے گمراہ کرے آخر آیت تک اور محمد مصطفےٰ ﷺ سے فرمایا کہ ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر سارے لوگوں کے لئے کافی تو حضور کو جن و انسان کی طرف بھیجا'

(۱۲) روایت ہے حضرت ابوہریرہؓ سے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے کہ میری اور دوسرے نبیوں کی مثال اس محل کی سی ہے جس کی تعمیر بہت ہی اچھی کی گئی اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی دیکھنے والے اس کے گرد چکر لگاتے تھے اور اچھی تعمیر سے تعجب کرتے تھے سوائے اس اینٹ کے تو میں نے ہی اس اینٹ کی جگہ پر کر دی۔ مجھ پر انبیاء ختم کر دیئے گئے اور مجھ پر رسول ختم کر دیئے گئے ایک روایت میں ہے کہ وہ آخری اینٹ میں ہی ہوں اور نبیوں میں آخری نبی ہوں۔ (مسلم و بخاری)

(۱۳) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے کہ نبیوں کی جماعت میں کوئی نبی نہ تھے مگر انہیں اتنے معجزات دیئے گئے جتنے لوگ ان جیسے معجزوں پر ایمان لائے اور جو خصوصی معجزہ مجھے عطا ہوا ہے وہ وحی ہے جو اللہ نے میری طرف بھیجی تو میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن زیادہ متبعین میں ہونگا۔ (مسلم بخاری)

(۱۴) روایت ہے حضرت جابرؓ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے کہ مجھے پانچ نعمتیں دی گئی جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ دی گئی میں ایک ماہ کے راستہ سے رعب کے ذریعہ مدد کیا گیا اور میرے لئے ساری زمین مسجد اور ذریعہ طہارت بنا دی گئی کہ میری امت کے آدمی کو جس جگہ نماز آجاوے وہ وہاں ہی پڑھ لے اور میرے لئے غنیمتیں حلال کر دی گئیں، اور مجھے بڑی شفاعت دی گئی ۵ اور نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے میں سارے انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ (بخاری مسلم)

(۱۵) روایت ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا مجھ کو تمام پیغمبروں پر چھ چیزوں سے بزرگی دی گئی مجھے جامع الفاظ دیئے گئے ہیبت سے میری مدد کی گئی میرے لئے غنیمتیں حلال کی گئیں اور میرے لئے ساری زمین مسجد اور پاکی کا ذریعہ بنائی گئی اور میں ساری مخلوق کی طرف بھیجا گیا اور مجھ پر سلسلہء نبوت ختم کر دیا گیا۔ (مسلم)

(۱۶) حضرت ثوبان فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے میرے لئے زمین سمیٹ دی تو میں نے اس کے مشرق و مغرب دیکھے اور میری امت کا ملک وہاں تک ہی پہنچے گا جہاں تک کہ

میرے لئے سمیٹ دیا گیا اور مجھے دو خزانے دیئے گئے سرخ و سفید اور میں نے اپنے رب سے اپنی امت کے لئے سوال کیا کہ انہیں الم قحط سے ہلاک نہ کرے اور ان پر ان کی جماعت کے سوا کوئی دشمن مسلط نہ کرے جو ان کی اصل اکھیڑ دے میرے رب نے فرمایا اے محمدؐ ہم جب کوئی فیصلہ فرمادیتے ہیں تو وہ رد نہیں ہو سکتا میں نے آپ کو آپ کی امت کے متعلق یہ وعدہ دے دیا کہ انہیں عام قحط سالی سے ہلاک نہ کروں گا'

(۱۷) ایک روایت میں ہے کہ میری امت میں سے ایک قوم میری شفاعت کی بنا پر آگ سے نکالی جاوے گی جو جہنمی نام دیئے جائیں گے روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے کہ میں جانتا ہوں دوزخ والوں میں سے آخری نکلنے والے کو اور جنت میں آخری داخل ہونے والے کو ایک شخص آگ سے گھسٹتا ہوا نکلے گا تو رب فرمائے گا جا جنت میں داخل ہو جا وہ وہاں جاوے گا اسے خیال بندھے کہ جنت بھری ہوئی ہے وہ کہے گا یارب میں نے۔ جنت بھری ہوئی پائی تو رب فرمائیگا جا جنت میں داخل ہو جا کیونکہ تیری ملکیت دنیا کی برابر اور اس کا دس گنا ہے وہ کہے گا کیا تو مجھ سے ہنسی فرماتا ہے حالانکہ تو بادشاہ ہے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ہنسے حتی کہ آپ کی دندان مبارک چمک گئے اور کہا جاتا تھا کہ یہ جنت والوں میں اولی درجہ کا ہوگا۔ (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابو ذر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے کہ میں جانتا ہوں جنتیوں میں سے آخری داخل ہونے والے کو جنت میں اور دوزخیوں میں سے وہاں سے آخری نکلنے والے کو (انی لاعلم آخر اھل النار)

مقام محمود

۵۔ فرمان الٰہی ہے عسی ان یبعثك ربك مقاما محمودا (۱۷/۷۹ ۱۷)(ترجمہ عنقریب آپ کا رب تعالیٰ آپ کو محبوبیت اور محمودیت کے اعلیٰ مقام پر مبعوث اور قائم فرمائے گا۔(دنیا میں بھی، آخر میں بھی، قبر میں بھی، حشر میں بھی۔)

الف۔ تشریح۔ شفاعت کبریٰ کا ذکر ہوا۔ تمام انسانیت آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو ڈھونڈتی رہی اور ڈھونڈ کر آخر پالیا۔ اگرچہ ایک ہزار سال کا عرصہ بیت چکا ہو گا۔ اس سے پہلے قبر میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ضرورت ایسے پڑے گی جب منکر نکیر تیسرا سوال پوچھیں گے اور وہ یہ ہو گا ما کنت تقول فی حق ھذا الرجل تو اس مرد حق کے بارے میں کیا کہتا تھا۔ مومنین جنہوں نے ویسے تو آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو دیکھا نہ ہو گا مگر اپنے نور ایمان سے فوراً پہچان لیں گے۔ حشر میں تو ہر ایک کو ضرورت ہو گی۔ انسانوں کو ضرورت ہو گی۔ انبیاء کرام کو ضرورت ہو گی کہ حاکم کائنات آئے اور ان کی نبوت و حکمت کی تصدیق کرے۔

ب۔ مقام محمود۔ عرش کے نیچے سجدہ ریزی، شفاعت اور جنت کا دروازہ آپ کے لئے کھلنا۔ صدر محشر بنایا جانا، حساب و کتاب کو جلدی ختم فرما کر محفل نعت خوانی کا انعقاد ہونا۔ اس سے بڑھ کر مقام محمود کس کو نصیب ہو سکتا ہے۔ یہی مقام محمود ہے۔ دنیا کی سلطنت قلبوں کی محبوبیت۔ تا قیامت قرآن وحدیث کی حکومت و مقبولیت۔ قبر کا جلوہ دیدار محشر کی تخت نشینی ہر طرف مقام محمود ہی موتیوں کی طرح بکھرا ہوا ہے۔

ت۔ عرش۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ

مجھے عرش کی داہنی جانب کھڑا فرمائے گا اور ایک اور روایت میں عرش پر اور ایک روایت میں کرسی پر ہے۔ اور جنت کی کنجی آپ کے سپرد فرمائے گا۔ اور آپ کے ہاتھ لواء حمد ہو گا۔ اور شفاعت ان کمالات کا ایک جزو ہے جس سے ساری مخلوق کو عظیم نفع پہنچے گا۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ حق تعالیٰ روز قیامت کرسی پر حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو بٹھائے گا اور حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے روبرو پروردگار عالم ہو گا۔ حاصل کلام یہ کہ حق تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو وہ مقام عطا فرمائے گا جو کسی کو آپ کے سوا حاصل نہیں کیونکہ آپ خلیفہ اعظم ہیں۔ ہے نا حاکم کائنات

حاکمیت۔ یوم قیامت

ر۔ وسیلہ۔ رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ سے میرے لئے وسیلہ مانگو۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم وسیلہ کیا چیز ہے؟ فرمایا بہشت میں سب سے اونچا درجہ صرف ایک شخص پائے گا۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ میں ہی ہوں گا۔

ز۔ اخلاق کی تکمیل۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا اخلاق کے درجات مکمل کرنے اور اچھے اعمال کے کمالات پورے کرنے کے لئے مجھ کو بھیجا۔

س۔ تورات میں مذکور۔ روایت ہے کہ حضرت کعب سے وہ توریت سے حکایت کرتے ہیں۔ فرمایا ہم وہاں لکھا پاتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ہیں۔ میرے پسندیدہ بندے ہیں۔ عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں۔ توریت میں

حضور محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی صفت مذکور ہے۔

ن۔ بزرگی۔ اللہ تعالیٰ نے حضور محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو سارے انبیاء اور سارے آسمان والوں پر بزرگی دی۔

ص۔ معجزات۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا کہ نبیوں کی جماعت میں کوئی نبی نہ تھے مگر انہیں اتنے معجزات دیئے گئے جتنے لوگ ان جیسے معجزوں پر ایمان لائے۔ اور وہ جو خصوصی معجزہ مجھے عطا ہوا وہ وحی ہے جو اللہ نے میری طرف بھیجی تو میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن زیادہ متبعین میں ہوں۔

ط۔ خزانوں کی کنجیاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے فرمایا میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں تو میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔ اللہ نے میرے لئے زمین سمیٹ دی۔ تو میں نے اس کے مشرق ومغرب دیکھے۔

حشر کا میدان۔ لوگ ڈھونڈیں گے

حاکم کائنات کو

۲۔ ڈھونڈتے ڈھونڈتے ہزار سال گزر جائیں گے۔ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے جب قیامت کا دن ہو گا تو لوگ بعض بعض میں مخلوط ہو جائیں گے۔ یعنی اولاد "تو لوگ محشر میں اکیلے اکیلے حیران کھڑے ہوں گے' بہت دراز عرصہ گزارنے کے بعد بعض بعض سے ملیں گے اور مشورہ کریں گے از آدم علیہ السلام تا روز قیامت سارے انسان داخل ہیں۔ کافر ہوں یا مومن۔ سوائے حضرات انبیاء کرام کے تلاش شفیع کے لئے سب ہی نکلیں گے۔ حضرات انبیاء کرام نہ نکلیں گے اور ممکن ہے کہ ان لوگوں میں وہ شامل نہ ہوں جو عرش الٰہی کے سایہ میں ہوں گے۔ سب سے بڑا مسئلہ جو درپیش ہو گا کہ کوئی ایسا ہو جو اللہ

تعالیٰ سے بات کرے تاکہ روز محشر کی کارروائی شروع ہو۔ اسے شفاعت کبریٰ کہتے ہیں۔ چنانچہ انسان حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور شفاعت کبری کے لئے عرض کریں گے۔اس پر آدم علیہ السلام فرمائیں گے کہ میں اس کے لئے نہیں مجھے اپنے رب سے شرم آتی ہے۔میں نے ایک حکم بھلادیا۔ اب تم کسی اور کے پاس جاؤ(اذھبو االی غیری) پھری تمام لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔وہ بھی یہی کہیں گے کہ میں اس کے لئے نہیں ہوں۔ پھر لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔وہ بھی یہی کہہ دیں گے کہ وہ اس کے لئے نہیں۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہاں سے بھی ایسا ہی جواب ملے گا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہ بھی یہی کہیں گے کہ اس لئے میں نہیں ہوں۔ لیکن تم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے پاس جاؤ ۔ آقا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا تو وہ میرے پاس آئیں گے۔میں فرماؤں گا۔"انا لھا" ہاں میں اس کے لئے ہوں۔اس طرح ڈھونڈتے ڈھونڈتے ہزار سال گزر جائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا پھر میں اپنے رب سے اجازت مانگوں گا۔

الف۔ سجدہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا پھر میں رب کے لئے سجدہ میں گر جاؤں گا۔ پھر کہا جائے گا یامحمد ارفع راسك و قل تسمع و سل تعطه واشفع تشفع فاقول امتی امتی (اے محمد) اپنا سر اٹھاؤ۔ فرمایا تمہاری سنی جائے گی۔مانگو دیئے جاؤ گے۔شفاعت کرو قبول کی جائے گی۔ عرض کروں گا یارب میری امت یا رب میری امت کو بخش دے۔) حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اپنی وہ ایک "دعا مخصوص" محفوظ رکھی ہے۔

قارئین کرام:۔ (سیدھے بھی پہنچ سکتے ہوں گے مگر یہ سارا عمل اللہ تعالی چاہتا ہے کہ وہ ہر نبی کے پاس جا کر بالآخر حاکم کے پاس پہنچ جائیں)

میدان حشر

کفار کی تمنا۔ایک تو یہ تمنا کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے۔

قرآن بیان کرتا ہے یوم تقلب وجوھھم فی النار یقولون یلیتنا اطعنا اللہ واطعنا الرسولا (۳۲/۶۶ الاضراب) ترجمہ جس روز وہ منہ کے بل آگ میں پھینکے جائیں گے تو بصد یاس کہیں گے اسے کاش! ہم نے اطاعت کی ہوتی اللہ تعالی کی اور ہم نے اطاعت کی ہوتی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی۔

الف۔اطاعت رسول کی تمنا۔ آتش جہنم میں پھینک دیا جائے گا اور آگ میں جلنے کے باعث ان کے چہرے کی رنگ ہر لحظہ بدلتی رہے گی۔ کبھی زرد، کبھی سرخ، کبھی سیاہ، مونہوں کے بل آگ میں انہیں گھسیٹا جائے گا۔ معذرت خواہی کرتے ہوئے عرض کریں گے۔اے ہمارے رب۔اس میں ہمارا اتنا قصور نہیں۔ ہمارے سردار اور پیشوا ہمیں جس راہ پر چلاتے رہے ہم چلتے رہے۔انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔الہی ہم بے قصور ہیں۔ ہمیں معافی ملنی چاہیے۔ لیکن اگر ہمیں معافی نہیں ملتی تو ہماری یہ درخواست ضرور قبول ہو کہ ان سرداروں اور سرغنوں کو دوچند عذاب دیا جائے ان ظالموں نے اپنے آپ کو بھی ہلاک کیا اور ہمارا بیڑا بھی غرق کر دیا۔ ان کا دوہرا جرم ہے۔ان کو سزا بھی دگنی ملنی چاہیے۔

ب۔ اس وقت انہیں حسرت و ندامت سے ایک ہی خیال آئے گا کہ کاش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی اطاعت کی ہوتی۔

نتیجہ۔ یہ انجام ہے حاکم کائنات کے نافرمانوں کا۔باغیوں کا۔ ،

جبریل کی تمنا۔ قیامت کے بعد

محدث سیوطی علیہ الرحمتہ نے اپنی کتاب "انیس الجلیس"
میں ایک واقعہ اس طرح درج فرمایا ہے کہ جب دوزخی دوزخ میں اور
جنتی جنت میں چلے جائیں گے۔ تو اس کی ایک مدت کے بعد حضرت جبریل علیہ
السلام خداوند کریم کی بارگاہ میں عرض کریں گے۔ کہ خداوند کریم! میرا جی
چاہتا ہے کہ۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے
ملاقات کروں۔ حکم ہوگا کہ۔ جاؤ! جبرئیل علیہ السلام عرض کریں گے۔ کہ بغیر
کسی ہدیہ اور تحفہ کے خالی ہاتھ کیسے جاؤں۔ حکم باری ہوگا۔ کہ ایسا تحفہ لے کر ان
کی خدمت میں جاؤ۔ جو کہ ان کو زیادہ مرغوب ہے۔ جبرئیل علیہ السلام عرض
کریں گے۔ وہ کون سا تحفہ ہے۔ تو خدا تعالیٰ فرمائے گا۔ کہ ان کی امت میں
سے ایک گنہگار دوزخ میں باقی ہے اس کو لے جاؤ۔ مگر پہلے ان سے دریافت کر لینا
اگر وہ فرمائیں گے۔ تو لے جانا۔ یہ فرمان سن کر جبرئیل علیہ السلام دوزخ میں
جائیں گے۔ اور دیکھیں گے۔ کہ بہت سے لوگوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ کہ وہ جل
کر کوئلہ کی طرح سیاہ ہو گئے ہیں۔ زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوں گے۔ اور
ان میں سے ایک شخص ہوگا جس کا چہرہ اور ہاتھ پاؤں سفید ہوں گے۔ جبرئیل
علیہ السلام اس سے پوچھیں گے۔ کہ تو کون ہے۔ اور کس نبی کی امت سے ہے
؟ تو وہ شخص حضور پر نور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا نام تک بھول
گیا ہوگا۔ کہے گا۔ افسوس! میں اپنے نبی کا نام نہیں جانتا۔ اور سجدے میں گر کر
زار و قطار روئے گا۔

اور جبرئیل علیہ السلام کے پاؤں کو بوسہ دے گا۔ اور کہے گا کہ اے بندہء خدا! مجھ میں عذاب برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ خدا کے واسطے خداوند کریم کے آگے میری شفاعت کر۔ جبرئیل علیہ السلام فرمائیں گے۔ کہ تو اپنے نبی کا نام نہیں جانتا۔ یہ بتا کہ تو خدا تعالی کی کیا عبادت کرتا تھا۔ تو وہ کہے گا۔ کہ ہم ایک ماہ کے روزے رکھتے تھے ۔اور روزانہ پانچ نمازیں پڑھتے تھے تب جبرئیل علیہ السلام فرمائیں گے۔ کہ تیرے نبی کا نام نامی اسم گرامی "محمد" صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ہے۔ وہ یہ مبارک نام کہے گا۔ میرے محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم میرے احمد' میرے نبی' میرے شفیع تو جبرئیل علیہ السلام فرمائیں گے۔ کہ اپنے نبی پاک کا نام نہ بھولیے ہم تمہارے نبی کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم کی بارگاہ میں تمہارے متعلق عرض کریں گے ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فرمائیں گے جبرئیل کیا تحفہ لائے ہو؟ تو جبرئیل علیہ السلام عرض کریں گے۔ کہ تحفہ ایسا موجود ہے۔ کہ جس سے آپ خوش ہو جائیں۔ مگر آپ کی اجازت بھی ضروری ہے۔ جبرئیل علیہ السلام عرض کریں گے۔ کہ آپ کا ایک امتی دوزخ میں ہے۔ اگر حکم ہو تو اس کو لے آؤں۔ تو غم خوار امت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم جلدی سے اٹھیں گے۔ اور فرمائیں گے۔ کہ جب تک میرا امتی جنت میں نہ آجائے۔ میں جنت کے اندر داخل نہ ہوں گا۔ جبرئیل علیہ السلام جلدی سے دوزخ میں جائیں گے تا کہ اس شخص کو لا کر بارگاہ مصطفوی صلی اللہ تعالی میں لا کر حاضر کریں۔ مگر وہ شخص دوزخ میں نہیں ملے گا تب جبرئیل علیہ السلام رب العزت کی بارگاہ میں عرض کرے گا۔ کہ وہ شخص کہاں غائب ہو گیا ارشاد ہو گا۔ وہ شخص فلاں جنگل میں فلاں پہاڑ کے نزدیک جو غار ہے اس میں ہے۔

کیونکہ اسے تارک نماز کا دوزخ میں وہ مقام ہے چنانچہ جبرئیل علیہ السلام جہنم کی تہ میں جاکر اسے مقام مذکور میں پائیں گے۔ اور وہاں سے اس کو نکالیں گے۔ تو اس وقت "یا حنان یامنان" کہہ رہا ہوگا۔ اور آگ اس کو کچھ نہ کہے گی۔ جبرئیل علیہ السلام فرمائیں گے۔ تیرے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم تجھ کو بلا رہے ہیں۔ یہ سنتے ہی وہ شخص مارے خوشی کے پھولا نہ سمائے گا۔ اور جلدی سے جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ چل پڑے گا۔ اور کہے گا۔ کہ جبرئیل مجھ کو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے سامنے اس روسیاہی کے ساتھ جاتے ہوئے شرم آتی ہے الغرض جبرئیل علیہ السلام اس کو دوزخ سے نکال کر جنت کی طرف لے چلیں گے۔ جب جنت کے قریب پہنچیں گے تو شفیع عاصیاں احمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثناء ان کے لئے تشریف فرما ہوں گے۔ وہ شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے دست مبارک کو بوسہ دے گا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فرمائیں گے۔ کہ کس گناہ کی وجہ سے تو عذاب میں مبتلا رہا۔ تو وہ شرماتے ہوئے عرض کرے گا۔ کہ مجھ سے ایک وقت کی نماز قصداً فوت ہو گئی تھی۔ جس کی وجہ سے پچاس ہزار سال دوزخ میں رہا۔

(انیس الجلیس صفحہ نمبر ۱۲۱ تا نمبر ۱۲۳ مطبوعہ دھلی)

قارئین کرام۔ ہمارے رسول کریم ﷺ پوری کائنات کے محبوب ہیں۔

ہجرت کے راستے میں

قارئین کرام :۔ رسول کریم صلی اللہ وعلی آلہ وسلم کو جو دیکھتا تھا وہ نور کے حسن کی وجہ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ ہجرت کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مع صدیق اکبرؓ کے راستے میں ایک جگہ ٹھہرے۔ ام معبد کا جھونپڑا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے چلے جانے کے بعد جب اسکا خاوند آیا اور اس نے مریل بکری کو فربہ پایا اور تمام برتن دودھ سے بھرے ہوئے پائے تو اپنی بیوی ام معبد سے پوچھا۔ کہ کون آئے تھے۔ تو وہ کہتی ہے۔

ام معبد کہنے لگی

میں نے ایک ایسا شخص دیکھا جس کا حسن وجمال نمایاں تھا۔ چہرہ روشن تھا۔ اخلاق پاکیزہ تھے۔ آنکھوں میں گہری سیاہی تھی۔ پلکیں لمبی تھیں۔ آواز بلند تھی مگر کرخت نہ تھی آنکھوں کی پتلیاں بہت سیاہ اور ڈورے سفید تھے۔ آنکھوں کے کوئے سیاہی مائل تھے۔ بھنویں نہ ایک دوسرے سے بالکل الگ تھیں نہ بالکل ملی ہوئیں۔ بلکہ درمیان میں ہلکے ہلکے بال تھے۔ اور بھنووں کے کنارے باریک تھے بال نہایت سیاہ تھے۔ گردن میں درازی تھی۔ داڑھی گھنی تھی خاموش ہوتا تو اسکا وقار نمایاں ہوتا تھا۔ بولتا تو معلوم ہوتا تھا کہ اسکی آواز گردوپیش پر چھاگئی ہے۔ گفتگو ایسی تھی جیسے زبان سے موتیوں کی لڑی سلسلہ وار نکلتی چلی آرہی ہو۔ کلام شیریں اور واضح تھا۔ نہ کم گو تھا نہ باتونی۔ دور سے سنو اسکی آواز سب سے زیادہ بلند مگر خوش آہنگ محسوس ہوتی۔ اور قریب سے سنو تو بہت شیریں اور لطیف معلوم ہوتی تھی۔ میانہ قد۔ نہ ایسا دراز کہ بدنما نظر آئے اور نہ اتنا پست کہ کوئی نگاہ اس سے بلند تر کی طرف متوجہ ہو۔ اپنے ساتھیوں میں وہ سب سے زیادہ خوش منظر تھا۔ اور سب سے زیادہ قدرومنزلت رکھتا تھا۔ اسکے رفقاء اسے گھیرے رہتے تھے۔ اسکی بات بڑی توجہ سے سنتے اور اسکے حکم پر دوڑ پڑتے تھے۔ وہ مخدوم تھا۔ مالوف تھا نہ ترش رو تھا نہ درشت کلام۔

مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا عشق رسول

کاتبِ صلح نامہ حدیبیہ ۶ھ

(ما امحوک ابداً) میں اس کو ہمیشہ تک نہیں مٹا سکتا (فرمانِ علی)

روح البیان پ ۲۶ سورۃ فتح میں درج ہے۔ کفار مکہ کے سردار نے کہا ایک کتاب لکھ دیجئے۔ ا۔ رسول کریم ﷺ نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا لکھ "بسم الله الرحمن الرحيم" سہیل نے کہا ہم بسم اللہ کے اضافی الفاظ الرحمٰن الرحیم کو نہیں جانتے آپ لکھوایئے "باسمك اللهم" اے اللہ تیرے نام سے شروع" آپ نے وہی لکھوایا پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ لکھ "هذا ما صالح عليه محمد رسول الله" یہ وہ ہے جن پر محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) نے صلح کی"۔ سہیل نے کہا "اگر ہم گواہی دیتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو پھر ہم آپ سے جنگ کیوں کرتے اور آپ کو کعبہ کی حاضری سے کیوں روکتے آپ اپنا اور اپنے باپ کا نام لکھوایئے" آپ نے فرمایا اے علی (رضی اللہ عنہ) "رسول اللہ کا لفظ مٹا دے۔" انہوں نے عرض کی "والله ماامحوك ابدا" بخدا میں اس کو کبھی بھی نہیں مٹا سکتا!" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا مجھے دکھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دکھایا تو آپ نے اپنے ہاتھ مبارک سے لفظ رسول اللہ پر لکیر کھینچی اور فرمایا لکھ یہ وہ ہے جس پر محمد بن عبداللہ نے صلح کی اور فرمایا اس میں کون سا فرق پڑتا ہے میں محمد رسول اللہ بھی ہوں اور محمد بن عبداللہ بھی۔ (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) قارئین کرام۔ دیکھا مولا علی رضی اللہ عنہ کا عشق رسول۔ کیسے کیسے عاشق امتی ہیں۔

جسم اطہر اور جادو کا اثر

رسول کریم ﷺ کے جسم اقدس پر جادو کا اثر نہ ہوا تھا

آپ ﷺ کو مسحور (جادو زدہ) کہنا کفر ہے

قارئین کرام۔ (۱) رسول کریم ﷺ پر جادو کے اثر ہونے کے واقعے کو بڑے زور شور سے بیان کیا جاتا ہے۔ اس کی روایات میں تضادات ہیں اور اس کے الفاظ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی اور توہین کی بو آتی ہے۔ بلکہ قرآن حکیم کی کئی آیات کی نفی ہوتی ہے۔

(۲)۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک زمانہ آئے گا جب تم ایسی حدیثیں سنو گے جو تمہارے باپ دادا نے نہ سنی ہوں۔ تو تم ان کو کتاب اللہ پر پرکھنا۔ اگر موافق ہوں تو قبول کر لینا ورنہ میں اس سے بری ہوں ــــــ بعینہ یہ روایات یہود اور دیگر بدمذہبوں نے گھڑ کر بخاری شریف میں ملا دیں جسے لوگ قرآن حکیم پر پیش کیے بغیر قبول کر کے اندھا دھند یقین کر رہے ہیں۔ اسے اسرائیلیات کہتے ہیں۔

کیا اللہ تعالیٰ کے انبیاء کرام پر جادو اثر کر سکتا ہے

نہیں وہ ایسے کہ نبی سے بحکم الٰہی معجزہ صادر ہوتا ہے جو غیر نبی سے نہیں ہو سکتا بالکل اسی بنا پر انبیاء کرام جادو سے متاثر نہیں ہوتے بلکہ غیر نبی ہوتے ہیں یہی فضیلت کا امتیاز ہے نبی اور غیر نبی میں۔

۱۔ انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے مقرب لوگ ہیں اور معجزات ان کی شان ہوتی ہے۔

۲۔ جادو شیطانی عمل ہے اور یہ معجزہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

۳۔ معجزہ جادو پر غالب آجاتا ہے کیونکہ یہی اصول قدرت ہے۔

۴۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر فرعون کے جادوگروں نے (سوتے ہوئے) جادو چلایا مگر جادو نے اثر نہ کیا۔

۵۔ موسیٰ علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ کی نشانیاں پیش کیں تو فرعون نے انہیں مسحور کہا۔ انی لا ظنك یموسی مسحورا (۱۰۱۔۱۷)
وانی لا ظنك یفرعون مثبورا (۱۰۲۔۱۷)

۶۔ اللہ تعالیٰ کا اعلان۔ جو میرے نبی کو مسحور (جادو زدہ کہے) وہ عنقریب ضرور ہلاک ہونے والا ہے۔

۷۔ قوم صالح۔ قوم شعیب۔ قوم عیسیٰ علیہم السلام کے کفار نے انہیں جادو زدہ (مسحور) کہا۔

۸۔ رسول کریم ﷺ اور ابلیس کے مقابلہ کی داستان:۔ (تفسیر روح البیان پارہ ۹ قال الملا صفحہ ۲۰۱) میں لکھا ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ ابلیس نے ایک نار کا شعلہ لے کر میرے منہ میں دینا چاہا۔ میں نے تین بار پڑھا اعوذ باللہ منك، پھر میں نے کہا اللہ تعالیٰ کی کامل لعنت ہو۔ یہ بھی تین بار کہا۔ لیکن وہ باز نہ آیا۔ پھر میں نے اسے پکڑ لینے کا ارادہ کیا۔ اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی۔ تو میں اسے باندھ دیتا صبح کو مدینہ طیبہ کے چھوٹے چھوٹے بچے اس سے کھیلتے۔

۹۔ یہودیوں نے بہت دفعہ حضور ﷺ پر جادو کیا۔ مگر ان کی تمام کوششیں رائیگاں گئیں اور محمد رسول ﷺ پر کچھ اثر نہ ہوا۔ یہ بات یہود کے اکابرین نے (بقول روایت) لبید بن اعصم کو کہی

نتیجہ :۔

۱۔ انبیاء کرام چونکہ معصوم اور محفوظ ہوتے ہیں۔ اگر ان پر جادو کیا بھی جائے تو ان پر جادو اثر نہیں کرتا۔ یہی نبوت کا اعجاز ہے۔

۲۔ ہمارے آقا ﷺ پر یہود کے اکابرین نے بار بار جادو کئے جس میں مردوں کے ساتھ ساتھ ان کی عورتوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا مگر ان کی تمام کوششیں رائیگاں گئیں اور جادو نے اثر نہ کیا کیونکہ رسول اکرم ﷺ معصوم و محفوظ تھے۔

۳۔ اس بنا پر مذکورہ روایت واقعاتی شہادتوں کی بنا پر رد ہو جاتی ہے خصوصاً جادو کے اثرات کے حوالے سے۔

اب تک کا حاصل کلام

۱۔ نبی کو مسحور کہنا کفار و ظالمین کا وطیرہ ہے۔

۲۔ اگر نبی مسحور ہو جائے تو درج ذیل خرابیاں لازم آئیں گی:

الف۔ منصب نبوت کے فرائض میں انقطاع پیدا ہو جائے گا۔

ب۔ نبی کا مشن فیل (نعوذ باللہ) ہو جائے گا کیونکہ وہ پیغام ہی نہ پہنچا سکے گا۔

ت۔ جادو کا اثر ذہن پر ہوتا ہے۔ جو کہے کہ صرف جسم کی حد تک محدود ہوتا ہے وہ کم عقلی والی بات کرتا ہے۔

ف۔ بعض مفسرین نے کہا کہ کفار نے آپ کو مسحور اور فقیر سے مماثلت دی کہ جیسے مسحور نبوت و رسالت کا اہل نہیں ایسے ہی آپ اور جیسے فقیر ناقص ہوتا ہے کہ وہ اپنے امور معاش کو سر انجام نہیں دے سکتا ایسے ہی آپ (معاذ اللہ) اسی لئے ان کا مطالبہ تھا کہ آپ کے ساتھ کوئی اور معاون ہو جو نبوت و رسالت کے امور سر انجام دے۔ (روح البیان)

ث۔ اگر جادو سے فرائض نبوت منقطع وغیرہ کئے جا سکتے ہوں تو پھر کفار

لوگ وقفہ وقفہ سے نبی کریم ﷺ پر جادو کرتے رہتے اور آپ کے مشن کو فیل کر دیتے (معاذاللہ) جنگوں کی کیا ضرورت تھی۔

عصمت النبی ﷺ

رسول کریم ﷺ کے جسم اقدس

اور قلب اقدس اور دماغ اقدس کی حفاظت

اللہ تعالیٰ نے شیطان کے افعال کے اثرات سے محفوظ کیا ہے

فرمان رسول کریم ﷺ

عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما منكم من احد الا وقد وكل به قرينه من الجن و قرينه من الملائكة قالوا واياك يا رسول الله قال واياى ولكن الله اعاننى عليه فاسلم

روایت ہے حضرت ابن مسعود سے فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی ﷺ نے تم میں ایسا کوئی نہیں جس پر ایک ساتھ جن اور ایک ساتھی فرشتہ مقرر نہ ہو لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ پر بھی فرمایا مجھ پر بھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے مجھ پر غلبہ والا نہیں کیا اور وہ مطیع تابعدار ہو گیا ہے۔

تشریح:۔ اس حدیث پاک میں قابل توجہ لفظ فاسلم ہے۔ جس کا مطلب ہے مطیع و فرماں بردار ہونا۔ اسلام قبول کرنا۔ قاضی عیاض بن موسی مالکی اندلسی اپنی کتاب الشفاء میں فرماتے ہیں جس کی تشریح میں علمائے کرام نے لفظ اسلم کو استسلم میں لیا ہے جس کا مطلب ہے تابعدار ہونا۔ مطیع ہونا۔ فرماں بردار ہونا۔(Surrender Yield Submissive Docile) یہ بالکل صحیح ہے اور عین عقل کے مطابق ہے (المنجد صفحہ ۴۸۸)

چونکہ شیاطین کی خصلت ہی سرکشی اور نافرمانی ہے اس لئے اس کی مطابقت سے یہ معانی صحیح ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ شیطان کا کام ہے جسمانی اور ذہنی ایذا پہنچانا جب اس حدیث کی رو سے اس معاملے میں بحث کریں تو چونکہ یہاں سرکاردو عالم ﷺ سے نسبت کی بات ہو رہی ہے تو اس کا تابعدار ہونا۔ مطیع ہونا۔ فرماں بردار ہونا ہی نہایت موزوں ہے۔

ولکن اللہ اعاننی علیہ فاسلم. اعاننی علیہ بمعنی لم یسلطہ علی۔ معنی غلبہ دینا۔ اختیار دینا۔ قابض بنانا۔ (المنجد ۴۸۵)

ترجمہ:۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے مجھ پر غلبہ والا قابض نہیں کیا اور وہ مطیع اور فرمانبردار اور تابع ہو گیا ہے۔

فرمان نبی ﷺ

کوئی آدمی ایسا نہیں جسے پیدائش کے وقت شیطان چھوتا نہ ہو۔ وہ بچہ شیطان کے چھونے سے ہی چیختا ہے سوا مریم اور ان کے فرزند کے (بخاری و مسلم)

۱۔ آدم و حوا کو شیطان مس نہ کر سکا کیونکہ وہ آدمی زادہ نہیں۔

۲۔ عیسی اور مریم کو پیدائش کے وقت شیطان نے یہ حرکت کی مگر اس کی انگلی حجاب میں لگی جو رب نے ان کے اور شیطان کے درمیان پیدا کر دیا تھا۔ اس حدیث کی تائید قرآن پاک کی اس آیت سے ہے۔ قالت انی اعیذ ھا بک و ذریتھا من الشیطان الرحیم

۳۔ ہمارے نبی ﷺ روتے ہوئے پیدا نہ ہوئے۔ (یہ تحقیق سے ثابت ہے) بلکہ آپ ﷺ پیدا ہوتے ہی سجدہ ریزہ ہو گئے اس لئے آپ ﷺ اس سے مستثنٰی ہیں (مشکوۃ)

امت مسلمہ کا اجماع (عقیدہ)

قاضی ابو الفضل عیاض بن موسی الحصبی رحمتہ اللہ علیہ کتاب الشفاء میں رقمطراز ہیں۔

واعلم ان الامه مجمعه علی عصمة النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الشیطان و کفایة منه لا فی جسمه بانواع الاذی ولا علی خاطره بالوساوس۔

چھٹی صدی ہجری

یہ بات چھٹی صدی ہجری میں ہی طے پا گئی تھی اور نامور عالم دین قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔ اس کی تشریح بہت ضروری ہے جو کہ لغت کی رو سے ملاحظہ ہو۔ (المنجد اور فیروز اللغات)

عصمہ:۔ حفاظت ۔(DEFENCE) حمایت (PROTECTION) تکلیف دور کرنا ۔ بچاؤ (PREVENTION) : مدافعت (PRESERVATION) مدد۔

الخاطر:۔ خیال۔ دل۔ نفس۔ طبیعت (المنجد ص ۲۸۳) فکر۔ سوچ۔ غور (الشفاء)

کفایہ:۔ دشمن کے شر سے بچا دینا۔ دوسری چیز سے بے نیاز ہونا (المنجد ص ۸۸۷)

صحیح ترجمہ

یہ بات تحقیق شدہ ہے کہ امت مسلمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول کریم ﷺ کا جسم اقدس بشمول دل، دماغ، سوچ، خیال، طبعیت شیطان سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہیں اور شیطانی ہتھکنڈے آپ ﷺ پر کبھی بھی اثرانداز نہیں ہو سکتے۔

تشریح

معلوم ہوا کہ رسول کریم ﷺ اپنے منصب کی بدولت شیطان کے تمام کارناموں کے اثرات سے محفوظ ہیں۔ شیطان کے کارناموں میں سر فہرست جادو،

ہے جس سے انسان کے ذہن، قلب جسم پر اثر انداز ہو کر اسے بے بس کر دیتا ہے۔ عام انسان کو تو شیطان دائیں بائیں آگے پیچھے سے حملہ کر کے اور دیگر سفلی علوم کی بدولت جو کہ شیطان کے پیرو کار کرتے ہیں۔ زیر کر لیتا ہے۔

لیکن:۔ انبیاء کرام اور خصوصاً سید الانبیاء رسول کریم ﷺ شیطان کے شر عظیم یعنی جادو سے متاثر نہیں ہوتے۔ یہ عقیدہ کا معاملہ ہے۔ اگر:۔ (معاذاللہ) شیطان اپنے برے افعال یعنی "جادو وغیرہ" سے انبیاء کرام پر غلبہ حاصل کرے تو پھر نظام نبوت میں خلل پڑ جائے گا۔ (استغفر اللہ) جو کہ خلاف قانون فطرت ہے۔

اولیائے کرام:۔ مثلاً حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ اور خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ پر بھی جادوگروں نے وار کئے۔ جادوگر جب ہوا میں اڑے تو ان حضرات کی نعلین مبارک نے انہیں مار مار کر حضرات کے قدموں میں لاڈالا۔ مگر ناکام ہوئے اور بالآخر اسلام لے آئے۔

قارئین کرام:۔ جادوگروں کا جادو تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اولیاء کی جوتیوں پر نہ چلا۔ کم عقل لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کے اعضاء جو کہ معجزہ پر جادو کے اثرات گلے پھاڑ پھاڑ کر بتاتے ہیں۔

جادو آگ ہے

☆ جادو کا اثر حضرت داتا گنج بخش اور خواجہ غریب نوازؒ کی جوتی کی نوک کے نیچے۔

☆ رسول کریم ﷺ کا نام لیں تو آگ اثر نہ کرے۔ (محمد پناہ' لاڑکانہ کا واقعہ) رسول کریم ﷺ پر درود پاک بھیجنے والا شخص محمد پناہ' درود شریف پڑھتا ہوا آگ میں سے گزر جائے اور اسے کوئی گزند نہ پہنچے اور دوسرا گستاخ خبیث آگ سے جھلس جائے۔

☆ یہ اصلی آگ کی بات ہے کہ یارسول اللہ ﷺ کہنے والے پر اثر نہ رکے۔

☆ جادو تو معنوی آگ ہے۔ وہ کیسے اثر کرے گی۔ کبھی نہیں۔

حیرت اور مزے کی بات توجہ فرمائیں

۱۔ یہ ہے کہ مفسرین حضرات ان سورتوں کا نزول تو مکی لکھتے ہیں اور تفسیر کے دوران جادو والا واقعہ اس سے ملا دیتے ہیں جو بقول ان کے مدینہ منورہ میں صلح حدیبیہ کے بعد ہوا یعنی شروع ۷ھ میں۔

۲۔ دیکھیں کتنا تضاد ہے ان مفسرین کے ذہنوں میں۔ کہ ۱۶یا ۱۷سال پہلے نازل ہونے والی سورتیں لاگو کر رہے ہیں اس واقعہ پر جو دوسرے شہر میں ہوا۔

۳۔ قارئین کرام:۔

۱۔ بندہ کی کتاب رسول کریم ﷺ کا جسم اطہر اور جادو کا اثر پڑھیں۔ بندہ نے اکیس سوالات کیے ہیں جن میں سب سے اہم سوال یہ ہے کہ کیا چاروں قل والی سورتیں مکی نہیں؟

۲۔ جواب۔ چاروں قل والی سورتیں مکی ہیں اور خصوصا سورۃ الفلق اور الناس۔ ان کا تعلق یہود کے اس گھڑے ہوئے واقعہ سے جو نزول کے سولہ برس بعد ہوا کوئی تعلق نہیں۔

۳۔ فرمان رسول کریم ﷺ کے مطابق ہر اس حدیث کو قرآن پاک پر پرکھنا ضروری ہے جسکا تعلق رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس سے ہو۔

۴۔ بغیر تحقیق کیے ہوئے علمی دلائل کی عدم موجودگی میں کسی مفتی کے لئے فتوی دینا علمیت کی کمی کی دلیل ہے۔

غیر کی نظر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم

حاکم کائنات کا مقام

سب سے اوپر سب سے پہلا۔ احکم الحاکمین کا بھیجا ہوا حاکم کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہٖ وعلی آلہ وسلم کی ذات اقدس 'غیروں کی نظر میں' پیش کر رہا ہوں۔ اپنے تو شان محبوب کو اجاگر کرتے ہی ہیں۔ مگر سچائی وہ ہوتی ہے جسے غیر بھی مانیں۔ غیر مسلم مورخین جو کہ تعصب کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کے متعلق غلط سلط خیالات کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ انہوں نے بھی مانا کہ اس کائنات میں سب سے بلند وبالا اور اعلیٰ ترین شخصیت جو ہے وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ہی شخصیت ہے۔

۔ ایک انگریز جس کا نام مائیکل ایچ ہارٹ (Micheal H. Hart) ہے اس نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں ان ایک صد انسانوں کا ذکر ہے جنہوں نے انسانی تاریخ کو متاثر کیا۔ اس کتاب کا نام The100 ہے۔ ان ایک سو کی لسٹ دیکھیں جو کہ اگلے صفحہ پر دی ہے۔ اس میں سب سے اوپر سب سے پہلے انہوں نے لکھا ہے محمد (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) چونکہ یہ لکھنے والا غیر مسلم ہے اس لئے ظاہر ہے وہ صلوۃ وسلام نہیں جانتا۔ ان کا اپنا نبی حضرت عیسیٰ (Jesus Christ) تیسرے نمبر پر لکھا ہے۔ اور حضرت موسیٰ سولہویں نمبر پر لکھا ہے اور پھر یہ لسٹ دیکھتے جائیں تو حضرت عمر کا نام بھی اکیاون نمبر پر نظر آئے گا۔ یہ ایک غیر مسلم مورخ' دانشور کا آثار و شواہد اور دلائل سے تاریخ کی روشنی میں قائم کردہ اپنا نظریہ اور خیال ہے۔

نتیجہ :۔ ہے ناں حاکم کائنات۔ کہ ہر کوئی کہتا ہے کہ وہ سب سے بلند وبالا ہے۔ سب سے اعلی ہے۔

ب۔ کفار نے کیا کہا۔ کفار مکہ گو کہ رسالت کے منکر تھے۔ توحید کے منکر تھے۔ مگر صادق اور امین کے القاب انہوں نے ہی دیئے تھے نہ کہ مسلمانوں نے۔ مگر یہ کفار تھے بہت ہی کم عقل۔ ہجرت کی رات بارہ قبیلوں کے نمائندے ننگی تلواریں لے کر آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے گھر کے دروازے کے باہر کھڑے ہوگئے کہ جب ان کا "امین" باہر نکلے گا تو یکبارگی حملہ کر کے قتل کر دیں گے۔ یہ جانتے ہوئے کہ اس "امین" کے اسی گھر کے اندر ان کا سامان بطور امانت رکھا ہوا ہے جو وہ ایک دوسرے کے پاس نہ رکھتے تھے کیونکہ ایک دوسرے پر بھروسہ نہ کرتے تھے۔ جنگ احد میں ابی بن خلف اپنے خیمے سے باہر نہ نکلتا تھا۔ کیونکہ پچھلے سال بدر کی لڑائی کے بعد جب ابی بن خلف نے آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو کہا تھا کہ میں آپ کو قتل کروں گا (اگلے معرکے میں) تو اس کے جواب میں صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ نہیں تم میرے ہاتھ سے قتل ہوگے۔ یہ سنتے ہی خاموش ہوگیا۔ رنگ فق پڑ گیا اور یہی وجہ تھی کہ احد میں خیمے سے نہ نکلتا تھا۔

2۔ موجودہ دور کے غیروں نے کیا کہا۔

الف۔ پیغمبر اسلام سچے نبی خلوص وایثار کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ ڈاکٹر جی ڈبلیو لیٹر ز کا کہنا ہے کہ سچے رسول میں ان علامتوں کا پایا جانا ضروری ہے کہ وہ ایثار نفس خلوص نیت کی جاگتی تصویر ہو۔ اپنے نصب العین میں یہاں تک محو ہو کہ طرح طرح کی سختیاں جھیلے ، انواع

واقسام کی صعوبتیں برداشت کرے۔ لیکن اپنے مقصد کی تکمیل سے باز نہ آئے۔ ابنائے جنس کی غلطیوں کو فوراً معلوم کر لے اور ان کی اصلاح کے لئے اعلیٰ درجہ کی دانشمندانہ تدبیر سوچے اور ان تدابیر کو قوت سے عمل میں لائے تو میں نہایت عاجزی سے اس بات کا اقرار کرنے پر مجبور ہوں کہ حضرت محمد خدا کے سچے نبی تھے اور ان پر وحی نازل ہوتی تھی۔"

ب۔ راست باز اور سچے مصلح۔ جناب ڈاکٹر ی اے فریمن۔ "اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت محمدؐ بڑے پکے راستباز اور سچے ریفارمر تھے۔"

(معجزات اسلام ص 67)

ت۔ پیغمبر اسلام کا ظہور بنی نوع انسان کیلئے خدا کی رحمت ہے
بدھ مذہب کے پیشوائے اعظم جناب مانگ تونگ صاحب "حضرت محمدؐ کا ظہور بنی نوع انسان پر خدا کی ایک رحمت ہے۔ لوگ کتنا ہی انکار کریں مگر آپ کی اصلاحات سے چشم پوشی ممکن نہیں۔ ہم بدھی لوگ حضرت محمدؐ سے محبت کرتے اور ان کا احترام کرتے ہیں۔ معجزات اسلام۔ ص۔66)

ث۔ اعلیٰ اخلاق۔ جناب بابو مکٹ دھاری پرشادبی اے ایل ایل بی وکیل (گیا۔بہار) "حضرت محمد کی تعلیمات کی طرح آپ کے اخلاق بھی بہت بلند تھے۔" (تاریخ القرآن)

ج۔ رسول کریم کی زندگی سراپا عمل ہے۔ جناب ہز ہائنس مہاراجہ نرسنگھ گڈھ "حضرت محمدؐ کی زندگی سراپا عمل اور ایثار کا مرقع ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے جہالت کی اصلاح فرمائی اور اسے اپنی انتھک کوششوں سے جگمگا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ ساری دنیا میں پیغمبر اسلام کا نام مبارک روشن ہے۔

(رسالہ ایمان پٹی لاہور جون 1936)

ح۔ ضلالت و گمراہی سے صرف غار حرا کی آواز ہی نکال سکتی ہے

جناب پروفیسر مارس "کوئی چیز عیسائیان روم کو اس ضلالت کے خندق سے جس میں وہ گرے پڑے تھے نہیں نکال سکتی تھی بجز اس آواز کے جو سرزمین عرب میں غار حرا سے آئی۔"

(رسالہ مولوی دہلی ربیع الاول 1351ھ)

د۔ دنیا میں جس قدر پیغمبر آئے ان سب میں پیغمبر اسلام سب سے زیادہ ممتاز رتبہ رکھتے ہیں۔ مسٹر میجر آرتھر گلن مورنڈ۔ "حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم بلاشبہ اپنے مقدس زمانہ میں ارواح طیبہ میں سے تھے۔ وہ صرف مقتدر رہنما ہی نہ تھے بلکہ تخلیق دنیا سے اس وقت تک جتنے صادق سے صادق اور مخلص سے مخلص پیغمبر آئے وہ ان سب سے ممتاز رتبہ کے مالک تھے۔

(استقلال فروری 1936)

ذ۔ آپ روحانی پیشوا بھی تھے اور جرنیل و کمانڈر بھی۔ کملا دیوی بی اے بمبئی۔ "اے عرب کے مہارشی آپ وہ ہیں جن کی شکتا سے مورتی پوجا مٹ گئی اور ایشور کی بھگتی کا دھیان پیدا ہوا۔ بے شک آپ نے دھرم سیوکوں میں وہ حالت پیدا کر دی کہ ایک ہی سے

کے وہ لوگ جرنیل کمانڈر اور چیف جسٹس بھی تھے اور آتما کے سدھار کا کام بھی کرتے تھے۔ آپ نے عورت کی مٹی ہوئی عزت کو بچایا اور اس کے حقوق مقرر کیے۔ اس دکھ بھری دنیا میں شانتی اور امن کا پرچار کیا اور امیر و غریب سب کو ایک سبھا میں جمع کیا۔"

(اخبار الامان 17 جولائی 1933ء)

ر۔ مخلص و صادق رسولؐ کی سیرت و بلند کردار۔ مسٹر سر ولیم میور لائف آف محمد میں لکھتے ہیں۔ "حضرت محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے اخلاص و صداقت کا یہ زبردست ثبوت ہے کہ ان کا مذہب سب سے پہلے قبول کرنے والے ان کے دلی دوست اور گھرانے کے لوگ تھے۔ یہ سب کے سب ضرور ان کے روزمرہ کے حالات گھریلو زندگی سے بخوبی واقف ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ جو لوگ دوسروں کو دھوکہ و فریب دینے کی غرض سے مکاری و عیاری سے کام لیتے ہیں تو ان کے ان اقوال میں جو محض دوسروں کے سنانے کے لئے مجمع عام میں کہا کرتے ہیں اور گھر کی چہار دیواری کے اندر ان کے اعمال میں عموماً ہمیشہ فرق ہوا کرتا ہے۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی غرض و غایت فریب اور دھوکہ سے کام لینا ہوتا تو یہ ممکن نہ تھا کہ ان کے دوست و احباب اور ان کے قریبی رشتہ داروں کو جو ان پر سب سے پہلے ایمان لائے۔ ان کی ریاکاری و عیاری کا پتہ نہ چل جاتا۔"

(لائف آف محمدؐ)

ز۔ رحم و شجاعت کا مجموعہ۔ جناب اسٹینلی لین پول اپنے لیکچر آف محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم میں کہتے ہیں "محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی شخصیت رحم و شجاعت دونوں کا مجموعہ ہے۔ وہ اکیلے برسوں

تک اپنے ہم وطنوں کی نفرت کا مقابلہ کرتے رہے۔ وہ اس قدر خلیق تھے کہ ہر ایک سے محبت کے ساتھ ملتے اگر کوئی شخص ہاتھ ملاتا تو دوسرے شخص کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ خود پہلے کبھی علیحدہ نہ کرتے وہ غیروں کے ساتھ شفقت کرتے۔ ان کے بے ریا دوستی و ہمدردی۔ عظیم فیاضی۔ شجاعت۔ بسالت بے شک مستحق تعریف ہے۔ ان پر ظلم و عیش پرستی کے جو الزامات عائد کئے جاتے ہیں لیکن تحقیق کی بنا پر ہم کہنا چاہتے ہیں کہ یہ سب بے سروپا باتیں ہیں۔ بے شک محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی شخصیت عظیم و جلیل تھی۔

(اپچز آف محمدؐ اسوۃ النبی ص)

س۔ میں پیغمبر اسلام کی تعلیمات کو سب سے بہتر سمجھتا ہوں۔
گاندھی جی نے اپنے ایک بیان میں جو رسالہ ایمان پٹی ضلع لاہور 1936 میں شائع ہوا تحریر کیا۔ "وہ روحانی پیشوا تھے بلکہ میں ان کی تعلیمات کو سب سے بہتر سمجھتا ہوں۔ کسی روحانی پیشوا نے خدا کی بادشاہت کا ایسا جامع پیغام نہیں دیا۔ جیسا کہ پیغمبر اسلام نے دیا۔

ش۔ حضور کی بعثت تاریخ کا ایک معجزہ ہے۔ پروفیسر رگھوپتی گورکھپوری مشہور و معروف بلند پایہ شاعر سہائے فراق رائے ایم۔اے۔ لیکچرار الہ آباد یونیورسٹی کا بیان جسے ربیع الاول 1356ھ میں رسالہ پیشوا دہلی نے شائع کیا میں حضرت پیغمبر اسلامؐ کی بعثت کو ان کی شخصیت اور ان کے کارنامہ ہائے زندگی کو تاریخ کا ایک معجزہ سمجھتا ہوں۔"

ص۔ دنیا کے انسانوں میں سب سے زیادہ متبرک انسان۔ جناب مسٹر گیسٹولیبان "حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم بے انتہا صائب الرائے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے چاند کے دو ٹکڑے

کیئے۔ آفتاب کو غروب سے لوٹا دیا، یہ کہنا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم دھوکہ باز یا جادو گر تھے، میرے نزدیک یہ ایسا احمقانہ قول ہے۔ کہ ایک منٹ کیلئے نہیں ٹھہر سکتا، کوئی شبہ نہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے ملک عرب میں وہ نتائج پیدا کیئے جو کوئی مذہب قبل اسلام جن میں یہود و نصاریٰ دونوں شامل ہیں پیدا نہ کر سکا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے وحشی اقوام کی زبردست اصلاح کی اور بے انتہا سلوک کیا اگر اشخاص کی بزرگی و وقعت کا اندازہ ان کے کاموں سے کیا جاسکتا ہے تو ہم کہیں گے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم دنیا کے متبرک آدمیوں میں خاص فوقیت رکھتے ہیں۔

ط۔ آپ کی سیرت و کردار بے مثال تھی۔ مسٹر واشنگٹن اورنگ اپنی کتاب "محمدؐ اور انکے جانشین" میں لکھتے ہیں۔ "آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم خوراک کے معاملہ میں بہت سادہ اور پرہیز گار تھے۔ روزوں کی پوری طرح پابند تھے آپ کبھی لباس فاخرہ نہیں پہنتے تھے (جو ملکے لوگ نمائش کیلئے کرتے ہیں اور لباس کی سادگی آپ میں تکلف سے نہ تھی بلکہ آپ سچے دل سے ایسے حقیر امتیازات کو لاپرواہی کی نظر سے دیکھتے تھے۔ ذاتی معاملات میں آپ انصاف پسند تھے۔

آپ دوستوں، اجنبیوں، دولت مندوں، غرباء، طاقتوروں، کمزوروں سے عدل کا سلوک کرتے تھے۔ عام لوگ آپ کو محبوب رکھتے تھے۔ اس لئے کہ اپ ان سے نہایت مہربانی سے پیش آتے۔ ان کی مشکلات کو سنتے تھے۔

آپ کی جنگی فتوحات نے آپ میں کوئی فخر و نمود پیدا نہیں کیا۔ اپنی اعلیٰ سے اعلیٰ طاقت کے زمانہ میں آپ کے اخلاق و اطوار۔ رہن سہن میں وہی سادگی پائی جاتی تھی جیسے کہ آپ کی سخت سے سخت تکلیف اور بے کسی کے دنوں میں تھی۔

شاہانہ شان و شوکت کو اختیار کرنا تو ایک طرف رہا آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اس بات پر بھی ناراض ہوتے کہ کسی مجلس میں آئیں تو غیر معمولی عزت کی علامت کا اظہار کیا جائے۔

(برگزیدہ رسول ص۔33)

THE 100

A RANKING OF THE MOST INFLUENTIAL

PERSONS IN HISTORY

1- MUHAMMAD (P.B.U.H)

3- JESUS CHRIST

16- MOSES

51- UMER IBN AL-KHATTAB

ظ۔ دنیا میں جس قدر پیغمبر آئے ان سب میں پیغمبر اسلام سب

سے زیادہ ممتاز درجہ رکھتے ہیں۔

"حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم بلاشبہ اپنے مقدس زمانہ میں ارواح طیبہ میں سے تھے۔ وہ صرف مقتدر رہنمانہ تھے بلکہ تخلیق دنیا سے اس وقت تک جتنے صادق سے صادق اور مخلص سے مخلص پیغمبر آئے وہ ان سب سے بھی ممتاز رتبہ کے مالک تھے۔

(استقلال فروری ۱۹۳۲ء)

ع۔ حضور کی بعثت تاریخ کا ایک معجزہ ہے۔ پروفیسر رگھوپتی سہائے فراق ایم۔اے لیکچرار الہ آباد یونیورسٹی کا بیان جسے ربیع الاول ۱۳۵۲ء میں رسالہ پیشوا دہلی نے شائع کیا۔

شبہات کے ازالے

قارئین کرام

رسول کریم ﷺ کی سیرت طیبہ لکھنے والوں نے کئی ایسے واقعات لکھے ہیں جو قرآن حکیم میں مذکور آپ کے اوصاف حمیدہ کے خلاف ہیں گویا کہ ایک سازش کے تحت اسرائیلی کہانیوں کو سیرت کی کتابوں میں جگہ دے دی گئی جس سے آپ کی ذات اقدس۔ صفات و کمالات اور جمالات میں تنقیص کی گئی ہے۔ جب ایسے واقعات کو حقائق قرآن کی روشنی میں گہری تحقیق کی جائے تو پھر بات کچھ اور ہوتی ہے۔ مندرجہ ذیل واقعات کو پڑھیے۔ اور اصل حقیقت کا پتہ چل جائے گا۔ یاد رہے یہ کوئی مسلک کا مسئلہ نہیں بلکہ صرف اور صرف تاریخی تحقیق ہے۔

۱۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک

۲۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک

۳۔ رسول کریم ﷺ کی رضاعت

۴۔ جنگ احد (دانت مبارک شہید ہونا)

۵۔ شب معراج (پچاس نمازوں میں تخفیف)

۶۔ شق صدر کی روایات

۷۔ شعب ابی طالب کی حقیقت

۸۔ جنگ احد فتح یا شکست

۹۔ موذن بلال کا تلفظ

۱۰۔ رسول کریم ﷺ کی زرہ مبارک کا یہودی کے ہاں گروی ہونا (بوقت وصال)

۱۱۔ من دون اللہ کی سمجھ

کئی شبہات کے ازالے

۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر مبارک

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاجزادی تھیں۔ ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا مکہ مکرمہ میں عقد ہو گیا تھا۔ مگر رخصتی مدینہ ۲ ھ میں ہوئی۔ ان کی شادی کے سلسلہ میں عمر کے متعلق عام روایت یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ کی عمر نکاح کے وقت چھ سال اور رخصتی کے وقت نو برس کی تھی۔ اس بات کو ایسے مسلمہ طور پر مانا جاتا ہے کہ اس میں کسی تحقیق کی ضرورت ہی نہیں سمجھی جاتی۔ اس کے متعلق بخاری میں بھی روایات ملتی ہیں۔ لیکن بعض دیگر تاریخی کتابوں میں ایسی روایات بھی موجود ہیں جن سے اس بات کی تردید ہوتی ہے اور اس کے برعکس یہ ثابت ہوتا ہے کہ شادی کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر اس سے کہیں زیادہ تھی۔ کیونکہ اس زمانہ میں عربوں کے ہاں کوئی خاص کیلنڈر نہیں تھا۔ سن ہجری پہلے پہل حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں رائج ہوا تھا۔ اور اس کی ابتدا ہجرت سے کی گئی۔ اگرچہ ہجرت ربیع الاول کے مہینے میں ہوئی تھی۔ لیکن سن ہجری کو محرم سے شمار کر کے پورا سال لے لیا گیا۔ ہجرت سے پہلے سن کا تعین آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی نبوت کے سال سے کیا جاتا ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم عمر کے چالیسویں سال میں تھے اور آپ ﷺ نے اعلان نبوت کیا۔ اس کے بعد تیرہ سال آپ مکہ مکرمہ میں رہے۔ پھر ہجرت کی یعنی ہجرت کے وقت آپ اپنی عمر کے 53 سال پورے کر چکے تھے اور 54 سال شروع تھا۔

حضرت اسماء بنت حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زوجہ حضرت زبیر

بن العوام حضرت عائشہؓ سے دس برس بڑی تھیں جب آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ بن زبیر کی نعش کو (جو بعد قتل کے ایک لکڑی سے لٹکادی گئی تھی) لکڑی سے اتار کر دفن کیا گیا۔ اس کے دس دن بعد یا بیس دن بعد بعمر ایک سو سال انتقال کیا۔ اس وقت سن 73ھ تھا۔ ان بہت سے لوگوں نے حدیث روایت کی ہے۔

(اکمال مشکوۃ کے اردو ترجمہ کے ساتھ شائع ہوئی ہے جس کا صفحہ نمبر 472 ہے)

جب حضرت اسماء کی عمر بوقت وفات (73ھ میں) سو سال کی تھی اس سے ظاہر ہے کہ ان کی عمر ہجرت کے وقت ستائیس سال کی تھی اور چونکہ حضرت عائشہؓ ان سے دس سال چھوٹی تھیں اس لئے حضرت عائشہؓ کی عمر سترہ سال کی تھی۔ اس اعتبار سے شادی کے وقت حضرت عائشہ کی عمر قریب انیس سال کی ہوتی ہے۔

حضرت اسماء حضرت عائشہؓ سے دس سال بڑی تھیں انہوں نے ایک سو سال کی عمر میں انتقال کیا۔ اس وقت 73ھ تھا یعنی

(i) حضرت اسماء کی عمر 73ھ میں سو سال کی تھی۔

(ii) ہجرت کے وقت ان کی عمر 27 سال کی تھی (100-73=27)

(iii) حضرت عائشہؓ ان سے دس سال چھوٹی تھیں۔

(iv) اس لئے ہجرت کے وقت عائشہؓ کی عمر سترہ سال کی تھی۔

(V) چونکہ حضرت کی شادی 2ھ میں ہوئی تھی اس لئے شادی کے وقت ان کی عمر انیس سال کی تھی نہ کہ 9 سال کی۔

لہذا تصریحات بالا سے یہ حقیقت سامنے آگئی کہ شادی کے وقت حضرت عائشہ کی عمر بعض روایات کے مطابق انیس برس اور بعض کے مطابق سترہ برس کی تھی۔ بہر حال نو برس کی تو ہرگز نہیں تھی۔

حضرت عائشہ کی علمی زندگی نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔ آپ فتوی دیا کرتی تھیں اور اکابر صحابہ کے دینی مسائل آپ سے منقول ہیں۔ وہ خوش بیان خطیب تھیں اور تفسیر، حدیث، اسرار خطابت شعر وادب اور انساب میں کمال رکھتی تھیں۔ نامور شعراء کا اکثر کلام ان کو زبانی یاد تھا۔

۷- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عمر بوقت عقدو رخصتی

1- عام روایات کے مطابق جن میں حدیث بخاری کی ایک روایت بھی شامل ہے حضرت عائشہ صدیقہ کے رسول کریم ﷺ کے ساتھ نکاح ورخصتی کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر چھ اور نو سال بیان کی گئی ہے۔ مگر رسول کریم ﷺ کی سیرت و تاریخ اور دیگر روایات کی تحقیق و تفتیش سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کے وقت حضرت عائشہ صدیقہ بالغ تھیں اور ان کی عمر 17 اور 19 سال کے درمیان تھی۔ نامور مورخ وفقیہہ حضرت امام ابن شبرانے ان روایات کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہوئے اپنی تحقیق کے مطابق صحیح و مستند روایات کی روشنی میں اس وقت حضرت عائشہؓ کی عمر 19 سال بیان کی ہے۔

2- ممتاز محقق و مورخ حکیم نیاز نے بڑی تحقیق و مطالعہ کے بعد ثابت کیا ہے کہ رخصتی کے وقت حضرت عائشہ صدیقہؓ کی عمر 19 سال تھی۔ حکیم صاحب نے دو جلدوں میں ایک کتاب بعنوان "تحقیق عمر حضرت عائشہ صدیقہ" تصنیف کی ہے جلد اول 404 صفحات اور دوسری جلد 192 صفحات پر مشتمل۔

نوٹ:- یہ کوئی عقیدہ کا مسئلہ نہیں۔ صرف تحقیق کی بات ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے عقد کے وقت ۲ ۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر

عام روایت کے مطابق حضرت رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے عقد کے وقت حضرت سیدہ خدیجہ کی عمر چالیس سال اور حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی عمر پچیس سال تھی۔ مگر یہ روایت ، درایت اور عقل وفطرت کے مطابق معلوم نہیں ہوتیں۔ مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر علماء کرام اور مورخین و محققین کو اس پر غورو فکر اور تحقیق کی دعوت دیتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا جب حضرت خدیجہ سے نکاح ہوا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی عمر پچیس سال تھی۔ یعنی عین بھرپور جوانی کا عالم تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی دیانت و امانت اور صداقت مسلمہ تھی۔ حسب و نسب کے لحاظ سے بھی آپ ﷺ قریش کے بہترین قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے ۔ تجارتی معاملات میں بھی آپ ماہر تصور کئے جاتے تھے۔ اس لئے معاشی حالت بھی اچھی تھی ۔ تمام مکہ میں عزت و احترام اور عزت و وقار حاصل تھا۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم خاندانی ، اخلاقی ، معاشی اور سماجی لحاظ سے تمام مکہ میں ایک ممتاز شخصیت تھے۔ پھر کیا وجہ ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے ایک چالیس سالہ معمر عورت سے شادی کرنا قبول کرلیا جو بیوہ تھی۔ اس کے پہلے خاوند سے ایک لڑکی اور دوسرے شوہر سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی بھی تھی۔ اگر اس روایت کو تسلیم کرلیا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے ایک چالیس سالہ بیوہ عورت سے شادی کی تو مشرکین اور غیر مسلم مورخین

حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر زبان طعن دراز کریں گے کہ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو اپنے قبیلہ میں یہ حیثیت تھی کہ کسی نے آپ ﷺ کو رشتہ نہ دیا ور آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو مجبوراً اپنے سے پندرہ سالہ بڑی عمر کی بیوہ عورت سے شادی کرنا پڑی۔

حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی بعثت تک یعنی پندرہ سال کے عرصہ میں حضرت سیدہ کے بطن سے ایک لڑکا جناب قاسم اور چار بیٹیاں حضرت زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ پیدا ہوئیں۔ بعثت کے بعد جناب عبداللہ طاہر و طیب پیدا ہوئے بیٹے دونوں بچپن میں ہی داغ مفارقت دے گئے اور بیٹیاں جوان ہوئیں۔ اسلام لائیں اور شادیاں ہوئیں۔ چالیس سال کی عمر کی عورت خاص طور پر عرب جیسے گرم ملک میں چھ بچے قریباً تین سال کے وقفہ میں بمشکل پیدا کر سکتی ہے۔ لہذا معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت میں سیدہ خدیجہ کی عمر کے متعلق کسی وجہ سے مغالطہ لگ گیا ہے۔ آپ کی عمر اس وقت یقینی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی عمر کے برابر ہی ہو گی یعنی چوبیس پچیس سال۔

اس غلط فہمی کو دور کرنے سے حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اقدس کے متعلق دشمنان اسلام کے الزامات اور شکوک و شبہات کا ابھی ازالہ ہو جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی عزت و وقار میں بھی اضافہ ہوتا ہے اور حضرت سیدہ خدیجہؓ پر بھی کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ امید ہے علماء و مفکرین اسلام اس اہم تاریخی حقیقت پر کھلے ذہن اور فطرت انسانی کی روشنی میں غور و فکر کریں گے۔ یہ کوئی مذہب یا عقیدہ کا مسئلہ نہیں بلکہ صرف ایک تاریخی واقعہ کی تحقیق و تدقیق ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت کے مطابق نکاح کے وقت حضرت خدیجہؓ کی عمر ۲۸ سال تھی اور یہ قرین قیاس بھی ہے۔

۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی پرورش

عام مورخین کی روایت کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو آٹھ عورتوں نے دودھ پلایا، جن میں سب سے پہلی آپ کی والدہ محترمہ حضرت آمنہ بی بی رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ پھر ابولہب کی لونڈی ثوبیہ تھی۔ ان ہی میں خولہ بنت منظر اور ام ایمن برکہ بھی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو دو سال تک دودھ پلانے والی خوش قسمت حضرت حلیمہ سعدیہؓ تھیں جن کے خاوند کا نام حارث بن عبدالعزی تھا اشراف مکہ میں عام رواج تھا کہ ان کے ہاں بچہ پیدا ہوتا تو بہتر نشو ونما اور اچھے عادات واطوار کے لئے باہر صحرائی ماحول میں بھیج دیتے تاکہ خوش گوار آب وہوا اور سادہ ماحول میں بچے پرورش پا کر صحت مند اور توانا ہوں۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو دودھ پلانے کے لئے بنی سعد بن بکر کی ایک عورت جس کا نام حلیمہ بنت ابی وہب تھا مقرر کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی رضاعی بہن بھائیوں میں عبداللہ انیسہ اور خماسط (خمامتہ) جس کا اصل نام ایشما تھا یہ سب حلیمہ ہی کے بچے تھے۔ دو سال کے بعد بی بی حلیمہ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو لے کر ان کی والدہ کے پاس مکہ میں آئیں مگر ان دنوں مکہ میں بیماری اور وبا پھیلی ہوئی تھی اس لئے سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو بی بی حلیمہ کے ساتھ واپس بھیج دیا اور مزید دو سال تک آپ وہاں ہی رہے اور چار سال کی عمر میں واپس مکہ اپنی والدہ ماجدہ کے پاس آ گئے۔

ہمارے خیال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو دوسری عورتوں کے دودھ پلانے اور حلیمہ سعدیہ کے پاس چار سال تک قیام کی روایت مشکوک بلکہ غلط معلوم ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے نبیوں کے ساتھ

خاص تعلق ہوتا ہے اور جن کو وہ منصب نبوت پر فائز کرتا ہے وہ لوگوں میں حسب ونسب کے لحاظ سے بلند، صداقت، دیانت، امانت اور دیگر اخلاق عالیہ میں ممتاز مقام رکھتے ہیں اور ان کی ذات سے کوئی ایسی بات منسوب نہیں کی جاسکتی جو لوگوں کی نظروں میں حقیر اور شرافت سے گری ہوئی ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ محترمہ نے دریا میں بہادیا فرعون کے اہل بیت نے انہیں اٹھالیا مگر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ پر والدہ کے سوا کسی دوسری عورت کا دودھ حرام کر دیا اور انہوں نے کسی دوسری عورت کا دودھ پینے سے انکار کر دیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اپنی والدہ محترمہ کے اکلوتے فرزند ارجمند تھے۔ پیدائش کے بعد اپنی والدہ کے دودھ پر پلنے لگے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی بھی تائید ہوگئی کہ مائیں اپنے بچوں کو دو سال دودھ پلائیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے بھی دو سال تک اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ پیا۔ یہ روایت کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے دو سال تک لونڈیوں کا دودھ پیا بالکل غلط ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی والدہ کے دودھ کو کیا ہو گیا تھا کہ اس نے اپنے اکلوتے بیٹے کو اپنے سینے سے جدا کر کے حلیمہ کے سپرد کر دیا۔ حضرت موسیٰ کی والدہ تو بچے کو جدا کر کے بے قرار ہو گئی تھیں۔ کیا سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے بچے سے کوئی محبت نہ تھی یا ان کی ممتا کمزور تھی کسی ماں کی ممتا اپنے نومولود بچے کو اپنے سے جدا نہیں کر سکتی یہ خلاف فطرت اور ناممکن بات ہے خاص طور پر سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جن کا خاوند پہلے ہی فوت ہو چکا ہو اور ان کا اور بھی کوئی بچہ نہ ہو تو یہ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ انہوں نے اپنے نومولود لخت جگر کو کسی بدو عورت کے سپرد کر دیا ہو کہ وہ اسے صحرا میں لے جائے لہذا یہ روایت سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔

اگر اس زمانے میں بچوں کو کھلی فضا میں پالنے کا دستور تھا تو اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ بنی ہاشم یا دیگر قبائل قریش کے کون کون سے اکابر کس کس قبیلے میں پلے خود نبی اکرم ﷺ نے اپنے فرزند کس قبیلے میں پلنے کے لیے بھیجے تھے۔ آخر مکہ مکرمہ کی پہاڑی فضا میں کیا خرابی تھی؟ یہ بھی افسانہ ہے کہ قبیلہ ہوازن کی فصیح زبان سیکھنے کے لیے بھیجا جاتا تھا سوال یہ ہے کہ بچہ دو تین سال کی عمر تک فصاحت و بلاغت کے کس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے۔ پھر یہ بھی کہ مکہ مکرمہ کی زبان فصاحت و بلاغت میں کم نہ تھی۔ اور دنیا کا فصیح ترین کلام قرآن حکیم قریش کی زبان میں نازل ہوا۔ اور مکہ ہی عربی شعرا کے کلام کو پرکھنے کا مرکز تھا پس حقیقت یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم نے اپنی والدہ محترمہ کی آغوش محبت و شفقت میں انہی کے دودھ پر مکہ مکرمہ میں پرورش پائی۔ اپنے دادا عبد المطلب چچوں، پھوپھیوں اور دیگر عزیز و اقارب کے پیار و محبت سے ایک لمحہ بھی الگ نہ ہوئے اور اسی میں آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم کی حقیقی عظمت اور شرف ہے حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم اپنی والدہ کے پہلے اکلوتے بیٹے تھے اس لئے سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پیدائش کے چند روز بعد اپنے آپ سے جدا کرنا ہرگز گوارا نہ کیا ہوگا کیونکہ ان کے مامتا اس جدائی کو برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

مذکورہ مشہور روایت کی اس طرح تطبیق ہو سکتی ہے کہ ممکن ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم اپنی شہری زندگی کی عمر میں دو سال اپنی والدہ ماجدہ کے پاس گھر میں رہے ہوں اور اس کے بعد دو سال کے لئے صحرا میں بی بی حلیمہ سعدیہ کے پاس بھیج دیے گئے ہوں جہاں تک بنو سعد کی زبان کی فصاحت و بلاغت اور صحرا کے ماحول وغیرہ کا تعلق ہے مکہ مکرمہ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم کو بہترین ماحول میسر تھا اور فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے قریش مکہ مکرمہ کی زبان کسی سے کم نہ تھی لہذا حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم کی پیدائش کے چند روز بعد باہر بھیجنے کی روایت

درائت اور فطرت کے خلاف ہے۔اور سب سے بڑھ کر یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم اللہ تعالیٰ کے عظیم الشان نبی تھے۔لہذا اپنی والدہ ماجدہ کے پاکیزہ دودھ کی بجائے لونڈیوں کے دودھ پر پرورش پانے پر یقین نہیں آرہا۔ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی ماں کے سوا کسی اور کا دودھ پینے سے انکار کر دیا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم اقدس نے اتنی لونڈیوں کا دودھ کیسے پیا ہو گا۔ تمام انبیائے کرام کی تاریخ کے مطالعہ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اللہ کے کسی نبی نے پیدائش کے بعد اپنی والدہ کے علاوہ کسی دوسرے کا دودھ پیا ہو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر والدہ کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے دودھ حرام کر دیا تھا

فرمان الٰہی ہے۔وحرمنا علیه المراضع من قبل-----(۱۲۔۲۸ القصص)

ترجمہ۔ اور ہم نے پہلے ہی سب دائیاں اس پر حرام کر دی تھیں۔

تشریح۔ چنانچہ جس قدر دائیاں حاضر کی گئی تھیں ان میں سے کسی کی چھاتی آپ نے منہ میں نہ لی پھر ان کی بہن فرعون اور حضرت آسیہ کی خواہش پر اپنی والدہ کو بلا لائیں۔جب آپکی والدہ آئیں اور آپ نے انکی خوشبو پائی تو آپ کو قرار آیا۔اور آپ نے ان کا منہ دودھ میں لیا

قارئین کرام۔اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی ماں کے علاوہ کسی دوسری دائی کا دودھ نہ پینے دیا بلکہ حرام کر دیا۔وہ نبی جو یہ تمنا کرتے کہ کاش وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم کا امتی ہوتا۔جسے اللہ تعالیٰ کہے کہ تو کثرت سے محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر درود بھیج۔

تو کیسے ممکن ہے۔کہ اللہ تعالیٰ کا محبوب۔ انبیاء کا بادشاہ اپنی ماں کے علاوہ غیر عورتوں کا دودھ پیتا۔ کیا وہ والدہ ماجدہ اپنے جگر کے ٹکڑے کو اپنے سے فوراً جدا کر دیتی جسکا سر تاج اس کے بچے کی ولادت سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کو پیارا ہو گیا۔

یہ انسانی فطرت کے خلاف ہے ____ مورخین نے ایسے قصے کہانیاں اور اسرائیلیات اپنی کتابوں میں لکھ دی ہیں جنہیں آج بھی لوگ بڑے ترنم سے گاتے ہیں اور یہ تکلیف گوارا نہیں کرتے کہ کیا حبیب اللہ کو اللہ تعالیٰ دوسری دائیوں پہ چھوڑ دے گا ------

حکم الٰہی ہے۔ والو الدت یرضعن اولادھن حولین کاملین ۲۳۲۔۲

ترجمہ۔ اور مائیں دودھ پلائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس۔ اس کے لئے جو دودھ کی مدت پوری کرنی چاہئے۔

سوال۔ جو رسول ﷺ اپنی امت کو یہ حکم دے کیا اللہ تعالیٰ اس سے یہ کام کروائے گا جو اللہ تعالیٰ نے خود اس سے نہ کروایا ہو؟

قارئین کرام۔

(۱) کتب سیرت النبی میں ایسے ایسے واقعات درج ہیں کہ جو کہ **سیرت نگار و مورخین** انہیں قرآن پاک پر پرکھنے کے بغیر ہی لکھتے رہے۔

(۲)۔ چنانچہ جب تحقیق کی جاتی ہے تو پھر معاملے کی اصل صورت سامنے آتی ہے جس سے یقیناً حیرانی ضرور ہوتی ہے۔

۱۴۔جنگ احد۔ دانت مبارک کا کنگرہ شہید نہ کہ چاروں دانت

قارئین کرام۔

اگر لوگ جب جنگ احد کا بیان کرتے ہیں تو دو غلطیاں کر جاتے ہیں:۔

پہلی غلطی۔ اس جنگ میں مسلمانوں کو شکست سے ملاتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ شکست تو کافروں کو ہوئی تھی۔ وہ میدان چھوڑ کر واپس چلے گئے تھے۔ اگر فاتح ہوتے تو علاقہ پر قابض رہتے۔ مسلمانوں میں کچھ کو قیدی بناتے جو کہ فتح کے لئے ضروری ہے لیکن اب کچھ نہ ہوا ____ عام لوگ اس غلط فہمی میں ہیں کہ درہ والوں نے جب درہ چھوڑ دیا اور مال غنیمت کے لئے میدان میں

چلے گئے پھر پیچھے سے خالد بن ولید نے جو حملہ کیا تو اس سے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی جسے شکست کا نام دیتے ہیں۔ پر سب کچھ میدان جنگ میں ہوتا ہی رہتا ہے (اس کی تفصیل غزوات میں دی گئی ہے) اصل بات آخری ہوتی ہے کہ میدان کس کے ہاتھ میں ہو۔

۲ دوسری غلطی۔

کہتے ہیں کہ سامنے کے اوپر کے دو دانت اور نیچے کے دو دانت گر پڑے (استغفر اللہ)

حالانکہ کنگرہ شہید ہوا تھا

دندان مبارک کی خوبصورتی

(۱)۔ مدارج النبوت حصہ اول ص ۲۰۔ سامنے کے دانت کشادہ تھے مفلج الاستان شفب مفلج الثنایا۔ (الف)۔ یعنی سامنے کے دانت روشن تر (۲) حضرت علی مرتضی کی حدیث مبلغ الثنایا۔ سامنے کے دانت روشن فرمایا (ب) ابن عباس سامنے کے وندان ہائے مبارک کی کشادگی سے نور نکل رہا۔

(۲)۔ مواہب لدینہ ج ۱ ص ۴۸۴۔ ۴۸۳ دانت مبارک سخت مضبوط اور کامل تھے۔

(۳)۔ طبقات ابن سعد ا ص ۳۴۵ ۔ انس بن مالک۔ دانت اور پیشانی زخمی ہو گئی

(۴)۔ خصائص مصطفے صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم ص ۴۵) دندان مبارک کے نور سے دیواروں پر روشنی چھا جاتی تھی۔ (علامہ محمود احمد رضوی)

(۵)۔ شاہکار ربوبیت مفتی محمد خان قادری ص ۲۵۰۔۲۴۶ تبسم سے دانت مبارک ظاہر ہوتے۔

(ابن عباس۔ قاضی عیاض۔ امام بوصیری۔ معد علی قاری سیدہ عائشہ شیخ ابراہیم بیعودیؒ)

(۶)۔ سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۹۲۔ انس بن مالک۔ سامنے کا دانت مبارک ٹوٹ گیا؟ اور چہرہ مبارک پر بھی زخم آیا۔

(۷)۔ مشکوۃ ج ۸ ص ۱۱۱ مسلم ج ۶۵ ۷ کسرت رباعیتہ (Portion, Part, A) side,

کسرت رباعیتہ :۔ داہنی پہنچے کی چوکڑی کا ایک دانت شریف کا ایک کنگرہ ٹوٹا تھا؟ یہ دانت شہید نہ ہوا تھا۔ (عتبہ بن ابی وقاص نے پتھر مارا تھا)

(نوٹ۔ کسرت الریح۔ ہوا کا زور ٹوٹ گیا)

(۸)۔ تفسیر مظہری ج ۲ ص ۷۹ ۳۔ اگلا دلیاں نچلا دانت ٹوٹ گیا۔ حافظ نے کہا اس سے مراد وہ دانت ہے جو کاٹنے والے اور چبھنے والے دانتوں کے درمیان تھا۔

سمجھنے میں غلطی کیسے ہوئی۔

عربی زبان کے لفظ کسر کے معنی سمجھنے میں مصنفین نے غلطی کی۔ کسر کا مطلب ہے کہ کاہل اور سست ہو گئے۔ کافر کے پتھر سے اگلے چار دانت جو نہایت مضبوط تھے پتھر کے دباؤ کی وجہ سے دب گئے لیکن ٹوٹے نہیں۔ بس یہی غلطی ہے۔ عربی زبان میں کسرت الریح کو جب اردو میں ترجمہ کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہوا کا زور ٹوٹ گیا ___ لفظ ٹوٹ گیا تو لوگ حقیقتہ ٹوٹنے کے معنی میں لے لیتے ہیں۔ اسی لئے کسرت رباعیتہ کا معنی یہ کر لیا کہ چار دانت (دو اوپر والے اور دو نیچے والے) ٹوٹ گئے۔ نہیں ایسا نہ ہوا تھا بلکہ داہنی نیچے کی چوکڑی کا ایک دانت شریف کا ٹکڑا ٹوٹا تھا ___

اگر۔ چار دانت شہید ہوئے ہوں تو پھر وہ کہاں ہیں؟ بال مبارک تو جہاں جہاں موجود ہیں سب کو معلوم ہے۔ اس طرح دانت مبارک کا بھی پتہ ہونا چاہیے؟

قارئین کرام۔ جن لوگوں نے اردو زبان میں سیرۃ النبی ﷺ پر کتابیں لکھیں۔ عربی سے اردو ترجمہ کرتے وقت انہیں مناسب اور موزوں الفاظ نہ ملے اور جو ترجمہ کیا اس سے پورے واقعہ کا مفہوم بدل گیا ___

(۲)۔ ضروری ہے کہ رسول کریم ﷺ کے جسم اقدس کے اعضائے مبارکہ (جو کہ معجزہ ہیں) کی تفصیل بتاتے وقت بہت احتیاط برتی جائے۔

غزوہ احد میں فتح ہوئی تھی نہ کہ شکست

ایک بڑے شبہ کا ازالہ

قارئین کرام۔ اس غزوہ کو سمجھنے میں بڑے بڑے مدعیان علم ٹھوکر کھا گئے ہیں۔

غزوہ احد کے متعلق مفسرین نے جان بوجھ کر اسلامی تاریخ کو مسخ کیا ہے اور اس غزوہ میں مسلمانوں کی شکست لکھی ہے جبکہ غزوہ بدر کے وقت کافر شکست کھا کر اگلے سال آنے کے لئے چیلنج دے جاتے ہیں۔ ایک سال بعد تین ہزار کا لشکر لیکر مدینے کی طرف چڑھ دوڑتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مقابلے کے لئے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین سے مشورہ فرماتے ہیں۔ بعض کی رائے نے مدینہ میں رہ کر دفاع کرنے کے متعلق ہے اور بعض شہر سے باہر نکل کر میدان احد میں دفاع کرنے کی رائے دیتے ہیں۔ فیصلہ میدان احد کا ہی ہوتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ہتھیار باندھ کر مجاہدین کے ساتھ مدینہ سے میدان احد کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔ تو منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی تین سو آدمیوں کو اس بہانے سے واپس لے جاتے ہیں۔ کہ میدان میں لڑنے کا فیصلہ درست نہیں باقی سات سو مجاہدین میں سے چند کے دلوں میں یہ خدشہ پیدا ہوتا ہے کہ تین ہزار کفار کے مقابلے میں ہم صرف سات سورہ گئے ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیت نازل ہوتی ہے "پست ہمت نہ ہو اور غم نہ کرو تم ہی غالب رہو گے۔ بشرطیکہ تم مومن ہو" اور اللہ تعالیٰ نے پانچ ہزار

فرشتوں سے مدد کرنے کا وعدہ بھی فرمایا۔ میدان میں پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے جائزہ لیا تو پشت کی طرف پہاڑ میں ایک گھاٹی تھی جہاں سے دشمن کا خطرہ ہو سکتا تھا عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالی عنہ کی زیر کمان مجاہدین کا ایک دستہ وہاں متعین فرمایا۔ اور حکم دیا کہ "اسے خالی مت چھوڑنا" معرکہ شروع ہوا تو کفار مسلمانوں کے بھر پور حملے کی تاب نہ لا کر بھاگنے لگے تو گھاٹی پر متعین دستے میں سے بعض لوگ مال غنیمت اکٹھا کرنے کے لئے لپکے۔ اس توجیہہ کہ اب جبکہ کفار کو شکست ہو چکی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا حکم باقی نہ رہا خالد بن ولید نے (جو اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے) اس گھاٹی کو خالی پا کر عقب سے حملہ کر دیا۔ مسلمان گھبرا گئے۔ کفار پھر پلٹے ستر مسلمان شہید ہو گئے اور بہت سے زخمی ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے بھی پتھر لگنے سے ایک دانت مبارک کا کنگرہ شہید ہوا مسلمانوں کو حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے حکم پر کاربند نہ رہنے پر اللہ تعالی نے معاف فرما دیا اور حوصلہ دیا کہ رنج نہ کرو اگر تمہیں تکلیف پہنچی ہے تو اس سے قبل غزوہ بدر میں کفار کو بھی ایسا ہی زخم لگ چکا ہے۔ بہر حال مسلمان سنبھلے اور کفار نے میدان چھوڑ کر مکہ کا رخ اختیار کیا۔ دوسرے دن حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے کفار کو پھر جا لیا اور بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ اللہ تعالی نے مجاہدین کی غلطی پر نہ صرف ان کو معاف کر دیا بلکہ بغیر محنت کے مال غنیمت عطا فرمانے کا وعدہ بھی کیا جو دوسرے ہی دن کفار کا پیچھا کرتے ہوئے مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ اب بتائیے کفار کو دم دبا کر بھاگے جا رہے ہیں اور مسلمان ان کا پیچھا کر رہے ہیں اور ہمارے

مورخین مسلمانوں کی شکست لکھ رہے ہیں۔ جبکہ فتح اس کو کہتے ہیں کہ حملہ آور اپنا مقصد پالے میدان پر اس کا قبضہ ہو جائے۔ دشمن کو قیدی بنا لے۔ مفتوحہ علاقہ میں اپنی حکومت قائم کر لے۔ان میں سے ایک بھی شرط پوری نہیں ہوئی تو مسلمانوں کی شکست کیسے ہو گئی ؟اسی طرح غزوہ حنین میں مسلمانوں کا بارہ ہزار کا لشکر تھا اور کفار کا چار ہزار۔ مسلمانوں کو اپنی کثرت تعداد پر غرور ہوا میدان میں گھستے ہی گھاٹیوں میں پوشیدہ کفار کے تیر اندازوں میں اچانک تیر برسانے شروع کیے تو مسلمان گھبرا کر بھاگنے لگے مگر حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم میدان میں ڈٹے رہے اور اکابر صحابہ کو پکارا لوگ پھر اکٹھے ہو گئے اور کفار کو قیدی بنا کر ان کا تمام مال واسباب قبضے میں لے لیا کیونکہ کفار اس مقابلہ میں اپنا تمام مال واسباب مویشی عورتیں اور بچے بھی ساتھ لائے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم میدان میں بیٹھے مجاہدین میں مال غنیمت تقسیم فرمارہے ہیں۔ قیدیوں کی رہائی کے لئے وفود آرہے ہیں۔ اور فدیہ دیکر انہیں چھڑاتے جاتے ہیں۔اب بتایئے جن مفسرین نے مسلمانوں کی شکست لکھی ہے انہیں کیا کہا جائے۔

قارئین کرام۔

(۱) فوجی نکتہ نگاہ سے جو حالات جنگ احد میں پیدا ہوئے۔وہ شکست نہ تھے بلکہ اللہ تعالی نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے خلاف جانے والوں کو ایک سبق دیا۔

(۲) غزوہ احد یقیناً مسلمانون کی فتح کا تھا۔

وقت وصال رسول کریم ﷺ

"کہتے ہیں کہ ایک یہودی کے پاس آپ ﷺ زرہ مبارک گروی تھی"

قارئین کرام

یہ اسرائیلی روایت ہے جو یہود نے ایک سازش کے تحت سیرت کتب میں گھسیڑ دی۔ جو کہ عقلی طور پر ناقابل قبول ہے ــــــ رسول کریم ﷺ بوقت وصال دنیاوی مال کے قرض سے مبرا تھے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا لفظ "ش" کو "س" کہنا

یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت بلالؓ ش کو س کہتے تھے (حیرت ہے) رسول کریم ﷺ نے اذان دینے کے لئے انہیں منتخب کیا۔ اور وہ بہترین اذان دیتے تھے جس سے رسول کریم ﷺ کو تسکین پہنچتی تھی انہیں ان کے ہم جلیسوں نے بلبل صداح کا لقب دیا تھا اور یہ لقب ان کی خوش الحانی کی وجہ سے تھا۔ پھر جب وہ دمشق سے واپسی مدینہ منورہ زیارت قبر رسول ﷺ کے لئے آئے تو اہل مدینہ اور خصوصاً حضرت امام حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اذان دینے کی گذارش کی جب آپ نے **اشھد ان محمد رسول اللہ** ﷺ کہا تو لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔

قارئین کرام۔

غور کریں لوگ کیسی کیسی باتیں نقص نکالنے کے لئے کرتے ہیں۔

شعب ابی طالب کی حقیقت کیا تھی

بڑھا بھی دیتے ہیں کچھ زیب داستاں کے لئے

میری سمجھ میں تو یہ بات نہیں آتی کہ حضور فخر موجودات سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام کی بات کرتے ہوئے' آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم کی سیرت مطہرہ کے بیان میں' کوئی شخص قلم کو بگٹٹ کیسے چھوڑ سکتا ہے۔ حضور رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی عظمتوں کو نظر انداز کرنے کی جسارت کیونکر کر سکتا ہے۔ حضور حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثناء کے مقام سے کمتر فقرہ یا کوئی لفظ استعمال کرنا آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم کے کسی امتی کے لئے کس طرح ممکن ہے۔ لیکن کتب سیرت کے مطالعے نے میری الجھن میں مزید اضافہ کر دیا ہے کہ لکھنے والے توقیر و تعظیم سرکار صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم کو پیش نظر رکھے بغیر بھی بات کر رہے ہیں' بے جواز واقعات کا اضافہ بھی کر رہے ہیں اور دوسرے لکھنے والوں سے بڑھ کر بات بنانے کے شوق میں بعض صورتوں میں اپنی عاقبت بھی بگاڑ رہے ہیں۔ اس وادی میں چلنے کی خاطر تو قلم کے لئے دوامی سجدہ تعظیمی کی ضرورت ہے۔ یہاں دوسروں سے آگے بڑھنے کے لئے غلو اور مبالغے کا سہارا لینا اتنا بڑا جرم ہے کہ شاید اس کی معافی میں مشکل ہو جائے۔ یہاں بے احتیاط فقرہ بندی اور حدود صداقت و دیانت کی خلاف ورزی کہیں اور کبھی پسندیدہ نہیں ہو گی۔

قارئین محترم شعب ابی طالب کے حوالے سے حقائق کا اندازہ کریں۔ چند قلمکاروں کی بے احتیاط قلم کاری کے چند نمونے ایک جگہ دیکھ لیں:

مناظر احسن گیلانی کو سنیئے: اور آخر میں سب جانتے ہیں کہ کھانا بند کیا گیا' پانی بند کیا گیا۔ زندگی کے تمام ذرائع روک گئے۔ ایک ماہ نہیں' پورے تین سال تک

ابی طالب کی گھاٹی میں اسی طرح رہنے پر مجبور کیا گیا------وہی فطرت رحیمہ و رؤفہ جو انسان تو انسان، کسی جانور کے دکھ کو بھی دیکھ کر تڑپ جاتی تھی۔اس کے لئے آزمائش کی کیسی کڑی گھڑی تھی کہ ننھے ننھے بچے اس لئے بلبلاتے تھے کہ ان کی ماؤں کی چھاتیوں میں دودھ نہیں ہے۔ آٹھ آٹھ دن، دس دس دن ان کے منہ میں اڑ کر کوئی کھیل بھی نہیں پہنچی ہے۔ کیا سخت وقت ہے کہ پیشاب سے شرابور خشک چمڑے کو دھو کر، بھون بھون کر ان کو کھانا پڑا، جن کے دانتوں نے شاید سوکھا گوشت بھی نہیں چبایا تھا۔ جو پتے شاید بکریاں بھی شوق سے نہ کھاتیں، ان پر ہفتوں بسر کرنا پڑا------"

نعیم صدیقی کو پڑھئے:۔ اس دور میں جو احوال گزرے ہیں، ان کو پڑھ کر پتھر بھی پگھلنے لگتا ہے۔ درختوں کے پتے نگلے جاتے رہے اور سوکھے چمڑے ابال ابال کر اور آگ پر بھون بھون کر کھائے جاتے رہے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے لکھا :"تین سال تک وہ آفت رہی کہ لوگ جنگلی جڑی بوٹیاں بلکہ پرانے چمڑے کے ٹکڑوں کو ابال کر کھانے پر مجبور ہو گئے"۔

طالب ہاشمی کو سنیئے:۔ مشرکین مکہ نے شعب ابی طالب کا فوراً محاصرہ کر لیا اور اس میں اتنی سختی برتی کہ کھانے پینے کی کوئی چیز محصورین کو نہ پہنچنے دیتے تھے۔ باہر سے اگر کوئی سوداگر غلہ فروخت کرنے کے لئے لاتا تو اس سے ایک ایک دانہ خرید کر قابو میں کر لیتے تاکہ اسے محصورین نہ خرید سکیں۔ ہاشمیوں کے بچے جب بھوک سے بے تاب ہو کر روتے تھے تو مشرکین ان کی آوازیں سن سن کر خوش ہوتے تھے۔ عورتوں کی چھاتیوں میں دودھ خشک ہو گیا تھا۔ محصورین کے منہ میں کئی کئی دن تک ایک کھیل بھی اڑ کر نہ جاتی تھی۔"

اور، آخر میں ایک پروفیسر، ڈاکٹر غلام ربانی عزیز کو دیکھیے:

"جب حضرت ابو طالب نے قریش کے تیور دیکھے تو پیش آنے والے

مصائب کا اندازہ لگالیا۔ چنانچہ بنو ہاشم کو سمیٹا اور پہاڑ کے درے میں، جسے شعب ابی طالب کہتے تھے 'اور جو بنی ہاشم کی ملکیت تھا' سکونت اختیار کرلی۔ یہ بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے کہ نقل مکانی سے پہلے وہاں رہائش کا کوئی بندوبست نہ کر لیا ہوگا۔ کیونکہ اس زمانے کے تمدن کی روشنی میں ایسی سہولتوں کا تصور غیر متعلق سی بات ہے۔ اس لئے قیاس چاہتا ہے کہ اولاً "خیموں اور جھونپڑیوں میں سر چھپایا گیا ہوگا۔ وقت گزرتا گیا ہوگا اور کچے پکے مکانات بنتے گئے ہوں گے ---- بنو ہاشم کا غلے اور اناج کا ذخیرہ ختم ہو گیا۔ ناچار گھاس اور درختوں کے پتے کھا کر گزارا کرنا پڑا۔ صحتیں جواب دے گئیں۔ اچھے خاصے کڑیل جوان ہڈیوں کا ڈھانچا بن گئے۔ بعض نیک دل، چوری چھپے ان محصورین کی امداد کر دیا کرتے تھے لیکن اکثریت ایسے لوگوں کی تھی جو کسی طرح کی رعایت برتنے کے روادار نہ تھے۔ کون کہ سکتا ہے کہ اس عرصے میں کتنے بچے تڑپ تڑپ کر مر گئے اور ممتا کی ماری ماؤں نے پیٹ پیٹ کر حلیہ بگاڑ لیا۔ شدت گرسنگی سے کتنے شہ زور جوان بوڑھے ہو گئے اور کتنے بوڑھے قبل از وقت موت کی گھاٹیوں میں گم ہو گئے۔"

حقیقت یہ تھی

اے بنی عبد مناف۔ یہ کیسی ہمسائیگی ہے

یہ بات ظاہر و باہر ہے کہ بنو ہاشم اور بنو المطلب کے علاوہ مکہ کے تمام قبائل "شعب ابی طالب" سے باہر تھے۔ شعب سے باہر کا مطلب یہ قطعاً نہیں ہے کہ شعب میں محصور، محبوس، مقید یا نظر بند اور پناہ گزین لوگوں میں اور کوئی نہیں تھا۔ مقصد یہ ہے کہ کفار قریش کے مقاطعے کا شکار صرف بنو ہاشم کے مکان اسی محلے میں تھے تو یہ بات غلط نہیں کہ کفار بھی ساتھ ہی رہتے تھے۔ ابن الاسد ہذلی بقول ابن اسحاق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم کے گھر کے اندر اذیت دیا کرتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم اس کی حرکتوں پر

دروازے پر کھڑے ہو کر صرف اس قدر فرماتے 'اے بنی عبد مناف! یہ کیسی ہمسائیگی ہے(۱) ابو لہب بھی حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم کا ہمسایہ تھا(۲) اور یہ تو تھا ہی بنی ہاشم میں سے۔ بد قسمتی سے اس نے قبیلے کا ساتھ نہ دیا اور کفار قریش کے ساتھ مل کر مقاطعے کے عہد نامے میں شریک ہوا۔

روضۃ الاحباب میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم کے ارشاد گرامی کے مطابق ابو لہب اور عقبہ بن ابی معیط 'دو بد ترین ہمسائے تھے۔ عقبہ بن ابی معیط کی بیوی اروئؓ بنت کریز ہیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم کی پھوپھی ام حکیم بنت عبد المطلبؓ کی بیٹی ہیں اور حضرت عثمان غنیؓ کی والدہ ہونے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم کی سمدھن بھی ہیں۔(۳) جو ہمسائے گھر کے اندر بھی حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم کو اذیتیں دیتے تھے 'ان میں عدی بن حمرا ثقفی بھی شامل ہے۔(۴) ان کے علاوہ ابو جہل بن ہشام 'اسود بن عبد یغوث 'ولید بن مغیرہ 'ابی خلف 'عاص بن وائل 'منبہ بن الحجاج 'سائب بن صیفی بن عابد' عاص بن سعید بن العاص 'عصبہ بن ابی معیط 'حکم بن ابی العاص' ابو لہب 'حارث بن قیس 'امیہ 'ابو قیس بن الفاکہ بن المغیرہ 'نضر بن الحارث' زبیر بن ابی امیہ 'اسود بن عبد الاسد 'عاص بن ہاشم اور الاسد اہذلی یہ سب قریش کے ہمسائے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم سے دشمنی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔ البتہ کتابوں میں یہ مذکور ہے کہ جب حج کے دنوں میں 'یا حرمت کے چار مہینوں کے دوران حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم خود یا بنو ہاشم کا کوئی اور فرد سامان خوردونوش خریدنے کے لئے جاتا تو ابو لہب اور کچھ اور لوگ سامان فروخت کرنے والوں کو منع کرتے کہ بنو ہاشم کو کوئی چیز نہ بیچو۔ اسی طرح حج کے دنوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی

آلہ و سلم لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے تو ابو لہب پیچھے پیچھے بکواس کرتا پھرتا
۔چونکہ بنو ہاشم کے مکان بھی شعب ابی طالب ہی میں تھے۔ حضور اکرم صلی
اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم اور سب اہل قبیلہ اپنے گھروں ہی میں بائیکاٹ کے
فیصلے سے متاثر ہوئے۔ جن سیرت نگاروں نے گلی کوچوں میں پھرنے کی ممانعت
کی شق کا معاہدے میں اضافہ کیا ہے' وہ بھی زور پیدا کرنے کے لئے ہے' ورنہ
بنیادی ماخذات میں لین دین اور شادی بیاہ کے بارے میں مقاطعے ہی پر مشتمل
عہدنامے کا ذکر ہے۔ بہر حال' ہمارے نزدیک حضور اکرم صلی اللہ علیہ
وعلی آلہ و سلم کو تکلیف پہنچانے کی کئی وارداتیں مقاطعے ہی کے دوران ہوئی
تھیں۔اس خیال کو تقویت اس سے بھی ملی ہے کہ ابن ہشام نے "شعب ابی
طالب میں محصوری" کے باب کے فوراً بعد "کفار قریش اور قرآن مجید" کے
باب میں ابو لہب اور اس کی بیوی ام جمیل 'امیہ بن خلف 'عاص بن وائل 'نضر بن
حارث' ولید بن مغیرہ 'اخنس بن شریق 'ابی بن خلف بن وہب اور عقبہ بن ابی
کی حرکتوں کی نشاندہی کی ہے اور ان کے بارے میں نازل ہونے والی آیات کا
ذکر کیا ہے۔اس کے بعد کا باب "حبشہ سے مسلمانوں کی مراجعت" کا ہے اور اس
کے بعد "معاہدہ قریش کی شکست" کے تذکرے پر مشتمل باب ہے۔ اس طرح
ابن ہشام کے نزدیک بھی حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم کو اذیت
دینے اور آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم کے خلاف سازشیں کرنے کا
واقعہ شعب ابی طالب کے مقاطعے والے دورانیئے سے متعلق ہے۔

"اسی شعب میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ پیدا ہوئے جو بنی عباس کے
جداعلی ہیں۔اس وقت کو بنی ہاشم جبری تکلیف میں تھے مگر رسول اللہ (صلی اللہ
علیہ وعلی آلہ و سلم) بے خوف ظاہر اور پوشیدہ دن اور رات تبلیغ کا کام خدا
کے حکم سے انجام دے رہے تھے۔ کفار روکنے سے ڈرتے تھے' اس لئے کہ اب

بنی ہاشم ہر وقت مستعد اور مجتمع تھے اور حضرت امیر حمزہؓ آپ کے ساتھ تھے' البتہ چھیڑ اور شرارت واستہزا کرتے تھے۔ خصوصاً "امیہ بن خلف 'اخنس بن شریق' نضر بن الحرث' ابو لہب' عبداللہ بن ابی الزجری السمی وغیرہ۔ ان سب کے متعلق قرآن پاک کی آیتیں نازل ہوئیں اور ان کے استہزا کا ناصحانہ جواب دیا گیا----ایک دفعہ حضور (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم) طواف کر رہے تھے۔ اسود بن المطلب بن اسد' ولید بن مغیرہ' امیہ بن خلف' عاص بن وائل قریش کے بڑے بڑے معمر آپ (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم) کے پاس آئے اور کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم) آؤ ہم لوگ ایک امر پر فیصلہ کریں۔ وہ یہ کہ جو عبادت تمہاری ہے' وہ ہم لوگ بھی کریں اور جو عبادت ہم لوگوں کی ہے' وہ تم بھی کرو۔ جس عبادت میں بہتری ہو گی' اس سے سب کو فائدہ پہنچے گا۔ اسی پر قل یا ایھا الکفرون کی سورہ نازل ہوئی۔ یعنی تمہارے دین سے ہمیں غرض نہیں۔ ہم تو جس کی عبادت کرتے ہیں' اسی کی کریں گے۔" اس کے بعد کتاب میں "معاہدہ کا خاتمہ اور بنی ہاشم کا باہر آنا" بیان کیا گیا ہے۔ حالانکہ جو واقعہ اوپر بیان ہوا ہے' اسی سے واضح ہو جاتا ہے کہ محصوری اور قید اور شہر سے باہر ہونے والا مفروضہ بے اصل ہے۔

اگر ابن ہشام کی بات درست ہے اور سورہ لہب شعب ابی طالب کے مقاطعے کے دوران نازل ہوئی ہے' اور جلال الدین سیوطی کی در منثور کی روایت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم ایک مجلس میں تشریف فرما تھے کہ ابو لہب کی بیوی ام جمیل اروی بنت حرب وہاں آئی اور کہنے لگی کہ یا محمد (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم) تو نے کس بنا پر میری ہجو کی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم نے فرمایا' بخدا میں نے تیری مذمت نہیں کی بلکہ اللہ تعالی نے تیری ہجو کہی ہے------ ------تو کیا اسی حوالے

سے یہ بات ثابت نہیں ہو جاتی کہ شعب ابی طالب شہر مکہ سے دور کوئی گھاٹی نہیں تھی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم اپنے گھروں ہی میں مقاطعے کی صورت حال کو برداشت کر رہے تھے۔

اسی طرح عقبہ بن ابی معیط ایک بار کلمہ طیبہ پڑھ کر' ابی بن خلف کے کہنے سے پھر بدبختی پر آمادہ ہو گیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم کے چہرہ مبارک پر تھوکنے کی جسارت کی (اللہ تعالی نے اس کو آگ کا انگارہ بنا دیا اور اسے واپس اس کے منہ پر دے مارا۔ جہاں وہ لگا وہ جگہ جل گئی اور برص کی طرح وہاں سفید داغ پڑ گیا جو اس کی موت تک باقی رہا) اور عقبہ بن ابی معیط کی اس بدبختی کے بارے میں سورہ الفرقان کی آیتیں (۲۰) نازل ہوئیں----اور یہ آیات بھی شعب ابی طالب کے زمانے میں نازل ہوئیں تو قید اور محصوری اور شہر بدری کا نظریہ خواب وخیال ہو جاتا ہے۔

اسی لئے ہمارا موقف زیادہ مضبوط ہے کہ مقاطعے کا ہدف بننے والے سب بنی ہاشم اپنے اپنے گھروں ہی میں تھے 'ابولہب اور عقبہ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم کے ہمسائے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم کو نشانہ استہزا بنانے کی حرکتیں وہ اسی دورانیے میں زیادہ کرتے رہے۔ سیرت زینی دحلان میں لکھا ہے کہ ابولہب 'عقبہ اور حکم بن العاص حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم کے پڑوسی تھے اور اپنے گھروں کا کوڑا کرکٹ اکٹھا کر کے وہ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم کا شانہ اقدس پر ڈال دیا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم نے یہ بھی فرمایا کہ "میں دو شریر پڑوسیوں میں گھرا ہوا تھا۔ ایک طرف ابولہب اور دوسری طرف عقبہ بن ابی معیط تھا۔ وہ دونوں لید اور گوبر اکٹھا کر کے لاتے اور میرے دروازے پر آ کر پھینک دیا کرتے"۔

حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کردار

حضرت ابو طالب کے حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم کے بستر پر اپنے بیٹے یا بھائی یا غم زاد کو سلا دینے کے ذکر میں انکا مشہور زمانہ قصیدہ لامیہ نقل کیا ہے۔

دیمک کا کمال۔

ابن سعد کے مطابق حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ نے اس وقت کفار قریش سے کیا کہ میرے بھتیجے نے خبر دی ہے۔ اورانہوں نے ہر گز مجھے غلط نہیں کیا کہ اللہ تعالی نے تمہارے عہد نامے پر دیمک کو مسلط کردیا ہے۔سوائے اللہ کے نام کے تمام مضمون کھالیاہے۔ میرے بھتیجے سچے ہیں تم برائی سے باز آجاؤ۔

پھر کفار کے سردار حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیساتھ خانہ کعبہ گئے جسکی دیوار پر معاہدہ لگا ہواتھا۔دیکھا تو جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم نے فرمایا تھا برحق تھا اللہ تعالی کے نام کے سوا باقی تمام الفاظ کو دیمک کھا گئی تھی۔

قارئین کرام:۔

حضرت ابو طالبؓ کا کردار تو شعب ابی طالب کے حوالے سے بھی اسی طرح روشن ہے جس طرح زندگی بھر حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم کے بارے میں رہا۔

بلکہ شعب میں تو اور زیادہ واضح ہے ۔لیکن سوال یہ ہے ۔کہ اگر شعب ابی طالب کو مکہ شہر سے دور، ایک پہاڑی گھاٹی یا درہ تصور کر جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم کے بستر بدلنے اور دوسرے جانثاروں کو آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم کے بستر پر

سلانے کا تردود کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ بس ایک جانثار کو درے کے دہانے پر حفاظت کی ڈیوٹی سونپ دی جاتی، کافی تھا۔

حقیقت حال یہی ہے

(۱) شعب ابی طالب وہی جگہ تھی جہاں بنو ہاشم کے مکان تھے۔ بعض کافر بھی ہمسائے تھے۔ سب وہیں رہے البتہ کافروں کے بائیکاٹ کو بھگتتے رہے۔ چونکہ کسی بند گھاٹی یا درے کی صورت نہ تھی۔ سب اپنے اپنے گھروں میں تھے۔ آس پڑوس کہ کافروں کے کسی غلط اقدام کے پیش نظر حضرت ابو طالب حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم کی حفاظت کیلئے اپنے طور پر جو کچھ بن سکا کرتے رہے۔ ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم کو تو کبھی اپنی جان کی حفاظت کی ضرورت نہیں پڑی تھی۔

(۲)۔ رسول کریم ﷺ کے معجزات مبارکہ کا ظہور بھی شعب ابو طالب میں ضروری تھا کفار جنہوں نے رسول کریم ﷺ کو 'صادق' اور امین کے القاجات دیئے تھے۔ مزید جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کا سچا رسول جانتا ہے۔ دیکھتا ہے (شاہد ہے) کہ کس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ لیکن کفار بڑے ہی کم عقل تھے۔ دیگر معجزات کے ظہور کو ماننے کی بجائے ساحر کہتے رہے بڑے ہی بد بخت تھے ــــــــ

مخالفین حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم کا انجام

مقاطعے کے محرکین کا انجام:۔ مختلف اوقات میں جن کفار قریش نے حضور سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ دشمنی کا برتاؤ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم کو اذیت پہنچائی، آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم کا مذاق اڑایا، یا آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و سلم کو قتل کرنے کی سازش میں نمایاں کردار ادا کیا،ان کے نام گزشتہ صفحات میں دیئے جاچکے ہیں۔ بائیکاٹ کا عہد نامہ لکھنے میں بھی انھی بدبختوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جلد یا بدیر، ان کا انجام تو عبرت ناک ہی ہوا۔

''مورخین'' نے بیان کیاہے کہ مشرکین میں سے پانچ آدمی جب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو تنہا پاتے' ٹھٹھامخول کرتے 'ادب و تعظیم کا مطلق خیال نہ کرتے اور عزت واحترام کے آداب کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ان کے نام یہ ہیں:عاص بن وائل 'اسود بن عبدالمطلب 'اسود بن عبد یغوث 'ولید بن مغیرہ اور حارث بن قیس الطلاطہ -----روایت ہے کہ ایک روز مسجد حرام میں خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے۔ جبرائیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے پاس تھے کہ یہ پانچوں ان کے سامنے سے گزرے۔جبرائیل علیہ السلام نے عاص بن وائل کے پاؤں کی ہتھیلی 'اسود بن عبدالمطلب کی آنکھ 'اسود بن عبد یغوث کے سر 'ولید کی پنڈلی اور حارث کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا اور کہا:اے محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم !آپ کو بشارت ہو کہ ان کا شر ختم ہوا اور آپ ان سے فارغ ہوئے۔ان میں سے ہر ایک مصیبت میں گرفتار ہو کر ہلاک ہوا۔

چنانچہ عاص کو مکہ کی ایک گھاٹی میں ایک کانٹا چبھ گیا۔ وہ چلاتا تھا کہ مجھے سانپ نے ڈس لیا ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) کے رب نے مجھے ہلاک کر دیا۔ اسود بن عبد المطلب اندھا ہو کر مرا۔ ابن عبد یغوث کا رنگ سیاہ ہو گیا۔ گھر والوں نے اسے گھر گھسنے نہ دیا اور وہ دروازے سے سر ٹکرا ٹکرا کر مر گیا حارث بن قیس کو یوں پیاس لگنی شروع ہوئی کہ پانی پی پی کر اس کا پیٹ پھٹ گیا۔ ولید بن مغیرہ کی پنڈلی زخمی ہوئی' عرق النسا کی بیماری لگی اور چیختا چلاتا مرا۔

عہد نامہ لکھنے والے کا انجام۔

عہد نامہ چمڑے کے ورق پر لکھا گیا تھا۔ اس کے کاتبوں کے چار نام ملتے ہیں۔ ابن سعد نے منصور ابن عکرمہ' ابن کثیر نے واقدی کے حوالے سے طلحہ بن ابی طلحہ' ابن ہشام نے نضر بن حارث اور حافظ ابن قیم نے زاد المعاد میں مغیض بن عامر کا نام لیا ہے شاہ مصباح الدین شکیل نے ان چاروں کے ذکر میں لکھا ہے کہ عام مورخین کا رجحان منصور بن عکرمہ کی جانب ہے۔ اور لکھا ہے کہ اسے قدرت کی طرف سے اس سفاکانہ اور ظالمانہ معاہدے کو تحریر کرنے کی پاداش میں سزا ملی کہ اس کی انگلیاں شل ہو گئیں اور اس کا ہاتھ ہمیشہ کے لئے کتابت سے بیکار ہو گیا۔

قارئین کرام۔ (فان منهم منتقمون) فرمان الٰہی کے مطابق کہ ہم ان سے ضرور بدلہ لیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کفار کو بڑی عبرت ناک سزا دی تاکہ سب کو پتہ چلے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کو تنگ کرنے کا انجام یہ ہے۔

شق صدر کی روایت پر بحث

قرآن حکیم میں شرح صدر اور صدر کے الفاظ ملتے ہیں۔ شق صدر کے نہیں ملتے

الشرح :۔

(۱) گوشت کاٹنے اور اسکے ٹکڑے کرنے کو کہتے ہیں اسی سے شرح صدر ماخوذ ہے۔ (علامہ راغب اصفہانی)

(۲) اصل میں کشادگی اور فراخی کا مفہوم ادا کرتا ہے۔ کسی الجھی ہوئی اور مشکل بات کی توضیح کو بھی شرح کہتے ہیں شرح کا استعمال دلی مسرت اور قلبی خوشی سے بھی ہوتا ہے (علامہ سید آلوسی)

شق۔ شق کا معنی ہے چاک کرنا۔ یہ لفظ قرآن حکیم میں، صدر کے ساتھ نہیں البتہ احادیث میں ہے جن پر بحث کرنا ضروری ہے۔

(۳) تفسیر میں لکھا ہے کہ۔ محققین علماء کا اتفاق ہے ظاہر بیداری میں صرف ایک بار پہلی دفعہ ہی شق صدر ہوا۔ باقی تین دفعہ خواب میں ہوا۔ اس لئے بیت المقدس والی معراج کی حدیث میں شق صدر کا ذکر نہیں اور خواب والی معراج کی احادیث میں شق صدر کا ذکر ملتا ہے۔

متضاد احادیث :۔

(۱) مسلم سے روایت ہے کہ حضرت انس نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ایام طفولیت میں جناب جبریل آئے جبکہ آپ دیگر بچوں کے ساتھ بیٹھے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو بڑے ادب سے ایک طرف لے جاکر لٹایا ان کا دل چاک کیا تو اس سے پارہ گوشت نکالا پھر کہا کہ آپ میں یہ شیطان کا حصہ ہے۔ پھر اسے

سونے کے طشت میں زمزم کے پانی سے دھویا اور پھر اسے سی دیا اور اسکی جگہ واپس رکھ دیا۔

(مشکوۃ ج ۸)

۲۔ جبریل امین نے سینہ پاک کو چاک کر کے قلب مبارک نکالا اور زریں طشت میں آب زم زم سے غسل دیا اور نور و حکمت سے بھر کر اسکو اسکی جگہ رکھ دیا۔

(کنزلایمان)

قلب پر بحث :۔

(۱) ایک روایت میں ہے کہ قلب مبارک کو چاک کیا۔ دوسری روایت میں قلب مبارک کو چاک کرنے کا ذکر نہیں ہے۔

(۲) قلب چاک کرنے والی روایت میں سیاہ گوشت کا ٹکڑا نکالنا اور اسے شیطان کا حصہ قرار دینے کا ذکر ہے دوسری روایت میں ایسا کوئی ذکر نہیں۔

(۳) انبیاء کے قلوب :۔ حضرت ابراہیم کے قلب کو قلب سلیم کہا۔
(۳۷/۸۴)

(۴) رسول کریم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے قلب مبارک کا ذکر قرآن حکیم میں تین دفعہ آیا۔ (البقرہ ۹۷۔ ۲+ ۱۹۴۔ ۲۶+ اشعرا + ۲۴۔ ۴۲ الشوری) لیکن کہیں بھی قلب مبارک کو شق کرنے کی بات نہیں ملتی۔

نبی علیہ السلام کی بشریت بھی نوری تھی :۔ صاحب روح البیان صفحہ ۱۰۳ جلد ۵ آیت ہذا کے تحت لکھتے ہیں کہ احادیث میں مذکور ہے کہ جبریل علیہ السلام نے حضور علیہ السلام کے جسم مبارکہ کا خمیر لیا تو اسے بہشت کے پانیوں

سے دھویا یہاں تک کہ اس سے جملہ کثافتیں اور کدورتیں دور ہوئیں اس اعتبار سے آپ کا جسم بھی آپ کی روح پاک کی طرح سماوی ہے۔

بشریت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم

متعارض احادیث ایک شک ڈالتی ہیں کہ جو بات تضاد والی ہے یعنی قلب مبارک کو چاک کرنا اور پھر اسمیں سے سیاہ گوشت کا ٹکڑا نکالنا عقلاً مخدوش نظر آتا ہے۔ جن سے مندرجہ ذیل سوالات پیدا ہوتے ہیں۔

سوالات

۱۔ اگر رسولوں کے سردار کے دل میں (معاذاللہ) سیاہ گوشت کا ٹکرا تھا تو باقی تمام انبیاء اکرام کے دلوں میں بھی ہوگا۔ چہ جائیکہ عام مسلمانوں کی بات کریں۔ کیا ایسا نہیں ؟

۲۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک (بقول ایک روایت) چاک کر کے وہ سیاہ ٹکڑا نکال کر پھینک دیا اور کہا گیا کہ یہ شیطان کا حصہ تھا۔ تو کیا باقی انبیائے کرام کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا؟

۳۔ کیا مختلف روایات میں مشترک باتوں کے علاوہ کسی ایک روایت میں اس بات کا اضافہ تو راوی نے اپنی طرف سے نہیں کر دیا۔ کیا ایسی باتیں ممکن نہیں ؟

۴۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو تو اللہ تعالیٰ نے ناف بریدہ اور ختنہ شدہ (یعنی جسمانی آرائشوں سے پاک) پیدا کیا جو کہ شیطان کا حصہ نہیں۔ تو کیا شیطان والا حصہ دل میں ہی رکھا (معاذاللہ) کہ جبریل بعد میں جا کر قلب چاک کر کے نکال دے گا۔

۵۔ کسی بھی نبی رسول کا ذکر نہیں کہ انکے قلوب کو بھی چاک کر کے شیطان والا حصہ نکالا گیا ہو۔ تو کیا یہ حصہ انکے قلوب میں موجود ہیں ؟

(استغفراللہ)

حاصل کلام

۱۔ جس روایت میں قلب چاک کر کے شیطان والا حصہ نکالنے کا ذکر ہے۔ عقلاً نقلاً مخدوش ہے۔ (۴۰ھ)

۲۔ خلافت راشدہ کے دور کے بعد احادیث میں اضافہ کرنا۔ احادیث گھڑنا وغیرہ عام ہوا ہے (سیرت النبی شبلی نعمانی)

فرمان رسول کریم ﷺ

ایک زمانہ آئے گا کہ تم تک ایسی حدیثیں پہنچیں گی جو تمہارے باپ دادا نے نہ سنی ہوں گی۔ تم ان کو کتاب اللہ پر پرکھنا اگر موافق ہوں تو قبول کر لینا۔ اگر خلاف ہوں تو میں ان سے بری ہوں۔

"اللہ تعالیٰ کے سواسے مراد" بت ہیں

(من دون اللہ اور باذن اللہ۔ غیر اللہ)

من دون اللہ کے معنی:۔ اس کے معنی "اللہ کے سوا" ہیں یہ قرآن پاک میں ۱۴۴ دفعہ آیا ہے۔ تمام کی تمام آیات ان بتوں کے متعلق ہیں جن کو کفار مکہ اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا کرتے تھے کیونکہ وہ انہیں (الہ) معبود سمجھتے تھے اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں ان بتوں کو شریک کر کے شرک کے مترکب ہوتے تھے چند ایک آیات کی مثالیں درج ہیں۔ ملاخطہ ہو۔

۱۔ بت بولیں گے:۔ ویوم یحشر هم وما یعبدون من دون الله فیقول ء انتم اضللتم عبادی هولاء ام هم ضلوا السبیل ٥ قالو سبحنك ما كان یتبغی لنا ان نتخذ من دونك من اولیاء(۲۵/۱۷ الفرقان)

ترجمہ:۔ اور جس دن اکٹھا کرے گا انہیں اور جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہیں۔ پھر ان بت معبودوں سے فرمائے گا کیا تم نے گمراہ کر دیئے یہ میرے بندے یا یہ خود ہی راہ بھولے۔ بت عرض کریں گے پاکی ہے تجھ کو ہمیں سزاوار نہ تھا کہ تیرے سوا کسی اور کو مولیٰ بنائیں۔ اس آیہ میں بتوں سے خطاب ہوا اور وہ "من دون الله" ہوئے۔

ام حسبتم ان تتر كوا اولما یعلم الله الذین جاهدو ا منكم ولم یتخذا من دو ن الله ولا رسوله ولا المومنین ولیجه والله خبیر بما تعملو ن (توبہ)

ترجمہ:۔ کیا اس گمان میں ہو۔ کہ یونہی چھوڑ دیئے جاؤ گے اور ابھی اللہ نے پہچان نہ کرائی ان کی جو تم میں سے جہاد کریں گے اور اللہ اور رسول اور مسلمانوں کے سوا کسی کو اپنا محرم راز نہ بنائیں گے اور اللہ تمہارے کاموں سے خبر دار ہے۔

چنانچہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ (من دون الله) اللہ تعالیٰ رسول کریم ﷺ اور مومنین کے علاوہ ہیں۔

ت۔ ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیمہ وھم عن دعائھم غفلون٥واذاحشر الناس کانوا لھم اعداءً وّ کانوا بعبادتھم کفرین (۶/۵، ۴۶الاحقاف)

ترجمہ:۔ اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اللہ کے سوا ایسوں کو پوجتے ہیں جو قیامت تک اس کی نہ سنیں اور انہیں ان کی پوجا کی خبر نہ ہو اور جب لوگوں کا حشر ہو گا تو یہ ان کے دشمن ہوں گے اور ان سے منکر ہو جائیں گے۔ اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ من دون اللہ سے مراد وہ بت ہیں جو قیامت کو مکر جائیں گے

ث۔ والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیاء وھم یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون (۲۱/۱۶، ۱۶النحل)

ترجمہ:۔ اور اللہ کے سوا جن کو پوجتے ہیں وہ کچھ نہیں بناتے۔ وہ خود بنائے ہوئے ہیں مردہ ہیں زندہ نہیں اور انہیں خبر نہیں لوگ کب اٹھائے جائیں گے۔

نتیجہ:۔ بت زندہ نہیں ہوتے یہ تو مردہ اور بے جان پتھر وغیرہ ہوتے ہیں۔ اس لئے ظاہر ہوا کہ "من دون اللہ" سے مراد بت ہیں۔ زندہ تو انبیاء کرام، اولیاء کرام، شہداء اور صالحین ہوتے ہیں۔

خلاصہ:۔ جتنی بھی آیات جن میں لفظ من دون اللہ آیا ہے تمام کی تمام آیات میں "اللہ کے سوا" سے مراد بت ہیں۔ اوپر چار مثالیں دی گئی ہیں جن میں صاف ظاہر ہے کہ من دون اللہ قیامت کے دن بولیں گے۔ اللہ تعالیٰ بتوں کو قوت گویائی عطا کردے گا اور پھر وہ بتائیں گے کہ انہوں نے انسانوں کو گمراہ نہیں کیا تھا اور وہ ان کی پوجا کے منکر ہو جائیں گے۔ کیونکہ انہوں نے تو انسانوں کو پوجنے کو نہ کہا تھا۔

غلط فہمی دور ہونی چاہئے:۔ نام نہاد مولوی جو جاہل اور ان پڑھ ہیں "من دون اللہ" یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کے معنوں میں انبیاء کرام اور اولیا کرام کو لے آتے ہیں۔ یہ جہالت، کم علمی اور بصیرت کی کمی ہے رسول کریم ﷺ اور مومنین کے متعلق سورۃ توبہ کی آیت ۱۶ (جو اوپر بیان ہوئی ہے) میں یہ صاف طور پر بیان

ہے کہ ان کے علاوہ "من دون اللہ" ہیں اور ظاہر ہے وہ بت ہیں اگر پھر بھی کوئی جاہل ضد کرے تو سمجھو کہ وہ اللہ تعالیٰ کا باغی ہے کیونکہ وہ اللہ کے قرآن کی آیتوں میں ٹیڑھا چلتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے باغی کی سزا قتل ہے۔

غیر اللہ کے معنی:۔ اللہ کے سوا کسی اور کو اللہ تعالیٰ مان کر اس کی پوجا کی جائے یہ لفظ قرآن میں ۷ دفعہ آیا ہے اور ہر جگہ اس سے مراد جھوٹے الہ ہیں (یعنی بت)

(۱)۔ قرآن کہتا ہے۔ افلا یتدبرون القرآن ولو کان من عنه غیر الله لوجدوا فیه اختلافات کثیرا. (۴/۸۲ نساء)

ترجمہ:۔ تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں۔ اگر وہ غیر اللہ کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے۔

اس آیہ میں تو اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کی مثال دے کر سمجھایا ہے کہ یہ میرا کلام ہے۔ اگر کسی اور الہ (جھوٹے) کا ہوتا تو ضرور (تم اس میں) اختلاف پاتے۔

(۲)۔ قرآن حکیم کہتا ہے۔ من اله غیر الله (۶/۴۶ الانعام) اللہ تعالیٰ کے علاوہ کون اور اللہ تعالیٰ ہے؟

(۳)۔ قرآن حکیم کہتا ہے۔ قال اغیر الله ابغیکم الها (۷/۱۴۰) کہا کیا اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا اور اللہ تلاش کروں۔

(۴)۔ قرآن حکیم کہتا ہے۔ وما اهل به لغیر الله (۲/۱۷۳ البقرہ) اور وہ جانور جو اللہ تعالیٰ کے نام کے علاوہ ذبح کیا گیا ہو۔

تشریح:۔ جانور پر جب اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کا نام لیا جائے جیسا کہ کفار مکہ اپنے بتوں کے نام لے کر ان کو ذبح کرتے تھے وہ حرام ہے۔ لیکن مسلمان تو اللہ تعالیٰ ہی کا نام لیتے ہیں۔ جانور پر چھری پھیرتے وقت بسم اللہ۔ اللہ اکبر کہتے ہیں کوئی بھی مسلمان کسی جھوٹے الہ (بت) وغیرہ کا نام نہیں لیتا باقی جانور کی عبد الاضحیٰ پر قربانی کی جاتی ہے۔ عقیقہ اور ولیمہ اور صدقہ وغیرہ کے لئے بھی جانور ذبح کیا جاتا ہے تو سب پر اللہ تعالیٰ ہی کا نام لیا جاتا ہے۔ اس آیہ کی مفہوم کے مخاطب کفار مکہ مکرمہ ہیں نہ کہ آج کی سنی مسلمان جیسا کہ جاہل اجد نام نہاد

مولوی سمجھتا ہے۔

باذن اللہ کے معنی:۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔ اذن کے معنی حکم کے ہیں اور یہ لفظ قرآن میں ۸۲ دفعہ مختلف سورتوں میں آیا ہے ہر چیز کا مالک حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے اس کی عطا کے بغیر کوئی ایک ذرہ کا ایک قطرہ کا مالک نہیں پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اپنے بعض بندوں وا پنی چیزوں کا مالک بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے گروہ انبیائے کرام اور اولیاء کرام کو "اپنے حکم" سے معجزات وکرامات عطا کیں ہیں۔

باذن اللہ کے بعد شرک ختم ہو جاتا ہے:۔ یہ بات سمجھنا بہت آسان ہے۔ جب حکم الٰہی سے جو بھی کام ہو تو وہ پھر شریک کے دائرے میں نہیں ہوتا۔

(۱)۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مٹی کے پرندے بنا کر پھونک مار کر "اڑ اللہ پاک کے حکم" کہتے تو اس میں جان پڑتی اور پرندہ اڑ جاتا۔ یہ صفت "خالقیت" عطائے الٰہی ہے۔ (۳/۴۹)

(۲)۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردے زندہ کرتے کہتے ہیں احی الموتی باذن اللہ یہ یحییت کی عطا ہے۔

(۳)۔ انبیاء اور اولیاء کرام کے معجزات وکرامات "اللہ تعالیٰ کے حکم" سے ہوتے ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہی ہے۔ اس لئے یہ شرک کے زمرے میں نہیں آتا۔ ہاں اگر کوئی الوہیت کا دعوی کرے تو وہ شرک کا ارتکاب کر رہا ہے انبیاء، اولیاء کرام نے کبھی ایسا دعوی نہیں کیا۔

(۴)۔ اولیاء کے ساتھ عداوت کا نتیجہ:۔ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو اولیاء کہتے ہیں ان سے عداوت رکھنا اللہ تعالیٰ کی ظرف سے اعلان جنگ کرنے کے مترادف ہے حدیث قدسی ہے۔ من عادلی ولی فقد ادنته بلحرب (ترجمہ) جس نے میرے ولی کے ساتھ عداوت رکھی اس کے لئے میں اعلان جنگ کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ جب اعلان جنگ کرے تو پھر تباہی و بربادی اور جہنم کا آخری طبقہ منزل ہے۔ کہو کیا خیال ہے اولیاء کرام کے ساتھ عداوت رکھنی ہے یا محبت در مصطفیٰ ﷺ پہ جاؤ۔ بصیرت ملے گی اور پھر اللہ تعالیٰ بھی مل جائے گا۔

۵۔ شب معراج۔ نمازوں میں تخفیف والی بات

قارئین کرام۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا فرمان ہے کہ ایک زمانہ آئے گا جب تم ایسی حدیثیں سنو گے جو تمہارے باپ دادا نے نہ سنی ہوں گی تم اسے کتاب اللہ پر پرکھنا۔ اگر اس کے موافق ہو تو قبول کر لینا۔ اگر مخالف ہوں تو میں اس سے بری ہوں۔

اسرائیلی روایات یعنی اسرائلیات۔

خلافت راشدہ کے بعد یہودی۔ خارجی اور منافقین نے مل کر دین اسلام کے خلاف سازشیں شروع کر دیں۔ انہوں نے حدیثیں گھڑنے۔ موجود حدیثوں میں اضافے اور راوی حضرات کے متعلق کہ فلاں ثقہ ہے یا فلاں کذاب ہے وغیرہ وغیرہ خوب کیا۔ تا کہ آنے والے زمانوں میں شکوک و شبہات پیدا کیے جائیں اور مسلمان کو عشق رسول سے دور کیا جائے۔ یہ بہت بڑی سازشیں ہوئی اور کافی حد تک کامیاب بھی ہوئی۔ (ان سازشوں کا ذکر علامہ شبلی نعمانی نے اپنی کتاب سیرت النبی جلد اول میں تفصیل کے ساتھ کیا ہے)

نمازوں میں تخفیف والی روایت۔ معراج شریف والی روایات میں جہاں اللہ تعالی نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو اپنا قرب شرف ہمکلامی اور دیگر تحائف دیئے وہاں نمازوں کا تحفہ بھی دیا (جو کہ پانچ ہیں) پچاس نمازیں اور پھر ان کا تخفیف ہونا بذریعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کہ انہوں نے بار بار واپس بھجوایا کہ اسے تخفیف کرائیے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی امت نہ پڑھ سکے گی۔ اور بالآخر مفسرین نے اسے پانچ کر دکھایا۔

قارئین کرام۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا صاحب کلی علم غیب کو (معاذ اللہ) پتہ نہ تھا کہ ان کی امت یہ پڑھ نہ سکے گی۔ اور وہ چھٹے آسمان سے نوبار واپس گئے اور انہیں پانچ کرولیا ____ کسی بھی عاشق رسول کا دل نہیں مانے گا۔ کیونکہ قرآن مجید میں کئی اور جگہ پر بھی فضیلت حضرت موسیٰ کو مفسرین نے غیر مستند روایات کی بنا پر ثابت کرنے کی کوشش کی ہے مثلاً روایات سحر جو کہ عین اسرائیلیات ہی نظر آتی ہیں۔

(۲)۔ پھر واعظ حضرت گلے پھاڑ پھاڑ کر منبر رسول پر بیٹھ کر بولتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کی طفیل امت محمدیہ کو نمازوں میں تخفیف ہوئی۔ وہ نہیں جانتے کہ وہ نادانستہ طور پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

(۳)۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم صاحب کلی علم غیب ہیں۔ وہ قیامت تک ہونے والے حالات ایسے دیکھ رہے ہیں جیسے اپنی ہتھیلی مبارک کو آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم تو حاضر و ناظر ہیں۔ انہیں اپنی امت کے لوگ چہروں سے نظر آتے ہیں۔ اس لئے حضرت موسیٰ کا وسیلہ بتلانا کوئی وزن نہیں رکھتا۔ اسی لئے فرمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ہے کہ تم ایسی حدیثیں سنو گے جو تمہارے باپ دادا نے نہ سنی ہوں گی اسے قرآن حکیم پر پرکھنا کوئی نبی آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے علم کو نہیں پہنچ سکتا۔

حیات النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم

حیات کے معنی :۔ حیات اللہ تعالیٰ کی صفات سے ہے۔ اور وہ ایسی صفت ہے جس کے ساتھ علم، قدرت، ارادہ وغیرہ تمام صفات کمالیہ وابستہ ہیں اللہ تعالیٰ نے صفت حیات ممکنات میں ودیعت فرمائی اور افراد ممکنات میں اسے اپنے ارادہ اور ان کی قابلیتوں کے موافق پیدا کیا چنانچہ وہ صفت حیات ممکنات میں مختلف مراتب پر ظاہر ہوئی۔ بعض میں اس طرح کہ اس کے معرفت وابستہ ہے اور بعض میں اس طرح کہ جس طرح حرکت حیوانیہ اس کے ساتھ مربوط ہے۔ چنانچہ حیات وہ ہے۔ جس کے پاس جانے سے احساس کا وجود صحیح قرار پائے اور موت اس کی ضد ہے۔

روح :۔ روح کا بدن میں ہونا حیات اور بدن سے روح کا خروج موت ہے یہ تعریف نہیں کیونکہ پھر تو اللہ تعالیٰ کی حیات پر کس طرح صادق آسکتی ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جسم و روح سے پاک ہے کائنات میں روح سبب حیات ہو سکتی ہے لیکن اسے نفس حیات کہنا درست نہیں۔ البتہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ تمکنات عالم کے افراد میں ادراک، قوہ ارادہ حرکت واحساس کی صفت صحیحہ پائے جانے کیلئے ان میں "عادتاً" روح کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ روح سبب حیات ہے اور سبب کا بغیر سبب کے پایا جانا محال عادی ہے خلاصہ یہ کہ بدن میں روح کا مجرد دخول اور اس سے متعلق خروج حقیقہ موت وحیات نہیں۔ حقیقی موت وحیات جسم میں صفت مصححہ للعلم والقدرۃ (اومایقوم مقام) کا ہونا یا نہ ہونا ہے۔ البتہ روح کے دخول وخروج کو موت عادی وحیات عادی سے موسوم کیا جاتا ہے۔

بغیر روح کے حیات ممکن ہے :۔

بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم منبر شریف بننے سے پہلے کھجور کی ایک لکڑی (تنے) پر ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے جب منبر شریف بن گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اس پر جلوہ گر ہوئے۔ وہ لکڑی حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے فراق میں اس طرح روئی کہ جیسے کسی اونٹنی کا بچہ گم ہو جائے۔ اور وہ دردناک آواز سے روئے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم منبر شریف سے اترے اور اس پر اپنا دست کرم رکھ دیا۔ جمادات (غیر ذی روح) کو دیکھیں روح نہیں مگر حیات ہے۔

قرآن کریم میں حیاۃ کا ذکر :۔

اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسك التی قضی علیھا الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمی ان فی ذلك لایت لقوم یتفکرون (عربی میں "توفاہ اللہ تعالیٰ" کے معنی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی روح قبض کی۔) ترجمہ یہ ہے۔ اللہ جانوں کو وفات دیتا ہے ان کی موت کے وقت۔ اور جو نہ مریں ان کے سوتے میں۔ پھر جس پر موت کا حکم فرمادیا اسے روک رکھتا ہے (روح کو) اور دوسری ایک معیاد مقرر تک (روح کو) چھوڑتا دیتا ہے بیشک اس میں ضرور نشانیاں ہیں سوچنے والوں کے لئے۔ یہاں غور طلب نقطہ یہ ہے کہ نیند میں روح قبض کر لی جاتی ہے لیکن جسم میں جان ہوتی ہے۔ اور اگر موت کا وقت مقرر نہ آیا ہو تو روح کو بھیج دیا جاتا (یرسل الاخری الیٰ اجل مسمی) ایک مقررہ وقت تک۔

جواب دینے کے لئے جسم کی ضرورت نہیں :۔

وان خذ ربك من بنی آدم من ظهور هم ذریتیهم وا شهد هم علی انفسهم الست بربکم قالو بلی شهدنا (۱۷۲/۷الاعراف)

ترجمہ :۔ اور اے محبوب یاد کرو جب آپ کے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی نسل نکالی اور انہیں خود ان پر گواہ کیا۔ کیا میں تمہارا رب نہیں۔ سب بولے کیوں نہیں ہم گواہ ہوئے۔

اس آیہ میں سمجھنے کے لئے غور طلب نکتہ یہ ہے کہ جب آدم علیہ السلام کی ذریت (اولاد) ان کی پشت سے نکالی گئی تو ان کے جسم نہ تھے بلکہ جانیں تھیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے سوال کا جواب انہوں نے دیا اور جیسا کہ فرمایا : **اشهدهم علی انفسهم** (یہ نہیں کہا) (**اشهدهم علی ار واحهم یا اجسامهم**) چنانچہ نتیجہ یہ نکلا کہ جواب دینے کیلئے جسم کی ضرورت نہیں۔ تمام انسانیت نے جواب دیا اور سب کے سب بغیر جسم کے تھے۔ اسی بنا پر انبیاء اولیاء کرام کا قبروں سے سلام کرنے کا جواب ملتا ہے۔

زمین انبیاء کے جسم نہیں کھاتی :۔

انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ اور چنا ہوا گروہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغامات تمام انسانیت کو ان ہی کے ذریعے بھیجے۔ چنانچہ یہ لوگ بھی اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔

(۱) عقلی دلیل :۔ عقل یہ کہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ان نشانیوں کو مٹنے نہ دے گا۔ اگرچہ شریعت کے تقاضوں کے تحت ان پر موت وارد کرنی ہے لیکن ان کے جسموں کو مٹی کے ساتھ مٹی نہ ہونے دے گا۔ یہی تو سمجھنے والی بات ہے اس

گروہ کی تخلیق ہی ایک خاص مقصد کے لئے ہوئی اس لئے یہ لوگ عام انسانوں سے بہت بلند اور عظیم ہیں۔

(۲) حدیث پاک :۔ آقا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ نبیوں کے جسم کھائے۔

سلطان نور الدین زنگی کے عہد کے یہودیوں کا عقیدہ :۔

سلطان نور الدین زنگی کے عہد میں یہودیوں نے جو سازش کی وہ تو تاریخ میں مرقوم ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ یہودیوں نے اسلام کا مذاق اڑانے اور اسے بطور دین ختم کرنے کی سازش کی تھی۔ ان کے بادشاہ رچرڈ (جو شیر دل کے نام سے مشہور تھا جس نے صلیبی جنگیں لڑیں) نے کہا تھا کہ مسلمانوں کے نبی کا جسد قبر سے نکال لو تو پھر یہ دین ختم ہو جائے گا۔ یہودیوں نے کہا ان کی وفات کو چار صدیاں گزر گئیں اس پر اس شخص نے کہا اس نے تورات و انجیل پڑھا ہے کہ انبیاء کے جسموں کو مٹی نہیں کھاتی وہ قبروں میں صحیح و سالم ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس بنا پر انہوں نے یہ حرکت مذموم کی۔

مزید دلیلیں :۔ (۱) قرآن میں آتا ہے۔ **وما ارسلنك الا رحمة للعالمين** یعنی آقا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم تمام جہانوں کیلئے تمام مخلوق کے لئے رحمت ہیں۔ یہ آیت حیات نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ازل سے ابد تک کی قرآنی دلیل ہے۔ بہت آسان فہم بات ہے۔ اگر عقیدہ درست ہو۔

(۲) **ولا تقولوا لمن يقتل فى سبيل الله اموات بل احياء ولكن لا تشعرون** اور نہ کہو ان لوگوں کیلئے جو قتل کئے اللہ کی راہ میں مردہ۔ بلکہ وہ زندہ ہیں اور تم شعور نہیں رکھتے۔ شہدا کے ساتھ انبیاء علیہ السلام اس میں شامل ہیں

بالخصوص نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے دنیامیں شہادت کادرجہ پایا۔

زندوں کی بیویوں سے نکاح نہیں کیا جاتا :۔

قرآن میں آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے متعلق فرمایا ولا ان تنکحو ازواجہ من بعدہ ابدا حکم الہیہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی بیویوں کے ساتھ نکاح نہ کروان کے ظاہری طور پر حجاب کرنے سے ابد تک ---- کیونکہ آقا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ازل سے لے کر ابد تک زندہ ہیں۔

آقا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا انبیاء کا اپنی قبروں میں نماز پڑھنا اور دفن کے چالیس راتوں بعد ان کا قبروں سے اٹھایا جانا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم درود شریف خود سنتے ہیں۔ چاہے نزدیک ہو چاہے دور۔ نزدیک یا دور کا مسئلہ ہمارا ہے نہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا۔

آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا علم وفات شریف کے بعد ایسا ہی ہے جیسا حیات مقدسہ میں تھا۔

حیات بعد از وفات کے معنی :۔ موت اور قبض روح کے معنی مطلقا "یقیناً" وہی ہیں جو آج تک ساری امت نے سمجھے یعنی بدن اقدس سے روح مبارک کا نکل کر رفیق اعلیٰ کی طرف جانا۔ پھر اس کے بعد ان کی حیات کے معنی یہ ہیں کہ اجساد مقدسہ سے باہر نکلی ہوئی ارواح طیبہ اپنے تمام اوصاف وکمالات سابقہ کے ساتھ رفیق اعلیٰ سے دوبارہ اجسام شریفہ میں لوٹ آتی ہے۔ لیکن حیات اور آثار حیات عادۃ ہم سے مستور رہتے ہیں۔ اور ہماری نظروں سے اس طرح غائب کردیئے جاتے ہیں جیسے ملائکہ ہماری نظروں سے غائب کردیئے گئے ہیں۔

قصہ مختصر :۔ آقا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ازل سے لے کر ابد تک زندہ ہیں اپنے تمام اوصاف کے ساتھ اگر عقیدہ درست ہو تو بہت عام فہم بات ہے۔

وسیلہ رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم بعد از وصال

آقا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد ایک اعرابی روضہ اقدس پر حاضر ہوا۔ اور روضہ شریف کی خاک اپنے سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم جو آپ نے فرمایا ہم نے سنا اور جو آپ پر نازل ہوا اس میں یہ آیا بھی ہے ولو انهم اذ ظلموا میں نے بیشک اپنی جان پر ظلم کیا۔ اور میں اس کے حضور میں اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی بخشش چاہنے حاضر ہوا۔ تو میرے رب سے میرے گناہ کی بخشش کرائیے۔ اس پر قبر شریف سے آواز آئی کہ تیری بخشش کی گئی۔ پوری آیہ یہ ہے۔ ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاء وك فاستغفرا وا الله واستغفر لهم الرسول لو جدوا الله توابا رحيما ٥.

ترجمہ :۔ اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو یا حبیب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ معلوم ہوا قبر رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پہ جانا بھی "جاء وك" میں داخل ہے۔ بعد وفات مقبولان حق کو "یا" کے ساتھ ندا کرنا جائز ہے مقبولات حق مدد فرماتے ہیں اور ان کے دعا سے روائی ہوتی ہے۔

تبرکات انبیاء کرام سے توسل

(تابوت سکینہ) :۔ پہلی مثال بنی اسرائیل سے ہے۔ قرآن فرماتا ہے۔ وقال لهم نبيهم ان اية ملكه ان ياتيكم التابوت فيه سكينة من ربكم وبقية مما ترك ال موسى وال هرون تحمله الملئكة ان فى ذلك لاية لكم ان كنتم مومنين (٢/٢٤٨)

اور ان سے ان کے نبی کریم نے فرمایا اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں۔ موسیٰ اور ہارون کے ترکہ کی اٹھاتے لائیں گے اسے فرشتے بیشک اس میں بڑی نشانی ہے۔

تابوت سکینہ:۔ حضرت موسیٰ جنگ کے موقعوں پر اسے آگے رکھتے تھے۔ اس میں بنی اسرائیل کے دلوں کو تسکین رہتی تھی اس میں انبیاء علیہ السلام کے تبرکات تھے۔ یہ وراثتاً منتقل ہوتا تھا۔ جب بنی اسرائیل کی حالت خراب ہوئی اور بدعملی بڑھ گئی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر عمالقہ کو مسلط کیا تو وہ ان سے تابوت چھین کرلے گئے۔ اور اسے نجس اور گندے مقامات پر رکھا اور اس بے حرمتی کی وجہ سے طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو گئے ان کی بستیاں ہلاک ہو گئیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ تبرکات کی حرمت سے کامیابی ملتی ہیں اور تبرکات کی بے حرمتی سے ہلاکت نصیب ہوتی ہے۔

اذھبوا بقمیصی ھذا:۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں بیٹے کی جدائی میں سفید ہو گئی تھیں۔ ہر وقت روتے رہتے اور یوسف یوسف پکارتے رہتے تھے جب برادران یوسف دوسرے پھیرے میں حضرت یوسف سے ملنے گئے اور باپ کا حال بتایا تو انہوں نے فرمایا اذھبوا بقمیصی ھذا فالقوہ علی وجہ ابی یات بصیرا ۔ میرا یہ کرتا لے جاؤ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو اس کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ بیٹا بھی نبی اور باپ بھی نبی۔ باپ نے یہ تو نہ کہا کہ اس قمیض کو منہ پر میں ڈالوں یہ شرک ہوگا قمیض نبی کی برکات میں بہت برکات ہوتی ہیں۔ اور پھر جب یہ قمیض لے کر گئے بھائی یہودا واپسی لشکر کے آگے آگے تھے تو

ادھر حضرت یعقوب نے خوشبو سونگھی اور فرمایا انی لا جدریح یوسف بیشک میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں۔ یہ سینکڑوں میل سے خوشبو سونگھ رہے تھے۔ پھر جب یہ کرتا ان کے منہ پر ڈالا گیا تو ان کی آنکھیں کھل گئیں۔ یہ ہیں انبیاء کرام کے تبرکات سے توسل۔ کیا یہ شرک ہے۔

آقا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی چادر مبارک

تبرکات انبیاء کے توسل کی وجہ یہ ہے کہ ان چیزوں کا تعلق انبیاء کرام سے ہوتا ہے۔ دیکھیں آقا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا سایہ نہ تھا اور جو کپڑے آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پہنتے تھے۔ وہ بھی بے سایہ ہو جاتے تھے اور پھر یہ کپڑے باعث برکت بن جاتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی چادر مبارک اوڑھی تو آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر (انوار کی) بارش دیکھی اور آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے کپڑوں کو ہاتھ سے چھو کر جاننے کی کوشش کی کہ بارش سے کپڑے بھیگ گئے ہونگے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ انوار کی بارش تھی جو اس چادر مبارک کی وجہ سے دیکھی گئی جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اوڑھی تھی۔

آقا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے بال مبارک میں شفا ہے

صحابہ کرام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے بال شریف برکت کے لئے اپنے گھروں میں رکھتے تھے۔ جب کسی آدم کو نظر یا کوئی شے لگ جاتی تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا بال مبارک پانی کی پیالی میں ہلا دیتیں اور جو بھی بیمار ہوتا یہ پانی پی کر صحت یاب ہو جاتا۔

تبرکات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم

یہ بات ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ حضور صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے آثار مبارکہ سے تبرک حاصل کرتے تھے۔ ان کا ایک ہی مقصد تھا یعنی بارگاہ الہی میں توسل کرنا۔ مندرجہ ذیل تفصیل عرض ہے۔

(۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ :۔ گنبد خضرا میں دفن ہونے کی شدید خواہش رکھتے تھے۔ جب وقت وفات آیا تو اپنے بیٹے کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں اجازت مانگنے کے لئے بھیجا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ میں اس جگہ کو اپنے لئے مخصوص کرنا چاہتی ہوں مگر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ترجیح دیتی ہوں۔ اور پھر اس خوشخبری سے عمر فاروق رضی اللہ عنہا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ان کی تمنا پوری ہو گئی۔ اور وہ قرب قبر نبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے توسل چاہتے تھے۔

(۲) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا جو اس مشکیزے کا منہ کاٹ لیتی ہیں جس سے آقا صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے پانی نوش فرمایا حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہ ہمارے پاس ہے۔

(۳) صحابہ کرام نبی اکرم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے سر مبارک کے منڈوانے پر ایک بال کے حصول کے لئے آگے بڑھ رہے ہیں۔ اور خالد بن ولید سیف اللہ رضی اللہ عنہ اپنی دستار مبارک میں رکھا کرتے تھے۔ اور جنگوں میں فتح یاب ہوتے تھے۔

(۴) حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے جبہ مبارک کو محفوظ رکھے ہوئے ہے۔ اور فرماتی ہیں ہم اسے دھو کر مریضوں کے لئے شفایابی حاصل کرتے ہیں۔

(۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی انگشت مبارک جسے صدیق اکبر عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم محفوظ رکھتے۔

(۶) آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے پسینہ مبارک سے لوگ شیشیاں بھر بھر کے لے جاتے۔

(۷) آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے وضو کے پانی کو نیچے نہ گرنے دیتے تھے اور اپنے چہرے پر مل لیتے۔

(۸) عبد اللہ بن ابی ابن سلول (منافق اعظم) جب مرنے لگا تو اس نے اپنے بیٹے کو حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے پاس بھیجا کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اسے اپنی قمیض دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اپنی قمیض دے دی۔ اس نے بیٹے کو دوبارہ بھیجا کہ انہیں کہیں اپنی وہ قمیض دیں جو جسم مبارک سے لگتی ہے۔ منافقین یہ منظر دیکھ کر ہزاروں کی تعداد میں مومن بن گئے۔

قارئین کرام :۔

(۱) انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور پسندیدہ ہوتے ہیں۔ ان پر موت کا طاری ہونا تو لازم ھے کیونکہ یہ مخلوق ہیں لیکن یہ صرف ایک لمحہ کے لئے ہوتی ہے جیسے کوئی شخص قدم اٹھا کر ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں منتقل ہو جائے۔ پھر وہ ابدی حیات کے حامل ہو جاتے ہیں۔

(۲) موت کے لمحے سے صرف ایک ہستی محفوظ ہے اور وہ ہے باری تعالیٰ۔ کیونکہ وہ خالق ہے۔

(۳) یہ بات ہے ذرا سمجھ کی۔

وَأَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي
وَأَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

(سیدنا حسان بن ثابت رض)

ترجمہ:-

میری آنکھوں نے کبھی آپ سے زیادہ کوئی حسین نہیں دیکھا
عورتوں نے آپ سے زیادہ کوئی صاحبِ جمال نہیں جنا
آپ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا گیا ہے۔
جیسے آپ اپنی مرضی کے مطابق پیدا کئے گئے ہوں،

باب ایمان

فرمان نبوی ﷺ مومن کون ہے؟ آقا ﷺ رحمت للعالمین رؤف رحیم کا فرمان ہے۔ لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین ۔ تم میں کوئی مومن نہیں ہو سکتا تا آنکہ میں اس کے ماں باپ' اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ پیارانہ ہو جاؤں۔ یہ ہے ایمان کا پیمانہ۔ یہ اس عظیم ترین ہستی نے بتایا جو اپنی خواہش سے بولتا ہی نہیں ۔ وما ینطق عن الھوی. ان ھوا لاوحی یوحی اس کا کلام اللہ کا کلام ہے۔ اس کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے۔ اس کی آنکھیں اللہ کی آنکھیں ہیں۔ یہاں سے پتہ چلا کہ ایمان کا پیمانہ "حب رسول ﷺ" ہے۔ یہ وہ عظیم ترین ہستی کی محبت کی بات ہے جس کے بغیر اللہ بھی نہیں ملتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا۔ قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرہ انا ومن اتبعنی (۱۸/۱۲یوسف) اے حبیب آپ فرما دیجئے یہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا راستہ ہے۔ میں تمہیں اللہ کی طرف لے جاتا ہوں۔ میں اور جس نے میرے (محمد ﷺ) کا اتباع کیا وہ اہل بصیرت ہیں۔ بصیرت نہ ہو گی تو پھر کچھ سمجھ نہیں آئے گا۔ لاکھوں جامعات کے سرٹیفکیٹ لئے پھرتا ہو۔ خود ساختہ القابات جتنے مرضی لگاتا ہو۔ بصیرت کے بغیر عقل بھی ماری جائے گی۔ چنانچہ صرف ایک ہی راستہ ہے باقی تمام راستے گمراہی کی طرف لے جاتے ہیں۔ یہ وہ راستہ ہے جس پر صدیق اکبرؓ چلے۔ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلے' عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلے' شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلے حسن رض اللہ تعالیٰ عنہ و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلے ' داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ چلے ' حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ چلے' غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ چلے!

علماء کے متعلق

فرمان رسول کریم ﷺ

" علمائے امت محمد ﷺ انبیاء کرام کے وارث ہیں"

دوسرا فرمان مبارک

میرے دین کو سب سے زیادہ نقصان علمائے سو پہنچائیں گے۔

قارئین کرام۔

علمائے سو کے متعلق فرمان رسول کریم ﷺ

دنیا کی طمع

اور

علماء سو کا اغلاط نامہ

(عزیزو! یہ بہت طویل ہے)

۱۔ قرآن کریم اور احادیث پاک کیا کہتے ہیں فرمان رسول کریم ﷺ کی روشنی میں

۲۔ علمائے کرام۔ اب بھی وقت ہے دنیاوی طمع و لالچ چھوڑ دیں اور فرمان رسول کریم ﷺ پر عمل کریں۔

علماء اور امرائے قوم

۱۔ رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے۔ کسی قوم کی قسمت دو طبقوں کے ہاتھ میں ہوتی ہے ایک امراء اور دوسرے علماء جب امراء راہ راست

سے ہٹنے لگیں تو علماء انہیں راہ راست پر لاتے ہیں۔ مگر آج کل کے نام نہاد علماء تو امراء اور صاحب اقتدار کے تلوے چاٹنے پر تیار ہو جاتے ہیں اگر انہیں اس میں دنیاوی فائدہ نظر آتا ہو۔ حالانکہ اس کے برعکس انہیں کلمہ حق کہنا چاہیئے۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار اقدس کی پامالی کی ناپاک۔ جسارت ہوئی تمام علمائے کرام صاحبزدگان و گدی نشینان کو چاہیئے تھا کہ حکومت کے ایوانوں میں مزے لوٹنے والے اہل اقتدار کو گریبان سے پکڑ کر پوچھتے کہ وہ نجدی حکمرانوں سے پوچھیں یہ کیوں کیا گیا ہے۔ مگر انہوں نے تو چپ سادھ لی ہے بلکہ امراء کی ناراضگی مول لینا نہیں چاہتے۔

۲۔ دوسری طرف وہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ انہیں عالم ' مفتی ' صاحبزادہ ' مخدوم زادہ وغیرہ کہلایا جائے اور ناموں کے ساتھ لکھا بھی جائے اور پھر ان کی بڑائی کی تعریف کی جائے۔ (چنانچہ اہل اقتدار اسی حربے کو استعمال کر کے دکھاتے ہیں کہ ان کے ساتھ یہ تمام لوگ ہیں) تحریروں اور تقریروں تعریفوں کے پل باندھ دیتے ہیں کہ حضرت صاحب نے چالیس عمرے کئے ہیں۔ ذاتی لائبریری میں ہزاروں کتب ہیں۔ بہت پارسا ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

۳۔ یہ ہے آج کل کے نام نہاد عالم کی لغزشیں جس سے دنیاوی فائدہ تو کچھ مل جائے گا مگر آخرت برباد ہو جاتی ہے سانحہ ابواء میں نام نہاد علماء کا کردار اس کی نشاندہی کی واضح دلیل ہے۔

قارئین کرام۔ آج کل یہ دونوں بیماریاں عام ہیں۔

علم چھپانا کیسا ہے

۲۔ واذاخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتب لتبیننہ للناس ولاتکتمونہ فنبذوہ وراء ظھو رھم واشتروا بہ ثمنا قلیلا فبئس مایشترون۔ (۱۸۷/۳)

ترجمہ:۔ اور یاد کرو جب اللہ نے عہد لیا ان سے جنہیں کتاب عطا ہوئی کہ تم ضرور اسے لوگوں سے بیان کر دینا اور نہ چھپانا تو انہوں نے اسے اپنی پیٹھ کے پیچھے پھیر دیا اور اس کے بدلے ذلیل دام حاصل کئے تو یہ کتنی بری خریداری ہے۔

رسول کریم ﷺ کا فرمان مبارک۔

جس شخص سے کچھ دریافت کیا گیا جس کو وہ جانتا ہے اور اس نے اس کو چھپایا قیامت کے دن اسے آگ کی لگام لگائی جائے گی۔

(کنزالایمان تفسیر ۱۸۷/۳)

۳۔ اپنے آپ کو بہت بڑا عالم کہلوانا (خود پسندی)

مثلاً لوگ کہیں کہ گروہ استاد العماء میں سے ہے۔ مفتی ہے۔ گویا کہ اس وقت اس کے پائے کا کوئی عالم نہیں۔

فرمان الٰہی:۔ لاتحسین الذین یفرحون بمااتوا ویحبون ان یحمدوا بمالم یفعلوا فلا تحسبنھم بمفازۃ من العذاب ولھم عذاب الیم.

(۱۸۸/۳)

ترجمہ:۔ ہرگز نہ سمجھنا انہیں جو خوش ہوتے ہیں اپنے کئے پر اور چاہتے ہیں کہ بے کئے ان کی تعریف ہو ایسوں کو ہرگز عذاب سے دور نہ جاننا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

آسمان کے نیچے بدترین مخلوق

۷۔ عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یوشك ان یاتی علی الناس زمانه لا یبقی من الاسلام الا اسمه ولا یبقی من السلام الا اسمه ولا یبقی من القرآن الا رسمه مساجد هم عامرة وهی خراب من الهدی علمائوهم شر من تحت ادیم السماء من عندهم یخرج الفتنة وفیهم تعود۔ (مشکوۃ ج ۱ ص۲۲۹)

روایت ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے عنقریب لوگوں پر وہ وقت آئے گا جب اسلام کا صرف نام اور قرآن کا صرف رواج ہی رہ جائے گا۔ ان کی مسجدیں آباد ہوں گی مگر ہدایت سے خالی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے ان سے فتنہ نکلے گا اور انہیں میں لوٹ جائے گا۔ یعنی بے دین علماء کی کثرت ہوگی جس کا فتنہ مسلمانوں کو گھیر لے گا------ یہ فرمان اس ذات اقدس کا ہے جو "صاحب کلی علم غیب" ہیں۔ جس ذات پاک نے قیامت کی نشانیاں بتلادیں چودہ سو سال پہلے۔ آج کل ہو بہو یہی ہورہا ہے۔ علماء سو یعنی ان پڑھ جاہل علماء کی کثرت ہے۔ قرآن سمجھ میں نہیں آتا' بصیرت ہے نہیں اور شرک کے فتوؤں کے دفتر کھولے ہوئے ہیں۔ دنیاوی مفاد کے لئے اللہ تعالیٰ کے دین کو بیچ رہے ہیں۔

ریاکار علماء:۔ قیامت کے دن وہ جس نے علم سیکھا' سکھایا اور قرآن پڑھا' اسے لایا جائے گا۔ اپنی نعمتوں کا قرار کرایا جائے گا۔ وہ اقرار کرلے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے شکریہ میں عمل کیا کیا۔ عرض کرے گا علم سیکھا' سکھایا' تیری راہ میں قرآن پڑھا۔ اللہ فرمائے گا تو جھوٹا ہے (قال کذبت) تو نے علم اس لئے

سیکھا کہ تجھے عالم کہا جائے۔ اس لئے قرآن پڑھا تھا کہ قاری کہا جائے۔ یہ کہہ لیا گیا پھر حکم ہو گا اوندھے منہ کھینچا جاوے گا حتی کہ آگ میں پھینک دیا جائے گا۔
(مشکوۃ ج ا باب العلم ص ۱۹۱)

اس حدیث پاک سے ان مولویوں کو سبق حاصل کرنا چاہئے جنہوں نے ریاکاری اپنا شیوہ بنالیا ہے خود ساختہ القابات شیخ القرآن شیخ الحدیث، علامہ، مفتی، مولانا، ڈاکٹر، پروفیسر وغیرہ وغیرہ لکھتے ہیں۔ اور بہت متکبر ہیں کہ وہ بہت بڑے عالم ہیں۔

قرآن میں اپنی رائے

۵ - (مشکوۃ ج ا باب العلم) آقا ﷺ نے فرمایا جو قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہے وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنائے۔ دوسری روایت ہے کہ جو قرآن میں بغیر علم کچھ کہے وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا قرآن میں فضول جھگڑنا کفر ہے۔

بے علم مولوی کے فتوے

۶- (مشکوۃ ج ا باب العلم) آقا ﷺ نے فرمایا جو بے علم فتوے دے اس کا گناہ فتوے لینے والے پر ہے۔ آج کل کے دور میں بے علم جاہل مولویوں کی بہت کثرت ہے اپنے ناموں کے ساتھ مفتی تو مفت میں لگا لیتے ہیں۔ ایسی ایسی کتابیں لکھتے ہیں کہ پڑھنے والا حیران رہ جاتا ہے بے علم ہونے کی وجہ سے اپنا ایمان تو وہ گنوا بیٹھے ہیں تو دوسرے مسلمانوں کو بھی گمراہ کر کے اپنے ساتھ دوزخ میں لے جائیں گے۔

فرمان نبوی ﷺ (برے علماء)

۷۔ وعن الاحوص ابن حکیم عن ابیه قال سائل رجل عن النبی ﷺ عن الشر فقال لا تسالونی عن الشر وسلونی عن الخیر یقولها ثلثا ثم قال الا ان شرا الشر شرر العلماء و ان خیر الخیر خیار العلماء (رواہ الدارمی، مشکوۃ باب العلم ج۱ ص۲۲۵)

روایت ہے حضرت احوص بن حکیم سے وہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں کہ کسی نے نبی کریم ﷺ سے برائی کی بات پوچھا۔ تو فرمایا کہ مجھ سے برائی کی بابت نہ پوچھو۔ بھلائی کے متعلق پوچھو تین بار فرمایا۔ پھر فرمایا آگاہ رہو کہ بدترین شریر برے علماء ہیں اور اچھوں سے اچھے بہترین علماء ہیں۔

اسلام کو ڈھانے والے

یہ بدترین برے علماء ہیں۔ اسلام کو عالم کی لغزش ' منافق کا قرآن میں جھگڑنا اور گمراہ کن سرداروں کی حکومت تباہ کرے گی۔ عالم کے بگڑنے سے جہاں بگڑ جاتا ہے اور عالم کے سنبھلنے سے جہاں سنبھل جاتا ہے۔

۸۔ جہنم کی طرف بلانے والے مولوی

مشکوۃ ۷ فتنوں کے بیان میں ہے۔ آقا ﷺ سے ایک صحابی نے پوچھا کہ خیر کے بعد شر کیا ہو گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ قال رسول الله ﷺ دعاة علی ابواب جهنم من اجابهم الیها قذفوه فیها قلت یا رسول الله صفهم لنا قال هم من جلدتنا ویتکلمون بالستنا قلت فما تامرنی ان ادرکنی ذلك قال تلزم جماعة المسلمین وامامهم قلت فان لم یکن لهم جماعة ولا امام قال فاعتزل تلك الفرق کلها ولو ان تعض باصل شجرة حتی یدرکك الموت وانت علی ذالك۔

دوزخ کے دروازے پر بلانے والے جو دوزخ کی طرف ان کی بات
مانے گا اسے دوزخ میں ڈال دیں گے میں نے عرض کیا یارسول اللہ ان کے
علامات بھی بتائیے۔ فرمایا وہ ہمارے گروہ سے ہوں گے۔ ہماری زبان میں کلام
کریں گے۔ میں نے عرض کیا کہ اگر میں یہ پاؤں تو آپ کیا حکم فرماتے ہیں۔
فرمایا مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کو پکڑے رہنا میں نے عرض کیا اگر
مسلمانوں کی جماعت نہ ہو نہ امام تو ۔ فرمایا تو ان تمام فرقوں سے الگ رہنا۔
اگرچہ اس طرح ہو کہ تم کسی درخت کی جڑ وانتوں سے پکڑ لو حتی کہ تم کو اس
حالت میں موت آجائے۔ اس حدیث پاک میں جو بات قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ
آپ ﷺ کا فرمان کہ وہ ہماری زبان میں کلام کریں گے یعنی کہ عربی میں۔
نجدی مولویوں کی زبان عربی ہے اور تحریریں عربی میں ہیں اور پھر ان کے چیلے
ان کتابوں کا اردو میں ترجمہ کر کے تبلیغ کر کے جہنم کی طرف بلاتے ہیں۔

۹۔ دل شیطان جسم انسانی

(مشکوۃ ج ۲ باب فتنہ) فرمان مصطفیٰ ﷺ ہے میرے بعد ایسے پیشوا
ہوں گے جو نہ میری سنت اختیار کریں گے نہ میرے طریقہ پر چلیں گے۔ ان
میں کچھ لوگ اٹھیں گے جن کے دل شیطانوں کے دل ہوں گے۔ جسم
انسانوں کے چنانچہ 'انسانی جسموں والے شیطان بڑے بڑے چغے پہنے ہوئے نظر
آتے ہیں۔ بڑے بڑے خود ساختہ القابات لگائے ہوئے ہیں کہ انسان ان کو دیکھ
کر متعجب ہو جاتا ہے۔ یہ سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ باتیں بظاہر اچھی
کریں گے لیکن علم سے بے بہرہ ہوں گے۔ بد عمل 'بد مذہب علماء کلمہ گو اور مدعی
اسلام ہوں گے۔ عربی بولیں گے اس لئے لوگ ان سے بہت دھوکا کھایا کریں
گے۔ روافض 'خوارج' وہابی نجدی وغیرہ سب عرب ہی کی پیداوار ہیں۔

۱۰۔ ریاکاروں کو فضیحت اور رسوائی کی سزا

عن جندب رضی الله عنه قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من سمع سمع الله به ومن یرائی یرائی الله به(رواه البخاری ومسلم)

ترجمہ:۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کوئی عمل سنانے اور شہرت دینے کے لئے کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو خوب دکھائے گا۔

(صحیح بخاری ومسلم)

تشریح:۔ مطلب یہ ہے کہ دکھاوے اور شہرت کی غرض سے نیک اعمال کرنے والوں کو ایک سزا ان کے اس عمل کی مناسبت سے یہ بھی دی جائے گی کہ ان کی اس ریاکاری اور منافقت کو خوب مشہور کیا جائے گا اور سب کو مشاہدہ کرا دیا جائے گا کہ یہ بد بخت لوگ منافق اور ریاکار تھے۔ شہرت حاصل کرنے کے لئے دین فروشی کرتے تھے۔

ریاکار عالم کا ٹھکانہ

۱۱ ۔ (جب الحزن) عن حذیفه قال یا معشر القراء استقیموا فقد سبقتم سبقا بعیدا وان اخذتم یمیناو شمالا لقد ضللتم ضلا لا بعیدا (رواه البخاری) وعن ابی ہریرة قال قال رسول الله تعوذوا بالله من جب الحزن قالو ا یارسول الله وما جب الحزن قالوادوافی جهنم یتعوذ منه جنهم کل یوم اربع مائه مرة قیل یا رسول الله ومن یدخلهاقال القراء المراء ون باعمالهم (رواه التر مذی) وهفذا ابن ماجه وزاد فیه وان من ابغض القراء الی الله تعالیٰ الذین یزورون الا

مراء قال المحا ربی یعنی الجورة وعن علی قال قال رسول اللهﷺ یوشك ان یاتی علی الناس زمان لا یبقی من السلام الا اسمه ولا یبقی من القرآن الا رسمه مساجد هم عامر ة وهی خراب من الهدی علماؤهم شرومن تحت ادیم السماء من عندهم تخرج الفتنة و فیهم تعود. (رواہ البیہقی)

ترجمہ:۔ روایت ہے حضرت حذیفہ سے کہ آپ نے فرمایا قاریوں کے گروہ سیدھے رہو کیونکہ تم بہت ہی پہلے ہو اگر تم ہی الٹے سیدھے ہو گئے تو تم بڑی گمراہی میں پڑ جاؤ گے و بخاری روایت سے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ غم کے کنوئیں سے اللہ کی پناہ مانگو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ غم کا کنواں کیا ہے فرمایا دوزخ میں ایک جنگل ہے جس سے خود دوزخ روزانہ چار سو بارہ پناہ مانگتی ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ اس میں کون جائے گا؟ فرمایا اپنے اعمال میں دکھلاوا کرنے والے قاری اسے ترمذی نے روایت کیا یوں ہی ابن ماجہ نے اس میں یہ زیادہ ہے کہ خدا کو بہت ناپسند وہ قاری ہیں جو امیروں کی ملاقاتیں کرتے ہیں محاربی نے فرمایا یعنی ظالم امیروں کی روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے عنقریب لوگوں پر وہ وقت آئے گا جب اسلام کا صرف نام اور قرآن کا صرف رواج ہی رہ جائے گا ان کی مسجدیں آباد ہوں گی مگر ہدایت سے خالی ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین خلق ہوں گے ان سے فتنہ نکلے گا اور انہیں میں لوٹ جائے گا۔

یاد رہے

بڑے بڑے علماء جو کہ اپنی خود پسندی کی وجہ سے ریاکاری میں مبتلا ہوتے ہیں مثلاً جلسے وغیرہ کے اشتہاروں میں وہ چاہتے ہیں کہ ان کا نام ان کے

القابات بڑا ہو درمیان میں ہو تا کہ لوگ کہیں کہ یہ بہت بڑا عالم ہے۔ انہیں ریاکاری سے توبہ کر کے انکساری کی راہ اپنانی چاہیئے۔

نوٹ:۔ بندہ نے مشاہدہ کیا ہے کہ ایسے علماء آج کے دور میں موجود ہیں۔

قرآن کی اجرت۔ دنیا ہی میں لیں گے۔ کون

عن جابر قال خرج علینا رسول اللہ ﷺ ونحن نقرا القرآن وفینا الاعرابی والعجمی فقال اقروا فکل حسن و سیجئی اقوام یقیمون کما یقام القدح یتعجلونه ولا یتاجلونه (رواہ ابو دائود) (البیھقی فی شعب الایمان) وعن حذیفه قال قال رسول اللہ ﷺ اقرو القرآن بلحون العرب واصواتھا وایاکم ولحون اھل العشق ولحون اھلالکتابین وسیجئی بعدی قوم یرجعون بالقرآن ترجیح الغناء والنوح لا یجاوزحنا جرھم مفتونه قلوبھم و قلوب الذین یعجبھم شانھم (رواہ البیھقی فی شعب الایمان ورزین فی کتابه) وعن البرابن عازب قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول حسنوا القرآن باصواتکم فان الصوت الحسن الیزید القرآن حسنا(رواہ الداری)

(مشکوۃ ج ۳' ص ۲۷۲ باب آداب تلاوت)

ترجمہ:۔ حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہم پر تشریف لائے جب ہم قرآن پڑھ رہے تھے عربی اور عجمی سب ہی تھے تو فرمایا پڑھے جاؤ سب ٹھیک ہو کچھ قومیں ایسی ہوں گی جو تلاوت کو ایسے درست کریں گی جیسے تیر سیدھا کیا جایا ہے دنیا میں اجرت لیں گے آخرت کے لئے نہ رکھیں گے (ابوداؤد) (بیہقی شعب الایمان) روایت ہے حضرت حذیفہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قرآن مجید عربی لہجوں اور عربی آوازوں سے پڑھو عشق والوں کی

راگنیوں اور توریت وانجیل والوں کے لہجوں سے بچو ہمارے بعد وہ قومیں آئیں گی جو قرآن میں ایسی گلے بازیاں کریں گے جیسے گانے اور نوحے میں، قرآن ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا ان کے اور انہیں پسند کرنے والوں کے دل فتنہ میں مبتلا ہوں گے (بیہقی شعب الایمان) اور رزین سے اپنی کتاب میں روایت ہے حضرت براء ابن عازب فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا فرماتے تھے کہ قرآن کو اپنی آوازوں سے زینت دو کیونکہ اچھی آواز قرآن کا حسن ہے۔

۱۲۔ ایسے علماء شقی و جہنمی ہیں

یوتی بالعالم یوم القیامة فیلقی فی النار فتندلق اقتابه فیدروبها کما یدور الحما ر بالرحی (احیاء علوم غزالی ج ا ص ۵۳) (حدیث پاک)

قیامت کے دن عالم کو دوزخ میں ڈالا جائے گا تو اس کی انتڑیاں پیٹ سے باہر نکل آئیں گی تو انتڑیوں سے دوزخ میں ایسے گھومے گا جیسے کہ گدھا چکے کے گرد گھومتا ہے۔

۱۳۔ فتنوں کے متعلق فرمان رسول کریم ﷺ

دلوں پر فتنے:۔ (ا) (مشکوۃ ج ۷ فتنوں کا باب) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دلوں پر فتنے پیش آئیں گے جیسے چٹائی کا ایک ریگ، جو دل فتنے پلا دیا گیا اس میں سیاہ دھبہ پیدا کر دیں گے اور جو دل انہیں برا سمجھے اس میں سفید داغ پیدا ہو جائے گا۔ حتی کہ لوگ دو قسم کے دلوں پر ہو جائیں گے۔ آج کل بھی لوگ دو قسم کے دلوں پر ہیں۔ ایک عشاق رسول ﷺ اور دوسرے گستاخان رسول ﷺ۔

فتنوں کی بارش:۔ آقا ﷺ نے فرمایا۔ کیا تم وہ دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں۔ لوگوں نے عرض کیا نہیں فرمایا کہ میں فتنے دیکھ رہا ہوں جو تمہارے گھروں کے درمیان بارش کی طرح گر رہے ہیں۔

فتنوں کی تعداد:۔ صاحب کلی علم غیب ﷺ نے فرمایا۔ "دنیا ختم ہونے تک تین سو یا کچھ زیادہ فتنے ہیں۔ آپ ﷺ نے ان کے نام بتادیئے ان کے باپ اور قبیلہ کا نام۔ بے دین عالم، گمراہ گر پیشوا اور جھوٹے مدعیان نبوت۔"

صبح کو مومن، شام کو کافر:۔ آپ ﷺ نے فرمایا قیامت کے آگے بہت فتنے ہیں، اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح ان میں آدمی صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر اور شام کو مومن ہوگا اور صبح کافر۔

۱۵۔ نجد سے شیطانی گروہ:۔ وعن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم غلظ القلوب والجفاء في المشرق والايمان في اهل الحجاز رواه مسلم وعن ابن عمر قال قال النبيى صلى الله عليه وسلم اللهم بارك لنا في شامنا اللهم بارك لنا في يمننا قالو يارسول الله وفي نجدنا فاظنه قال في ثالثه هناك الزلازل والنفس وبها يطلع قرن الشيطن (بخاری، مشکوۃ ج۸ ص ۵۷۹)

روایت ہے حضرت جابر فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ دلوں کی سختی اور ظلم مشرق میں ہے۔ اور ایمان حجاز والوں میں ہے۔ (مسلم)
روایت ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ فرمایا نبی ﷺ نے الٰہی ہمارے شام میں برکت دے۔ الٰہی ہمارے یمن میں برکت دے۔ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ اور ہمارے نجد میں۔ فرمایا الٰہی ہم کو ہمارے شام میں برکت دے۔ الٰہی ہم کو ہمارے یمن میں برکت دے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اور ہمارے نجد میں۔ مجھے خیال ہے تیسری بار فرمایا کہ وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں سے شیطانی گروہ نکلے گا۔

۱۴- انی اخشی علیھم اھل نجد:۔ (فرمان رسول اللہ ﷺ مجھے اپنے آدمیوں کے متعلق اہل نجد سے ڈر معلوم ہوتا ہے) صفر ۴ھ میں بیئر معونہ کی اس جماعت کے متعلق جو اہل نجد میں بھیجی گئی مختصر واقعہ یوں ہے کہ ابو براء عامر بن مالک بن جعفر ملاعب الاسنہ رسول ﷺ کی خدمت میں مدینہ منورہ حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی۔ وہ اسلام تو نہ لایا مگر اسلام سے بعد کا بھی اظہار نہ کیا۔ اس نے کہا یا محمد (ﷺ) اگر آپ اپنے رفقاء میں سے کچھ لوگوں کو اہل نجد میں بھیج دیں اور وہ وہاں آپ ﷺ کا پیغام پہنچا کر انہیں اسلام کی دعوت دیں تو مجھے امید ہے کہ اہل نجد آپ ﷺ کے پیغام پر ضرور لبیک کہیں گے اور پھر آپ ﷺ نے یہی الفاظ کہے۔ اس پر ابو براء نے کہا میں ان کا ہمسایہ رہوں گا۔ مگر بعد کے واقعات میں عامر بن طفیل کے قریب سے یہ جماعت شہید کر دی گئی۔ ان میں عامر بن فہیرہ بھی تھے جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام تھے' ان کا جسد نہ ملا تھا۔ تو "صاحب کلی غیب" نے مدینہ منورہ میں بتا دیا کہ ان کو ملائکہ نے اٹھا لیا ہے ------- چنانچہ یہ اہل نجد ہیں جن کے متعلق آپ ﷺ نے اپنے خدشے کا اظہار فرمایا کہ وہ دھوکہ باز ہیں اور یاد رکھو مومن دھوکہ باز نہیں ہوتا۔

۱۷- گمراہ کرنے والے پیشوا (مولوی):۔ وعن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما اخاف علی امتی الائمۃ المضلین روایت ہے حضرت ثوبان سے۔ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ سے۔ کہ میں اپنی امت پر گمراہ گر پیشواؤں کا خوف کرتا ہوں۔ (مشکوۃ ج ۷ ص ۲۰۳)

اس سے اوپر بیان ہوا۔ اہل نجد سے خوف کرتا ہوں۔ یہ وہ باتیں ہیں جو صاحب کلی علم غیب نے چودہ صدیاں پہلے بیان فرما دیں۔ یہ گمراہ کرنے والے

مولوی یقیناً شیطان کے گروہ سے ہوں گے۔ یہ ایک عقلی دلیل ہے۔ اور قرآن حکیم نے واضح طور پر بیان کیا ہے حزب الشیطن کا۔ اور جو اس گروہ میں شامل ہیں انہیں قرآن نے عبد الطاغوت بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ اس کا یہ مطلب ہوا کہ گمراہ گر پیشوا عبد الطاغوت ہیں اور اس لئے نتیجہ یہ نکلا کہ آقا علیہ السلام کی شان اقدس میں نکتہ چینی کرنے والے ہی گمراہ گر پیشوا ہیں۔ چاہے یہ دنیا کے کسی حصے میں ہی ہوں ان کی تعلیمات پر عمل نہیں کرنا چاہئے کیونکہ پھر گمراہی مقدر بن جاتی ہے اور سیدھی جہنم میں لے جاتی ہے۔ ایسے مولویوں سے بچو جن کا کام یہ ہے کہ نجدی تعلیمات پھیلائیں۔ ان کے جبّے کو دیکھ کر تعجب میں نہ پڑو کیونکہ یہ سب لباس خضر میں رہزن ہیں۔ انہوں نے بڑی بڑے خود ساختہ القابات لگائے ہوئے ہیں اور اندر سے بدبو آتی ہے۔

۱۸- گھنی داڑھی۔ سر منڈا ہوا:۔ (مشکوۃ ج ۸ باب معجزات) روایت ہے ایک شخص آیا دھنسی ہوئی آنکھیں، ابھری پیشانی، گھنی داڑھی اونچی کنپٹی والا۔ سر منڈا ہوا۔ وہ بولا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے ڈرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کون کرے گا۔ مجھے اللہ تعالیٰ زمین والوں پر امین بنائے اور تم مجھے امین نہ جانو۔ ایک شخص نے اس کے قتل کا اجازت مانگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا جب وہ چلا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی پشت سے ایک قوم ہوگی جو قرآن پڑھے گی۔ قرآن ان کے گلے سے نہ اترے گا۔ وہ اسلام سے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔

آج کے دور میں "صاحب کلی علم غیب" کی باتیں سچ ثابت ہو رہی ہیں۔ خوارج وہابی، دیوبندی قرآن پر بہت زور دیتے ہیں۔ سب کو قرآن کے نام پر اپنی طرف بلاتے ہیں۔ اشاعت القرآن، تبلیغ القرآن اور اپنے آپ کو شیخ القرآن کہتے ہیں اور ان کے حلئے بھی اسی طرح ہی ہیں جیسا حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بیان کیا۔

۱۹۔ دین کے نام پر دنیا کمانے والے ریاکاروں کو سخت تنبیہ

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال رسول الله ﷺ یخرج فی اخر الزمان رجال یختلون الدنیا بالدین یلبسون للناس جلود الضان من اللین السنتهم احلی من السکرو قلوبهم قلوب الذیاب یقول الله ابی یغترون ام علی یجترئون؟ فبی حلفت لا بعثن علی اولئك منهم فتنة تدعحلیم منهم حیران۔

(رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آخری زمانہ میں کچھ ایسے مکار لوگ پیدا ہوں گے جو دین کی آڑ میں دنیا کا شکار کریں گے' وہ لوگوں پر اپنی درویشی اور مسکینی ظاہر کرنے اور ان کو متاثر کرنے کے لئے بھیڑوں کی کھال کا لباس پہنیں گے' ان کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہوں گی' مگر ان کے سینوں میں بھیڑیوں کے سے دل ہوں گے (ان کے بارے میں) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کیا یہ لوگ میرے ڈھیل دینے سے دھوکہ کھا رہے ہیں یا مجھ سے نڈر ہو کر میرے مقابلے میں جرات کر رہے ہیں' پس مجھے اپنی قسم ہے کہ میں ان مکاروں پر انہی سے ایسا فتنہ کھڑا کروں گا جو ان میں کے عقلمندوں اور داناؤں کو بھی حیران بنا کر چھوڑے گا۔ (جامع ترمذی)

تشریح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ریاکاری کی یہ خاص قسم کہ عابدوں زاہدوں کی صورت بنا کر اور اپنے اندرونی حال کے بالکل برعکس ان خاصان خدا کی سی نرم و شیریں باتیں کر کے اللہ کے سادہ لوح بندوں کو اپنی عقیدت کے

جال میں پھانسا جائے اور ان سے دنیا کمائی جائے 'بد ترین قسم کی ریاکاری ہے اور ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی تنبیہ ہے کہ وہ مرنے سے پہلے اس دنیا میں بھی سخت فتنوں میں مبتلا کئے جائیں گے۔

۲۰ تقریروں میں وعظ کی بجائے اشعار و قصے سنانا

(مشکوۃ ج ۳' متفرقات تلاوت ص ۲۸۱)

عن عمران بن حصين انه مرعلى قاص يقرائم يسال فاسترجع ثم قال سمعت رسول الله ﷺ يقول من قراء القرآن فلسيال الله به سيجئى اقوام يقرئون القرآن يسالون به الناس (رواه احمد وا لترمذى) عن بريدة قأل قال رسول الله ﷺ قراء القرآن يتاكل به الناس جاء يوم القيمة ووجهه عظم ليس عليه لحم

(رواه البيهقى فى شعب الايمان)

ترجمہ:۔ ایک قصہ خواں پر گزرے جو قرآن پڑھتا اور لوگوں سے مانگتا تھا۔ آپ نے انا للہ پڑھی پھر فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو قرآن پڑھے تو اس کے ذریعہ صرف اللہ سے مانگے عنقریب ایسی قومیں ہوں گی جو قرآن پڑھیں گی اس کے ذریعہ لوگوں سے مانگیں گی (احمد ترمذی) روایت ہے حضرت بریدہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ جو قرآن پڑھے اس کے ذریعہ لوگوں سے کھائے وہ قیامت کے دن یوں آئے گا کہ اس کے منہ میں ہڈیاں ہوں گی گوشت نہ ہوگا۔

تشریح:۔ یعنی ان کی تمام محنتیں صرف لہجہ حسین کرنے کے لئے ہوں گی تاکہ دنیادار پسند کریں' واہ واہ ہو' پیسے خوب ملیں' اخلاص نہ ہوگا پھر ثواب کیسے پائیں جان کی قیمت ہوتی ہے نہ کہ محض قالب کی ہر عبادت کا یہ ہی حال ہے اللہ تعالیٰ اخلاص نصیب کرے حضور انور ﷺ کی یہ ناراضی ان کی محنت پر نہیں بلکہ ریاء و نمود پر ہے۔

محدثین کی اصطلاح میں قاص پیشہ ورواعظ کو کہتے ہیں جو اپنی تقریر میں احکام شرعیہ بیان نہ کرے صرف شعر اشعار قصے کہانیاں سنا کر لوگوں کو خوش کرنے کی کوشش کرے اگرچہ قرآن شریف ہی کے قصے سنائے مگر احکام سے خالی جیسے آج۔ کل کا عام رواج ہے۔

۲۱۔ میری امت کے کچھ، قبیلے بت پرستی کریں گے

(مشکوۃ ج ۷، ص ۲۲۰، فتنوں کا بیان)

مفتی احمد یار خاں نعیمی تشریح کرتے ہیں۔

(جھوٹے پیر جھوٹی کرامتیں جھوٹے مرید)

وعن ثوبان قال قال رسول الله ﷺ اذا وضع السیف فی امتی لم ترفع عنها الی یوم القیمه ولا تقوم الساعه حتی تلحق قبائل من امتی بالمشرکین وحتی تعبد قبائل من امتی الا وثان وانه سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلهم بزعم انه نبی الله انا خاتم النبین لا نبی بعدی۔ (ترمذی)

ترجمہ:۔ روایت ہے حضرت ثوبان سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب میری امت میں تلوار رکھ دی جاوے تو قیامت کے دن تک اس سے نہ اٹھے گی اور قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ میری امت کے کچھ قبیلے مشرکین سے مل جائیں گے اور حتی کہ میری امت کے کچھ قبیلے بت پرستی کریں گے اور میری امت میں تیس جھوٹے ہوں گے وہ سب گمان کریں گے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں حالانکہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور میری امت کا ایک گروہ حق پر رہے گا سب پر غالب ان کا مخالف انہیں نقصان نہ پہنچا سکے گا حتی کہ اللہ کا حکم آجاوے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)

جھوٹے پیروں کے فوٹو کی پرستش ہوتی ہے (مفتی احمد یار خاں نعیمی لکھتے ہیں)

اس کی صورت یہ ہے کہ بعض لوگ اپنے کو مسلمان سمجھتے ہوئے بت پرستی کریں گے لہذا یہ جملہ مکرر نہیں ہم نے دیکھا کہ بعض لوگ اپنے پیروں کے فوٹوؤں کو سجدہ کرتے ہیں۔ انہیں چومتے انہیں سجا کر رکھتے ہیں یہ ہے اس حدیث کا ظہور پیروں کے ان فوٹوؤں کو وہ لوگ کہتے ہیں مرقع شریف یہ ان کا خاص لفظ ہے بعض کلمہ گو تعزیہ کو سجدہ کرتے دیکھے گئے قبروں کو تو بہت لوگ سجدہ کرتے ہیں۔ بعض زندہ پیروں کو سجدہ کرتے ہیں یہ ہے بت پرستی نعوذ باللہ۔

جھوٹے مرید۔ جھوٹے پیروں کی بڑائیاں بتاتے ہیں (مفتی احمد یار خاں نعیمی لکھتے ہیں)

ایک یہ کہ جو شخص کسی مشہور شریف آدمی کی پگڑی اچھالے اس کا مقابلہ کرے تاکہ اس مقابلہ میں مری شہرت ہو دوسرے یہ کہ جو کسی شخص کو دنیا میں جھوٹے طریقہ سے اچھالے تاکہ اس کے ذریعہ مجھے عزت و روزی ملے جیسے آج کل بعض جھوٹے پیروں کے مرید اس کی جھوٹی کرامتیں بیان کرتے پھرتے ہیں تاکہ ہم کو بھی اس کے ذریعہ عزت ملے کہ ہم اس کے بالکے ہیں۔ (اشعہ) تیسرے یہ کہ جو شخص دنیا میں نام و نمود چاہے نیکیاں کرے مگر ناموری کے لئے یا جو شخص کسی کے ذریعہ سے اپنے کو مشہور و نامور کرے تاقیامت میں ایسے شخص کو عام رسوا کیا جاوے گا کہ فرشتہ اسے اونچی جگہ کھڑا کر کے اعلان کرے گا کہ لوگو یہ بڑا جھوٹا مکار فریبی تھا (مرقات۔ و لمعات وغیرہ)

کل کے عام بے علم واعظین سب و قاص ہیں واعظ نہیں کہ واعظ تو

نصیحت کرنے والے کو کہتے ہیں وہ نصیحت نہیں کرتا صرف پیسے مانگتا ہے حاجتمند کسی کو نصیحت نہیں کر سکتا اس گناہ و بدعت و علامت قیامت کو دیکھ کر آپ کو سخت صدمہ ہوا اظہار رنج کے لئے آپ نے انا للہ پڑھی (مفتی احمد یار خاں نعیمی)

قال کذبت ولکنك تعلمت العلم لتقال انك عالم

اللہ تعالیٰ کہے گا تو جھوٹا تو نے اس لئے علم سیکھا کہ تجھے عالم کہا جائے۔

خود ساختہ القابات والے علماء توجہ فرمائیں

حدیث پاک (ترجمہ):۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ قیامت کے دن وہ جس نے علم سیکھا سکھایا اور قرآن پڑھایا اسے لایا جائے گا۔ اپنی نعمتوں کا اقرار کرایا جائے گا وہ اقرار کرے گا۔ فرمائے گا تو نے شکریہ میں عمل کیا کیا۔ عرض کرے گا سیکھا سکھایا تیری راہ میں قرآن پڑھا فرمائے گا تو جھوٹا ہے تو نے اس لئے علم سیکھا کہ تجھے عالم کہا جائے۔ اس لئے قرآن پڑھا تھا کہ قاری کہا جاوے وہ کہہ لیا گیا پھر حکم ہو گا اوندھے منہ کھینچا جاوے گا حتی کہ آگ میں پھینک دیا جاوے گا۔ (مشکوۃ ج ا علم کی کتاب)

۲۲۔ اچھا عالم کون ہے

وعن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ نعم الرجال الفقیہ فی الدین ان احتیج الیہ نفع وان استغنی عنہ اغنی نفسہ

(رواہ رزین)

ترجمہ:۔ روایت ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے وہ عالم دین بہت اچھا ہے کہ اگر اس کی ضرورت پڑے تو نفع پہنچاوے اگر اس سے بے پرواہی ہو تو اپنے آپ کو بے نیاز رکھے (رزین) یعنی متکبر نہ بنے۔

۲۳ - عالم کا امراء اہل اقتدار کے در پہ جانا کتنا خطرناک ہے

وعن ابن عباس قال قال رسول اللهﷺ ان انا سامن امتی سیتفقهون فی الدین ویقرء ون القرآن یقولون ناتی الامراء فنصیب من دنیا هم ونغتزلهم بدیننا ولا یکون ذلك کما لا یجتنی من القتاد الا الشوك کذلك لایجتنی من قربهم الا قال محمد بن الصباح کانه یعنی الخطایا (رواه ابن ماجه) وعن عبدالله ابن مسعود قال لو ان اهل العلم صانوا العلم ووضعوه عند اهله لسادوا به اهل مانهم ولکنهم بذلوه لاهل الدنیا لینالوا به من دنیا هم فها تو علیهم.

(مشکوۃ ج ۱، ص ۲۲۳)

ترجمہ:۔ (دارمی) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میری امت کے کچھ لوگ علم دین سیکھیں گے اور قرآن پڑھیں گے کہیں گے کہ ہم امیروں کے پاس جائیں ان کی دنیا لے آئیں اپنا دین بچالائیں لیکن ایسا نہ ہوسکے گا جیسے ببول کے درخت سے کانٹے ہی چنے جاتے ہیں ایسے ہی امیروں کے قرب سے (محمد بن الصبا نے فرمایا مطلب یہ ہے کہ) خطائیں ہی چنی جائیں گی (ابن ماجہ) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے فرماتے ہیں کہ اگر علماء علم محفوظ رکھتے اور اسے اہل ہی پر پیش کرتے تو اس کی برکت سے اپنے زمانہ والوں کے سردار ہو جاتے مگر انہوں نے علم دنیاداروں کے لئے خرچ کیا تا کہ اس سے ان کی دنیا کمائیں۔

مختصر تشریح:۔ امراء کے پاس علماء کا آنا جانا دین کے لئے خطرناک ہے۔ اہل اقتدار عالموں اور پیروں کو اپنے سیاسی عزائم حاصل کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں اور یہ عالم اور پیر تھوڑے سے دنیاوی فائدے کے لئے اپنا دین بیچ دیتے ہیں۔ کتنی بری خریداری ہے (فینس مایشترون)

۲۷- لباس خضر میں کیسے کیسے لوگ

(علماء کی لندن یاترا برائے پاؤنڈ)

۱- ماہنامہ جہان رضا لاہور اپنے ماہنامہ اپریل مئی ۱۹۹۸ء (ذوالحجہ ۱۴۱۸ھ) اداریہ میں لکھتا ہے۔ قارئین یہ برطانیہ سے آئے ہوئے ایک دوست سے شہر حبیب یعنی مدینہ منورہ میں ملاقات کے منظر کشی ہے۔ اداریہ میں لکھا ہے (ص ۱۰'۹) سنی راہنما اپنی بقا کی جنگ لڑنے لگے اس قدر کمزور ہو گئے کہ انہیں اپنے گھر کی بجائے اقتدار کے محلات کی دیواروں کے سایہ میں ٹھہرنا پڑا۔ اہل اقتدار نے جب علماء کرام کو اپنے دروازوں پر کھڑے دیکھا تو انہیں بری طرح استعمال کرنے لگے۔ لکھنے والا لکھتا ہے کہ میں اپنی داستان سناتا گیا۔ خون کے آنسو بہاتا گیا اور برطانیہ سے آئے ہوئے دوست کو رلاتا گیا اس نے سر اٹھایا۔ مجھے دیکھا اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ آگے لکھتا ہے۔

۲- علماء کرام کو چھوڑ کر مشائخ کرام ' صاحبزدگاں ' پیرزدگان کی بات کروں تو رونا آتا ہے "میرے دوست نے بتایا کہ پاکستان کے اکثر واعظ ' پیرزادے مدرسوں کے ناظمین (مفتی حضرات) ہمارے پاس برطانیہ آتے ہیں۔ ہر سال آتے ہیں بلکہ اب تو سال میں کئی بار آتے ہیں۔ اپنا اپنا "نصیب" "اپنا اپنا" مقدر" سمیٹ کر چلے جاتے ہیں۔ نہ ان کے آنے کا کوئی مقصد ہوتا ہے نہ اس کے واپس جانے کا کسی کو غم یا میں نے اسے روکا اور ایسے "بزرگوں" کی ولایتی آمدنی کے اثرات پر ایک نظر ڈالی۔ پھر ان کی اولادوں پر ہونے والے معاشی اثرات پر گفتگو کی تو وہ کانپ گیا اور مایوسی کے عالم میں آسمان کی طرف دیکھنے لگا۔

گرمیوں کے موسم میں اکثر

میرا تجربہ ہے کہ گرمیوں کے موسم میں اکثر یہ علماء لندن یورپ وغیرہ کا چکر لگاتے ہیں ایک مفتی صاحب کے پاس بیٹھا تھا لندن سے فون پر ان کا رابطہ ہوا۔ ادھر ادھر کی باتوں کے علاوہ وہ مفتی صاحب دوسری طرف منت والے لہجے میں فرمانے لگے کہ بھئی ہمیں بھی بلواؤ۔ ہمارے بھی چند ایک پروگرام کرا دو۔ وغیرہ وغیرہ میں سامنے بیٹھا یہ سن رہا تھا اور سوچوں میں گم ہو گیا (لباس خضر میں کیسے کیسے لوگ ہیں)

۲۵ **ایوان اقتدار میں علمائے کرام کی آمد**

الف۔ ماہنامہ جہاں رضا لاہور اپنے ماہنامہ اپریل مئی ۱۹۹۹ء (ذوالحجہ ۱۴۱۸ھ) اداریہ میں لکھتا ہے کوئی عالم دین دربار شاہی کی طرف جاتا دکھائی دیتا ہے یا ایوان اقتدار میں سرگوشی کرتا نظر آتا ہے تو لوگ اسے حکومت کا وظیفہ خوار سمجھتے ہیں یا طول اقتدار کے لئے دعا کرنے والا ملاں خیال کرتے ہیں۔ (ص ۵)

ب۔ اداریہ آگے لکھتا ہے۔ آج کے سٹیجوں کے خوش بیاں خطیب "وعظ فروش" بن گئے ہیں آج رسول اللہ ﷺ کے نعت خواں "امراء کے مدحت سرا" بن گئے ہیں۔

۲۶ **یہ کتنی بد اخلاقی ہے (ماہنامہ السعید۔ اپریل مئی ۱۹۹۸ء ص ۱۴)**

ماہ ربیع الاول میں مختلف شہروں کی تنظیمیں محفل میلاد کے لئے ان صاحبزادوں کو صدارت کے لئے بلاتی ہیں۔ لیکن جب انہیں بیرونی ممالک سے یعنی انگلستان امریکہ وغیرہ سے دعوتیں مل جاتی ہیں تو ڈالر پاؤنڈ کی کشش ایک ایسی بد اخلاقی پر مجبور کر دیتی ہے جو کہ ایسا نہیں ہونا چاہئے لکھتے ہیں۔

(ماہنامہ السعید۔ اداریہ۔ مئی ۱۹۹۸ء ص ۱۴)

"حضرت صاحبزادہ صاحب نے ان تمام احباب اور پیر بھائیوں سے معذرت کی ہے۔ جنہوں نے پاکستان کے مختلف شہروں کے لئے پہلے سے پروگرام بنا رکھے تھے اور حضرت صاحبزادہ صاحب نے ان میں شرکت کا وعدہ بھی کر لیا تھا۔ اب یہ تمام پروگرام منسوخ تصور کئے جائیں۔

دیکھا قارئین!

جن لوگوں نے بڑی محبت سے محفل میلاد کے پروگرام بنائے اور ایسے صاحبزادوں سے وقت لیا کہ انہیں ان محافل کی صدارت وعزت بخشیں اس کے جواب میں صاحبزادہ نے کیسی بداخلاقی کا مظاہرہ کیا۔ صرف اس لئے کہ سیر سپاٹے اور ڈالر پاؤنڈ کی کشش نے اخلاقیات کو بھلادیا۔

۲۷۔ امام غزالیؒ نے سچ فرمایا ہے

(روزنامہ دن ۲۲ جولائی ۱۹۹۹ء) لکھا ہے کہ حاکم وقت نے ایک ممتاز عالم دین کے مدرسے کے لئے زکوۃ فنڈ سے لاکھوں کی گرانٹ کی منظوری دے دی۔ یہ اس بات کی قیمت تھی کہ اس ممتاز عالم دین نے کارگل مجاہدین کے جہاد کو سرے سے باطل قرار دے دیا۔

ففسادر الرعایا بفساد الملوك و فساد الملوك بفساد العلماء وفساد العلماء باستیلاء حب المال والجاه

ترجمہ:۔ رعایا میں ابتری اس لئے پیدا ہوتی ہے کہ حکمرانوں کی نیتوں میں فتور ہوتا ہے اور حکمرانوں کی نیتوں میں فتور اس لئے جنم لیتا ہے کہ علماء بدنیت اور بدراہ ہو جاتے ہیں اور علماء اس لئے بدراہ ہو جاتے ہیں کہ مال وجاہ کی اندھی محبت ان کی سوچوں اور آرزوؤں کا قبلہ وکعبہ بن جاتی ہے۔

قارئین کرام یہ ہیں قیامت کی نشانیاں

رسول کریم ﷺ نے چودہ صدیاں پہلے ان کی نشاندہی کر دی اور فرمایا کہ میرے دین کو سب سے زیادہ نقصان علماء سو پہنچائیں گے۔

لباس خضر میں کیسے کیسے لوگ
خود بدلتے نہیں قرآن کو بیچ دیتے ہیں

(انا للہ وانا الیہ راجعون)

قارئین کرام

ہمارے رسول کریم ﷺ نے چودہ صدیاں پہلے ہمیں ان علماء سو کی خبریں دیں جو دنیا کے طمع ولالچ میں اپنا دین خراب کر کے آخرت میں جہنم میں جائیں گے اپنے ارد گرد دیکھیں رسول کریم ﷺ کی احادیث پاک سچی نظر آرہی ہیں۔

دنیا کے طمع ولالچ نے علماء کے دین کو کس حد تک خراب کر دیا ہے اور آج جو اسلام کی حالت زارد کھائی دے رہی ہے ان جیسے علماء کی وجہ سے ہے کہ یہود نصاریٰ دین اسلام کو تباہ برباد کرنے کے منصوبے بنا رہے ہیں۔ بلکہ کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔

دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے محبوب ﷺ کی طفیل ایسے علمائے سوء سے بچائے۔ (آمین)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کریم کی عالم کے متعلق رائے

(فرمان مبارک مجھے ان لوگوں کے دیکھنے کا کتنا شوق ہے)۔ کن کا؟

کاش اس علم کو اٹھانے والے مجھے مل جاتے

دل کیا ہے۔

(۱)۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک بار حضرت کمیل رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ دل برتن ہیں۔ ان میں سے بہترین برتن وہ ہے جو زیادہ محفوظ رکھنے ولا ہو۔ میں تمہیں جو بات کہہ رہا ہوں وہ یاد رکھنا۔

(۲)۔ انسان کی اقسام۔ (الف) ایک علم ربانی۔ (ب) دوسرے وہ علم حاصل کرنے والا جو نجات کے راستہ پر چل رہا ہے۔ (ت) تیسرے وہ کمینے اور رذیل لوگ جو ہر شور مچانے والے کے پیچھے چل پڑتے ہیں۔ اور جدھر کی ہوا چلے ادھر کو ہی رخ کر لیتے ہیں۔ نہ تو علم کے نور سے روشنی حاصل کی۔ اور نہ ہی مضبوط مددگار کی پناہ حاصل کی۔

(۳)۔ علم اور مال۔ علم مال سے بہتر ہے۔ علم تمہاری حفاظت کرتا ہے اور مال کی حفاظت تمہیں کرنی پڑتی ہے۔ علم عمل کرنے سے بڑھتا ہے اور مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے۔ عالم کی محبت دین ہے جس کا اللہ تعالیٰ کے ہاں بدلہ ملے گا۔ علم کی وجہ سے عالم کی زندگی میں اس کی بات مانی جاتی ہے اور اس کے مرنے کے بعد اس کا اچھائی سے تذکرہ کیا جاتا ہے۔ جب مال چلا جاتا ہے تو مال کی کاریگری اور مال کی بنیاد پر چلنے والے کام بھی ختم ہو جاتے ہیں۔ مال کے خزانے جمع کرنے والے زندہ بھی ہوں تو وہ مردہ شمار ہوتے ہیں اور علماء جب تک زمانہ رہے گا باقی رہیں گے۔ ان کے جسم دنیا سے چلے جائیں گے لیکن ان کی عظمت کے نقوش دلوں میں باقی رہیں گے۔

(۴)۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں۔

اور یہ بات غور سے سنو اور سینہ مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ اس جگہ ایک زبردست علم ہے۔ کاش اس علم کو اٹھانے والے مجھے مل جاتے۔

کیسے کیسے لوگ؟

دین کو دنیا کے بدلے بیچنے والے۔ جن کی سمجھ تو تیز ہے لیکن ان پر اطمینان نہیں۔ یہ دین کے اسباب کو دنیا کے لئے استعمال کرتے ہیں اور قرآن میں اللہ تعالی نے جو دلائل بیان کیے ہیں ان سے قرآن پاک کے خلاف ہی ثابت کرتے ہیں اور اللہ تعالی کی نعمتوں کو اس کے بندوں کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔

دین میں شک کرنے والے۔ جو اہل حق کے فرماں بردار تو ہیں لیکن انہیں دین کے زندہ کرنے کی کوئی سمجھ نہیں اور معمولی سا شبہ پیش آتے ہی ان کے دل میں شک پیدا ہو جاتا ہے۔ نہ اس طرف طبیعت جمتی ہے اور نہ اس طرف۔

(ت) مال جمع کرنے والے۔ جو لذتوں میں پڑے ہوئے ہیں اور آسانی سے خواہشات کی بات مان لیتے ہیں۔ یا پھر ایسے لوگ ملتے ہیں جو مال جمع کرنے اور ذخیرہ کرنے کا یہی جذبہ رکھتے ہیں۔ یہ انسان دین کے داعی بھی نہیں ہیں اور چرنے والے جانور ان دونوں کے زیادہ مشابہہ ہیں۔

قارئین کرام۔ مولائے کائنات باب مدینۃ العلم حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم کا فرمان مبارک کتنا صحیح ہے۔ آج کل دین کے بدلے دنیا خریدی جا رہی ہے جو لوگ دین کے رہبر بنتے ہیں وہ دین کی قیمت اسی دنیا میں لے رہے ہیں ایسے لوگوں کے رہن سہن طرز زندگی دیکھ کر انسان احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ پچارو۔ ڈالر۔ پونڈ وغیرہ میں مست لوگ غریبوں کو سادگی کا درس دے رہے ہیں۔ کتنی منافقت ہے۔ یہ سارا حساب کتاب روز قیامت ضرور ہوگا۔

مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں

مجھے ایسے لوگوں کو دیکھنے کا کتنا شوق ہے

اللہ تعالیٰ کی زمین پر یہ اس کے خلیفہ ہیں

قرآنی آیات پر غلط اعتراضات۔ دلائل سے دور کرنے والے لوگ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ لیکن یہ بات بھی ہے کہ زمین کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے ایسے بندوں سے خالی نہیں ہوتی۔ جو اس لئے دلائل لے کر کھڑے ہوتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے دلائل اور واضح احکام بیکار اور معطل نہ قرار دیئے جائیں۔ ان بندوں کی تعداد چاہے بہت کم ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا درجہ سب سے بڑا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبتوں یعنی قرآنی آیات پر جو غلط اعتراضات کیے جاتے ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ذریعہ دور فرماتے ہیں یہاں تک کہ وہ ان محبتوں کو اپنے جیسے بندوں تک پہنچا کر ان کے دلوں میں اتار دیتے ہیں اور کمال علم کی وجہ سے ہر امر کی حقیقت ان پر واضح ہو جاتی ہے۔ اور جس امر کی حقیقت عیش و عشرت والوں کو دشوار نظر آتی ہے وہ ان کے لئے بہت آسان ہوتی ہے۔ اور جن کاموں سے جاہل لوگ گھبراتے ہیں اور وحشت محسوس کرتے ہیں ان میں ان کا دل لگتا ہے۔ یہی لوگ اللہ تعالیٰ کی زمین پر اس کے خلیفہ ہیں اور اس کے دین کے داعی ہیں۔ اللہ! اللہ مجھے ان لوگوں کے دیکھنے کا کتنا شوق ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرک کیا ہے

۱۔ اللہ تعالیٰ کی "الوہیت" میں کسی غیر اللہ کو شریک کرنا شرک کہلاتا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات مثلاً کریمی' رؤفی' رحیمی' رحمت' خالقیت صفت' حیات و ممات' عفو' ملوکیت' علمیت اور ربوبیت ہمارے رسول کریم ﷺ اور اپنے محبوب ﷺ کو عطا فرما دی ہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ مظہر ذات الٰہی ہیں۔

۳۔ جو چیز عطا کر دی جائے پھر اس سے شرک نہیں ہوتا۔

۴۔ واحد چیز جو اللہ تعالیٰ نے کسی کو عطا نہیں کی وہ ہے "الوہیت" اپنی ذات کی وحدانیت اسی کو توحید کہتے ہیں۔

۵۔ معلوم ہوا ------- زیارت قبور شرک نہیں ہے۔

نوٹ:۔ بندہ کی کتابیں "الزام شرک کے رد میں" اور مسٹر اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ' الایمان کے رد میں "کلی ایمان" ضرور پڑھیں۔

ختم نبوت کا فلسفہ

استحقاق رسالت

اللہ تعالیٰ نے اپنی پہچان کروانے کے لئے اپنے نور سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی تخلیق کی۔ پیارا نام محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم رکھا اور اپنے بعد بلند ترین اعزاز اور رتبہ رسالت سے نوازا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کہہ کر اپنے ساتھ تعلق بتایا کہ میرے بعد اگر کوئی اور ہستی ہے تو وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ہیں جن کے لئے میں نے یہ کائنات بنائی ہے۔ اپنے انبیاء و رسل سے عالم ارواح ہی میں عہد لیا کہ اس ہستی پر ایمان لانا۔ گویا کہ تمام انبیاء و رسل کا امام سردار سید بادشاہ اور حاکم بنا دیا۔

۲۔ اب ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسی ہستی حقیقتاً مظہر ذات الٰہی ہی ہونی چاہئے۔ تب ہی تو محبوبیت کا مطلب پورا ہوگا۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی رسالت کے استحقاق کا جائزہ لیتے ہیں کہ وہ کیا مقام رکھتے ہیں۔

(الف)۔ اس ہستی نے اپنے خالق کا دیدار کیا ہو۔ گفتگو کی ہو اور مشورہ کیا ہو وہ اس لئے کہ کفار مکہ کا حیران ہو کر یہ کہنا اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ (ص ۵) ترجمہ کیا اس نے بہت خداؤں کو ایک خدا کر دیا بیشک یہ عجیب بات ہے اور کفار کے اس سوال کے جواب میں وہ ہستی کہہ سکے کہ ہاں وہ واحد ہے میں نے اس اسے دیکھا ہے اور اس سے گفتگو بھی کی ہے۔

(ب)۔ پوری کائنات کو وہ دیکھ رہا ہو یعنی حاضر و ناظر کفار کو ڈر سنانا کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ لا کر ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اور ایمان لا کر صالح اعمال کر کے جنت ملے گی وغیرہ وغیرہ۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ یہ سب کائنات اس کی

نظر میں ایسے ہو جیسے ہتھیلی کو دیکھا جائے۔

(ت)۔ محبوب ہونے کے ناطے وہ اللہ تعالی کا چنا ہوا مختار ہو یعنی مختار کل ہو۔

(ث)۔ اللہ تعالی تک کی رسائی کا وسیلہ ہو۔ اور اللہ تعالی کے حضور شفاعت کرے

(ج)۔ کائنات کے متعلق پورے علوم کا حامل ہو۔

(ح)۔ جسکی اطاعت۔ اللہ تعالی ہی کی اطاعت ہو یعنی ذرہ ذرہ اس کا مطیع ہو۔

(خ)۔ جسکا ذکر اللہ تعالی کے نام کے ساتھ آئے۔

(د)۔ جو تمام عالمین کے لئے رحمت ہو۔ اور دشمن بھی رحمت پائیں۔

(ذ)۔ جس کے جسم اقدس کا ہر اعضائے مبارک معجزہ ہو۔

(ر)۔ جسکی رضا اللہ تعالی چاہتا ہو۔

(س)۔ جو قیامت کے روز اولاد آدم کا سردار ہو۔ مکرم ترین ہو۔

(ش)۔ جسکا مقام (روز قیامت) مقام محمود ہو اور وہ عرش کے داہنی طرف براجمان ہو

(ص)۔ جسکے نام والے لوگ دوزخ میں نہ جائیں۔

(ض)۔ جو معصوم ہو اور ارادہ گناہ سے بھی پاک ہو۔

(ط)۔ جسکا امتی ہونے کی تمنا موسی علیہ السلام کریں۔ اور اللہ تعالی موسی علیہ السلام کو اس ہستی پر درود و صلوۃ بھیجنے کا حکم دیں۔

(ظ)۔ جسکے در کا درباں جبریل امین ہو۔ اور تمام ملائکہ جسکے دیدار کے لئے اللہ تعالیٰ سے عرض کریں۔

(ع)۔ جو ہر لمحہ ہر مقام اول ہی اول ہو۔

(غ)۔ جو احکم الحاکمین کا بھیجا ہوا حاکم کائنات ہو۔

(ف)۔ جس نے اللہ تعالی کی راہ میں بارہا تلوار لے کر اللہ کے دشمنوں سے نبرد آزمائی کی ہو (غزوات)

قارئین کرام۔ محبوب ﷺ ظاہری طور پر سلسلہ نبوت میں آخری ہو۔ اس کی آمد کے بعد یہ سلسلہ تمام ہو جائے اگر کوئی اور دعوی کرے تو وہ جھوٹا۔ کاذب خبیث اور لعین ہے۔

کلمات کفر سے بچو

فرمان الٰہی ہے۔ یحلفون باللہ ما قالوا ولقد قالوا کلمة الکفر و کفروا بعد اسلامهم (توبہ ۷۴/۹)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھاتے ہیں انہوں نے کہا اور بیشک انہوں نے کلمات کفر کہے اور کافر ہو گئے اسلام لانے کے بعد۔

کلمہ کفر کے معنی۔

محمد مصطفےٰ نور مجسم رحمتہ للعالمین رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی شان اقدس کے انکار والے الفاظ ادا کرنا یعنی آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ذات اقدس' کمالات' صفات' جلالات' جمالات اور معجزات میں نکتہ چینی کرنا' ان کو گھٹانا' نہ ماننا یا اپنے جیسے عام انسانوں کی سطح پر لانا اور انداز بیان سے تحقیر و تنقیص کا جھلکنا۔ ایسے کلمات جسے سن کر حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم بیزار ہو جائیں۔ بچو! بچو! بچو!

ادائے کلمہ کفر

یہ دو طرح سے ہوتا ہے۔ (الف) زبان سے (ب) دل سے۔ یعنی ظاہری اور باطنی۔

اس کے ساتھ ساتھ تحریری طور پر اور دل میں گمان کرنے سے بھی ادا ہو جاتا ہے۔

وجہ کفر

ایسے کلمات جن سے آقا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی شان اقدس گھٹا کر آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اور کروڑوں مسلمانوں کو ایذا پہنچائی جائے۔ جس کے معنی کمتر ہوں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وعلی

آله وسلم کی بارگاہ کے لائق نہ ہوں۔ قرآن حکیم کے کسی لفظ کے لغت میں کئی معانی ہوں اور بجائے اس کے کہ بہترین معنی کا انتخاب کیا جائے۔ ایسے معنی لئے جائیں جو آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی شان کے شایاں نہ ہوں مثلاً سورۃ والضحیٰ میں لفظ "ضآلاً" کے چودہ معنی ہیں۔ اگر اس کے معنی گمراہ کے لئے جائیں گے تو پھر یہ کلمہ کفر بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کو برا لگا حکم فرمایا لا تقولوا راعنا وقولوا انظر نا یاد رہے آقا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی شان اقدس میں کفر کے کلمے چاہے دانستہ طور پر کہے یا نادانستہ طور پر اور پھر لاکھ اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھائے کہ میرا مطلب تو یہ نہ تھا وغیرہ وغیرہ۔ کفر کا ارتکاب ہو جائے گا۔

گمان بھی نہ کریں

اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی شان اقدس میں ذرہ برابر بھی توہین و تنقیص برداشت نہیں۔ کفار و منافقین کا وتیرہ تھا جو اکثر کیا کرتے تھے۔ "اللہ نبی کی مدد نہ کرے گا" فیصلہ الٰہی آیا۔ من کان یظن ان لن ینصرہ اللہ فی الدنیا والاخرہ فلیمدد بسبب الی السماء ثم الیقطع فلینظر ھل یذھبن کیدہ ما یغیظ ۵ (۲۲/۱۴)

کلمات کفر سن کر چپ رہنا کفر ہے

کفر سے محبت کفر ہے یہ ایک عام فہم بات ہے کیونکہ مومن کفر سے نفرت کرے گا تب ہی تو مومن کہلائے گا۔ منافقین مدینہ منورہ نے کلمات کفر کہے اور کلمہ پڑھنے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انہیں کافر قرار دے دیا۔ ان کی نمازیں' روزے حج زکوۃ وغیرہ سب برباد ہو گئے اور جہنم ان کی منزل بن گیا۔

فرمان الٰہی ہے۔ قدنزل علیکم فی الکتب ان اذا سمعتم ایت اللہ یکفر بھا ویستھزا بھا فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم

اذا مثلهم ان الله جامع المنفقين و الکفرین فی جھنم جمیعا ٥

(نسا ۴/۱۴۰)

ترجمہ:۔ اور بیشک اللہ تعالی تم پر کتاب میں اتار چکا کہ جب تم اللہ تعالی کی آیتوں کو سنو کہ ان کا انکار کیا جاتا ہے اور ان کی ہنسی اڑائی جاتی ہے تو ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو جب تک وہ اور بات میں مشغول نہ ہوں ورنہ تم بھی انہی جیسے ہو۔ بیشک اللہ تعالی منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا۔

اہم نکات۔

الف۔ اللہ تعالی کی آیات کا انکار سنو قرآن حکیم آقا صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی شان اقدس کا قصیدہ ہے اس لئے کلمات کفر یقیناً آیات الہی کا انکار ہی ہوتا ہے۔

ب۔ ان کی (آیات کی) ہنسی اڑائی جاتی ہے۔ کفریہ کلمات کہے ہی اسی مقصد کے لئے جاتے ہیں تاکہ آپ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی ذات اقدس، صفات کمالات، جلالات، جمالات و معجزات کی ہنسی اڑائی جائے۔

ت۔ ایسے لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو۔ یہ حکم الہی ہے کہ میرے محبوب کی گستاخی کرنے والوں کے ساتھ نہ بیٹھو۔

ث۔ ورنہ تم بھی انہی جیسے ہو۔ ظاہر ہے جب گستاخوں کی باتیں سن اور پڑھ کر چپ رہو گے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہوگا کہ تم بھی ان کے ساتھ اتفاق کرتے ہو (AGREE) کرتے ہو۔ اس لئے تم بھی وہی ہو یعنی گستاخ رسول۔

ج۔ منافقین اور کفار سب جہنمی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔

ح۔ دنیا میں منافقین مسلمانوں کے ساتھ رہتے ہیں۔ آخرت میں کفار کے ساتھ ہوں گے۔

ح۔ منافقین کو دوزخ میں بمقابلہ کافروں کے زیادہ سخت عذاب ہو گا کیونکہ دنیا میں ان کا کفر بھی سخت تر تھا۔

د۔ دینی و قومی غدار کہیں عزت نہیں پاتا۔ نہ مسلمانوں میں نہ کفار میں۔

ڈ۔ کفر کرنا، کفر کرانا، کفر سے راضی ہونا سب کفر ہے، بدمذہبوں کے جلسوں اور محفلوں میں شریک ہونا سخت جرم ہے۔

ذ۔ دنیا میں جس کو جس سے الفت ہو گی آخرت میں اس کو اسی کے ساتھ جگہ ملے گی۔

منافقین و کفار سے دوستی

منافقین اور کفار ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ دونوں کی آخری منزل ایک ہی ہے۔ اس دنیا میں تھوڑا بہت فرق یہ ہے کہ کافر کھلم کھلا انکار کرتا ہے جیسا کہ کفار مکہ کہتے تھے۔ لست مرسلا (آقا صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی رسالت کا انکار) پھر بعد ہجرت وہ متعدد بار مومنوں سے مقابلے پہ اترے۔ لیکن منافقین جو بظاہر مسلمان نظر آتے ہیں انہوں نے ایمان کا لبادہ اوڑھا ہوتا ہے۔ کلمہ نماز، روزہ، حج، زکوۃ تمام ارکان اسلام دکھاوے کے طور پر ادا بھی کرتا ہے لیکن اپنے دل میں وہ اللہ تعالی کی آیات اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی ذات اقدس۔ صفات کمالات جمالات و معجزات سے انکار کرتا ہے۔ نکتہ چینی کر کے باطن کی خباثت کا اظہار کرتا ہے۔ اسی وجہ سے منافق بھی کافر ہی ہوتا ہے بلکہ اس سے بھی بدتر۔

فرمان الٰہی ہے(۱) **تری کثیراً منھم یتولون الذین کفروا لبئس ما قدمت لھم انفسھم ان سخط اللہ علیھم وفی العذاب ھم خلدون ۵/۸۰**

ترجمہ:۔ ان میں تم بہت کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں۔ کیا ہی بری چیز اپنے لئے خود آگے بھیجی یہ اللہ کا ان پر غضب ہوا اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔

تشریح:۔ کفر کا ارتکاب کرنے والوں سے دوستی بہت بری چیز ہے یہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینا ہے اور پھر ہمیشہ کے لئے جہنم کو اپنی دائمی منزل بنانا ہے۔

فرمان الٰہی (۲) ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار ومالکم من دون اللہ من اولیاء

ترجمہ:۔ اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی ولی نہیں۔ پھر مدد نہ پاؤ گے۔

تشریح:۔ کفر کے کلمات ادا کرنے والے ظالم ہیں۔ ان کی طرف نہ جھکو کا مطلب یہ ہے کہ ان سے دوستی نہ کرو کیونکہ ان کی منزل جہنم ہے اور کہیں تم بھی ان کے ساتھ آگ میں نہ چلے جاؤ پھر تمہارا کوئی حمایتی یا ولی نہ ہو گا اور نہ ہی تمہیں کسی کی مدد ملے گی۔ گویا کہ

نکتہ:۔ آقا صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی شان اقدس میں کلمات کفر کہنے والوں کے ساتھ میل جول رسم و راہ' مودت و محبت ان کے ہاں میں ہاں ملانا ان کی خوشامد میں رہنے کا نتیجہ ان کے ساتھ جہنم کی منزل اپنانا ہے۔

آج کے صلح کلی کیا جواب دو گے

قیامت نزدیک ہے۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم جو کہ صاحب کلی علم غیب ہیں۔ نے قیامت کے نزدیک فتنوں کی بارش کے متعلق چودہ سو سال پہلے بتا دیا۔ آج کل بے دینی اور بد عقیدگی کے فتنے جگہ جگہ سے اٹھ رہے ہیں۔ آقا صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی شان اقدس کمالات: جمالات صفات و معجزات میں تحریری اور تقریری توہین آمیز کلمات کفر کہے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو آیات اپنے حبیب صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی شان اقدس میں نازل کیں ان کا کھلم کھلا مذاق اڑایا جا رہا ہے اور یہ

لوگ لباس خضر میں مولویوں کے لبادے اوڑھے ہوئے ہیں۔ حیرت کا مقام ہے کہ دوسرے لوگ جو علماء کرام ہیں ان گستاخوں کے ساتھ میل جول' راہ ورسم' مودت و محبت اسی طرح جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ان کو آج کی اصطلاح میں صلح کلی کہتے ہیں۔ یہ ان کی تحریروں اور تقریروں پر چپ ہیں شاید صرف اپنے کسی مفاد کی خاطر پتہ نہیں کل قیامت کو یہ اس رویے کا کیا جواب دیں گے؟

بہانے نہیں چلتے

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی شان اقدس میں توہین و تنقیص کرنے والے مختلف تاویلیں دیتے ہیں۔ کبھی کوئی بہانے بناتے ہیں اور کبھی کوئی کہ دراصل ہمارا مقصد یہ تو نہ تھا۔ وغیرہ وغیرہ بلکہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر مکر جانا یا پھر دوسرے معانی تلاش کرنا اور بیان کرنا اپنی ذہنی اختراع سے۔ اپنی ذاتی رائے ظاہر کرتے ہیں۔

فرمان الٰہی ۔قل اباللہ وایتہ ورسولہ کنتم تستھزئون لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم

ترجمہ:۔ آپ فرمائیں کیا اللہ تعالیٰ اور اس کی آیات اور اس کے رسول سے ہنستے (ٹھٹھا اڑاتے ہوئے) بہانے مت بناؤ تم کافر ہو گئے ایمان لانے کے بعد۔

تشریح:۔ دیکھا اللہ تعالیٰ کا فیصلہ کیسا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی ذات اقدس صفات و کمالات و معجزات کا استہزا کرنے والوں کا کوئی عذر یا بہانہ قبول نہیں کیا اور اپنے فیصلے صادر کر دیئے۔ منافقین مدینہ منورہ کی یہی روش تھی ایسی ایسی نا معقول باتیں کرتے۔ کبھی آپ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے علم مبارک میں نکتہ چینی کرتے۔ کبھی ذات اقدس کو تکلیف میں دیکھ کر خوش ہوتے۔ کبھی جہاد کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ابھی تو قیامت کے دن عدل کی ترازوئیں قائم کرنی ہیں پھر کسی

جان پر ظلم نہ ہو گا اور انہیں اپنے اعمال ناموں کے ذریعے ان کے جنتی یا جہنمی ہونے کا پتہ بتایا جائے گا۔ لیکن ان لوگوں نے جب اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا مذاق اڑایا۔ اللہ تعالیٰ کے غضب کا شکار ہو گئے وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے اسی دنیا میں ہی ان کے خلاف حکم صادر فرمادیا یعنی کہ وہ کلمات کفر کہہ کر کافر ہو گئے اور ان کی منزل جہنم ہے۔ بلکہ سب سے نچلہ طبقہ ان کے لئے الاٹ کر دیا۔ فرمایاان المنفقین فی الدرک الاسفل من النار (۴/۱۴۵انسا)

ترجمہ:۔ بے شک منافق دوزخ کے نچلے سے نچلے طبقہ میں ہیں۔

نکتہ:۔ آقاصلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی شان اقدس میں کلمات کفر ادا کرنے کے بعد کوئی عذر یا بہانہ نہیں چلتا۔

حضور صلی اللہ و علی آلہ وسلم کی محبت دل میں نہ ہونا۔ کفر ہے

یاد رہے کہ کفر کو مٹادینے والی چیز صرف اور صرف ایمان ہے اور ایمان کا قاعدہ تو ہمارے آقاصلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے ایسے بتایا۔ لایومن احد کم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین

تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں تمہیں تمہارے والدین تمہاری اولاد اور تمام انسانوں سے پیارانہ ہو جاؤں۔ ایمان کا تعلق محبت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے ہے بلکہ جب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا دوسرا نام ایمان ہے چنانچہ اگر محبت ہو گئی تو ایمان ہو گا اگر محبت نہ ہو گی تو پھر کفر نے ڈیرہ جمالیا ہو گا۔

ایذائے محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم ایذائے الٰہی ہے اور یہ بہت بڑا کفر ہے

اللہ تعالیٰ کے محبوب اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو ایذا دینا در حقیقت اللہ تعالیٰ کو ہی ایذا دینا ہے۔ فرمان الٰہی ہے۔ ان الذین یوذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا و الاخرہ و اعدلھم عذابا مھینا٥
ترجمہ:۔ جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان کے لئے دنیا میں بھی لعنت ہے اور آخرت میں بھی لعنت ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

یاد رکھو

اللہ تعالیٰ کے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی ذات اقدس صفات و کمالات و معجزات میں نکتہ چینی کرنا مذاق اڑانا اور ایسی باتیں کرنا جو آپ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے لائق نہیں در حقیقت اللہ تعالیٰ کا مذاق اڑانا ہے اور یہ ایسی ایذا ہے جو حد درجہ کفر ہے اور اس کی سزا جہنم ہے۔

کلمات کفر یہ ہیں

انداز بیان

باتیں یا کلمات کوئی بھی ہوں ان کے کہنے والے کا تحت الشعور اس کے خیالات اور عقیدہ کی عکاسی کرتا ہے اور اگر عقیدہ کے خلاف ہوں تو پھر انداز بیان میں تکبر اور توہین و تنقیص کا عنصر نمایاں ہوتا ہے۔ جیسا کہ عشاق رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم جانتے ہیں کہ بد مذہب وہابی دیوبندی سعودی جاہلوں نے آقا صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی ذات اقدس کمالات ' صفات و معجزات میں نکتہ چینی کی حدیں عبور کر لیں۔ قرآن و سنت کی آیات کے غلط معانی نکالے ٹیڑھے چلے اور جھگڑے کرنے لگے۔ گویا کہ عبد اللہ بن ابی ابن سلول اینڈ کمپنی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں تقریری اور تحریری میدانوں میں

یہی تکبر لنہ انداز بیان ان کو جہنم میں پہنچادے گا۔ اللہ تعالیٰ نے تو سورۃ توبہ میں اپنے فیصلے صادر فرمادیئے ہیں۔

اپنے جیسا سمجھتے ہیں

ان خبیثوں کی سب سے بڑی بد قسمتی یہ ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو اپنے جیسا عام انسان سمجھ رہے ہیں اور پھر اسی بنا پر جو ذہن میں آتا ہے بکواس کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ یہ شیطان کے آلہ کار ہیں جو ان کو وحی کرتے ہیں۔

اس میں حضور صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی کیا خصوصیت ہے

غور کریں آقا صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے صفات و کمالات عام انسانوں کے برابر لا کر پھر اس انداز سے بات کرنا " اس میں حضور صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی کیا خصوصیت ہے" کتنی سنگین بے ادبی اور گستاخی ہے بلکہ بہت بڑا کلمہ کفر ہے۔ یہ سیدھا سادھا ایمان کی بربادی کا سامان ہے جو جہنم کے ساتویں طبقہ کی طرف لے جاتا ہے۔ ایسی بات کرنے سے نمازیں، روزے، حج وزکوۃ وغیرہ اور کلمہ طیبہ کے ورد سب برباد ہو جاتے ہیں۔

دیگر کلمات کفر کی مندرجہ ذیل مثالیں ملاحظہ ہوں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ (فتاوی رشیدیہ ص ۱۹ ج ۱)

۲۔ اللہ تعالیٰ کو پہلے علم نہیں ہوتا کہ بندے کیا کریں گے جب بندے کرتے ہیں تو اللہ کو علم ہوتا ہے۔ (تفسیر بلغۃ الحیران ص ۱۵۷، ۱۵۸)

۳۔ شیطان اور ملک الموت کا علم حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے زیادہ ہے۔

۴۔ اللہ کے نبی کو اپنے انجام اور دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں

(براہین قاطعہ ص ۵۱)

۵۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو اللہ تعالی نے جیسا اور جتنا علم عطا فرمایا ہے ویسا علم جانوروں، پاگلوں اور بچوں کو بھی ہے
(حفظ الایمان ص ۷)

۶۔ نماز میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی طرف خیال کا پھر جانا بھی بیل گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بہت برا ہے۔ (صراط مستقیم ص ۸۶)

۷۔ لفظ رحمۃ للعالمین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی صفت خاصہ نہیں ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے علاوہ بھی دیگر بزرگوں کو رحمۃ للعالمین کہہ سکتے ہیں۔
(فتاوی رشیدیہ ص ۱۲ ج ۲)

۸۔ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی سمجھنا، عوام کا خیال ہے علم والوں کے نزدیک یہ معنی درست نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے زمانے کے بعد بھی اگر کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ (تحذیر الناس ص ۳، ۲۵)

۹۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو دیوبند کے علماء کے تعلق سے اردو زبان آئی۔ (براہین قاطعہ ۲۶)

۱۰۔ نبی کی تعظیم صرف بڑے بھائی کی سی کرنی چاہئے۔ (تقویۃ الایمان ۵۸)

۱۱۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے برابر کروڑوں پیدا کر ڈالے۔ (تقویۃ الایمان ص ۱۶)

۱۲۔ نبی، رسول سب ناکارہ ہیں۔ (تقویۃ الایمان ص ۲۹)

۱۳۔ نبی کا ہر جھوٹ سے پاک اور معصوم ہونا ضروری نہیں۔
(تصفیۃ العقائد ص ۲۵)

۱۴۔ نبی کی تعریف صرف بشر کی سی کرو بلکہ اس میں بھی اختصار کرو۔
(تقویۃ الایمان ص ۳۵)

۱۵۔ بڑے یعنی نبی اور چھوٹے یعنی باقی سب بندے 'بے خبر اور نادان ہیں۔
(تقویۃ الایمان ص ۳)

۱۶۔ بڑی مخلوق یعنی نبی اور چھوٹی مخلوق 'یعنی باقی سب بندے اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہیں۔ (تقویۃ الایمان ص ۱۴)

۱۷۔ نبی کو طاغوت (شیطان) بولنا جائز ہے۔ (تفسیر بلغہ الحیران ص ۴۳)

۱۸۔ گاؤں میں جیسا درجہ چودھری 'زمین دار کا ہے ویسا درجہ امت میں نبی کا ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۶۱)

۱۹۔ جس کا نام محمد یا علی ہے (صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و سلم) وہ کسی چیز کا مختار نہیں' نبی اور ولی کچھ نہیں کر سکتے۔
(تقویۃ الایمان ص ۴۱)

۲۰۔ حضو اکرم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم بے حواس ہو گئے۔
(تقویۃ الایمان ص ۵۵)

۲۱۔ امتی بظاہر عمل میں نبی سے بڑھ جاتا ہے۔ (تحذیر الناس ص ۵)

۲۲۔ دیوبندی ملا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو پل صراط سے گرنے سے بچالیا۔ (بلغۃ الحیران ص ۸)

۲۳۔ لا الہ اللہ اشرفعلی رسول اللہ اور اللھم صلی علی سیدنا و نبینا اشرفعلی کہنے میں تسلی ہے 'کوئی خرابی نہیں۔ نعوذ باللہ من ھذہ الخرافات و کلام القبیح (رسالہ الامداد ص ۳۵' مجریہ ماہ صفر ۱۳۳۶ھ 'روداد مناظرہ (گیا) الفرقان ج ۳ ص ۵۸)

۲۴۔ میلاد نبی منانا ایسا ہے جیسے ہندو اپنے کنہیا کا جنم دن مناتے ہیں۔

(فتاوی میلاد شریف ص ۸' براہین قاطعہ ص ۱۴۸)

۲۵۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اور دجال دونوں بالذات حیات سے متصف ہیں' جو خصوصیت نبی کریم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی ہے وہی دجال کی ہے

(آب حیات ص ۱۶۹)

۲۶۔ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (تقویۃ الایمان ص ۵۶)

۲۷۔ اللہ کو مانو' اس کے سوا کسی کو نہ مانو۔ (تقویۃ الایمان ص ۱۴)

۲۸۔ اللہ کے روبرو سب انبیاء اولیاء ایک ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔

(تقویۃ الایمان ص ۵۴)

۲۹۔ نبی کو اپنا بھائی کہنا درست ہے (براہین قاطعہ ص ۳)

۳۰۔ نبی اور ولی کو اللہ کی مخلوق اور بندہ جان کر وکیل اور سفارشی سمجھنے والا' مدد کے لئے پکارنے والا' نذر نیاز کرنے والا مسلمان اور کافر ابو جہل' شرک میں برابر ہیں۔ (تقویۃ ایمان ص ۷' ۲۷)

۳۱۔ درود تاج ناپسندیدہ ہے اور پڑھنا منع ہے۔ (فضائل درود شریف ص ۷۳)

۳۲۔ دیوبندیوں کے ایک بزرگ کو حضرت علیؓ نے اپنے ہاتھ سے نہلایا اور حضرت فاطمہؓ نے (اس برہنہ کو) اپنے ہاتھ سے کپڑے پہنائے۔

(صراط مستقیم فارسی ص ۱۶۴' اردو ص ۲۸۰)

۳۳۔ میلاد شریف' معراج شریف' عرس شریف' ختم نبوت' سوم' چہلم' فاتحہ خوانی اور ایصال ثواب سب ناجائز' غلط بدعات اور کافروں ہندوؤں کا طریقہ ہیں۔ (فتاوی اشرفیہ ص ۵۸ ج ۲' فتاوی رشیدیہ ص ۱۵۰' ۱۴۴ ج ۲' ص ۹۳' ۹۴ ج ۳)

(واضح رہے کہ رسول اکرم ﷺ کے میلاد کو غلط بدعت اور ناجائز

حرام اور شرک کہنے والے دیوبندی وہابی تبلیغی حضرات سے یہ سوال ضرور کیجئے کہ دارالعلوم دیوبند کا جشن منانا اور مشرکہ عورت سے اس کا افتتاح کروانا اور اپنے ملاؤں مفتیوں کے تعین کے ساتھ دن اور برسی منانا اجتماع کے لئے تاریخ اور جگہ اور وقت مقرر کرنا سیرت کے جلسے کرنا سیاسی وغیرہ جلوس وغیرہ نکالنا، غیر اللہ کے نام سے ادارے قائم کرنا، غیر اللہ کی تشہیر کے لئے لوگوں سے مالی اور دیگر امداد مانگنا وغیرہ کیوں کر جائز اور درست ہے؟)

۳۴۔ معروف دیسی کوا کھانا ثواب ہے (مگر شب برات حلوہ ناجائز ہے

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۳۰ ج ۲)

۳۵۔ اللہ کے دلیوں کو اللہ کی مخلوق سمجھ کر بھی پکارنا شرک ہے۔

(تقویۃ الایمان ص ۷)

۳۶۔ نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا ناجائز ہے۔

(فتویٰ جمیل احمد تھانوی، جامعہ اشرفیہ لاہور)

۳۷۔ ہندوؤں کی ہولی، دوالی کا پرشاد وغیرہ جائز ہے۔ (مگر فاتحہ و نیاز کا تبرک ناجائز ہے۔ (فتویٰ رشیدیہ ص ۱۲۳ ج ۲)

۳۸۔ چوہڑے چمار کے گھر کی روٹی وغیرہ میں کچھ حرج نہیں، اگر پاک ہو (مگر گیارہویں شریف اور نیاز کا پاک حلال کھانا بھی ہر گز جائز نہیں)

(فتاویٰ رشیدیہ یہ ص ۱۳۰ ج ۲)

۳۹۔ ہندو (مشرک) کی سودی روپے کی کمائی سے لگائی ہوئی پیاؤ (سبیل) کا پانی پینا جائز ہے (مگر محرم کے مہینے میں سیدنا امام حسینؓ کے ایصال ثواب کے لئے مسلمان کی حلال کی کمائی سے لگائی ہوئی سبیل وغیرہ کا پاک پانی حرام ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۳، ۱۱۴، ج ۳)

فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۷۳ فرقوں میں سے ایک فرقہ جنتی باقی ۷۲ فرقے دوزخی

"یعنی بنی اسرئیل کے ۷۲ فرقے ہو گئے تھے اور میری امت کے تہتر گروہ ہو جائیں گے جن میں س بہتر گروہ دوزخی ہوں گے اور ایک جنتی ہو گا۔

عقائد رسالت

تمام رسولوں پیغمبروں پر ہمارا ایمان ہے۔

۱۔ انبیاء علیہم السلام پر وحی (وہ پیغام جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبیوں کو ملتا ہے) ہونا ضروری ہے' خواہ فرشتے سے ہو' یا بغیر ذریعہ کے۔

۲۔ انبیاء علیہ السلام معصوم (یعنی ہر صغیرہ کبیرہ گناہ سے پاک) ہوتے ہیں' خدا تعالیٰ ان کو ہر گناہ سے بچائے رکھتا ہے۔

۳۔ انبیاء علیہ السلام کے سوا کوئی معصوم نہیں۔ خواہ ولی' غوث' قطب' ابدال' او تاد ہوں۔ ہاں! محفوظ ضرور ہیں بفضلہ تعالیٰ۔

۴۔ انبیاء علیہ السلام تمام مخلوق سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ جو کسی غیر نبی' ولی' غوث' قطب وغیر ہم کو ان سے افضل و اعلیٰ یا برابر کہے' وہ کافر ہے۔

۵۔ انبیاء علیہ السلام کی تعظیم و توقیر فرض ہے' جو کسی نبی کی بے ادبی اور گستاخی کرے' یا جھوٹا سمجھے وہ کافر ہے۔ اسی لئے ہم اہل سنت تمام گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو کافر و مرتد اور بے دین سمجھتے ہیں۔

۶۔ تمام انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت و حرمت والے ہیں' جو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان نزدیک انبیاء علیہم السلام چوہڑے چمار کی مثل یا ذلیل ہیں' وہ کافر ہے۔ (جیسے تقویۃ الایمان مصنفہ مسٹر اسماعیل

دہلوی میں "انبیاء اور اولیاء" سب کو چوہڑے و چمار کہہ دیا گیا) (منہ)
استغفر اللہ

۷۔ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ کھاتے' پیتے ہیں اور جہاں چاہتے ہیں' آتے جاتے ہیں۔

۸۔ انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ علم غیب عطا کرتا ہے اور اولیاء اللہ علیہم الرحمتہ کو بھی بواسطہ انبیاء کہا جاتا ہے۔

۹۔ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ علیہم الرحمتہ' اللہ تعالیٰ کے اذن اور اجازت سے مخلوق کے مددگار' فریادرس' حاجت روا اور وسیلہ ہیں۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا اور تمام چیزوں کے اسماء کا علم عطا فرمایا۔

۱۱۔ حضرت آدم علیہ السلام سب سے پہلے نبی ہیں اور تمام انسانوں کے باپ ہیں خدا تعالیٰ نے ان کو بغیر ماں باپ کے پیدا فرمایا۔

۱۲۔ انبیاء کرام و اولیاء عظام علیہم السلام ہماری آوازوں کو سنتے ہیں اور ہمارے حالات سے باخبر ہیں' موت نے ان کی نبوت کے کمالات سماع اور علم مٹایا نہیں' بلکہ بڑھایا ہے۔

۱۳۔ کسی نبی (علیہ السلام) کی ادنیٰ توہین و گستاخی کفر ہے۔

عقائد در بارہ رسالت ماب صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم

۱۔ آقائے نامدار تاجدار مدینہ منورہ' حضور پر نور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم تمام رسولوں کے سردار ہیں۔

۲۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام سراپا نور اور بے مثل بشر ہیں۔

۳۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور مبارک سے پیدا فرمایا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فرمایا۔

۴۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نائب

مطلق اور خلیفہ اعظم ہیں (دیگری انبیاء علیہم السلام آپ کے واسطہ سے اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں)

۵۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام اگر پیدا نہ ہوتے تو خدا تعالیٰ دنیا میں کوئی شے پیدا نہ فرماتا (جیسا کہ حدیث لولاک سے ثابت ہے)

۶۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے اذن سے اپنی گنہگار امت کی شفاعت کریں گے' شفاعت کا منکر گمراہ اور بے دین ہے

۷۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام حیوانات ملائکہ' حور و غلمان جن وانس' بلکہ تمام کائنات کے لئے رحمت ہیں' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وما ارسلنك الا رحمۃ للعالمین

۸۔ خدا تعالیٰ کی رضا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی رضا ہے اور حضور علیہ السلام کی رضا خدا تعالیٰ کی رضا ہے۔

۹۔ حضو علیہ الصلوۃ والسلام کی اطاعت خدا تعالیٰ کی اطاعت ہے' اور حضور علیہ السلام کی بے ادبی اور گستاخی خدا تعالیٰ کی بے ادبی اور گستاخی ہے۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ نے شب اسرا کے دولہا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو حالت بیداری میں معراج شریف کرائی' جو نہ مانے' وہ گمراہ ہے۔ اب تو جدید سائنس سے بھی ثابت ہو گیا کہ معراج مبارک بیداری و جسمانی تھی۔

۱۱۔ خدا تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو جو کچھ ہو چکا تھا' اور جو کچھ قیامت تک ہونا ہے' ان سب کا علم بتادیا ہے' اسے علم غیب کلی کہا جاتا ہے۔

۱۲۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام جب چاہیں' جس وقت چاہیں' جہاں چاہیں تشریف لاسکتے ہیں اور لاتے رہتے ہیں۔ خوش بخت لوگوں کو خواب اور بیداری میں زیارت ہوتی رہتی ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

۱۳۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام اپنی قبر انور میں زندہ ہیں' ہماری آواز سننے اور جواب دیتے ہیں' اور دکھی امت کی مشکل بھی حل فرماتے ہیں۔

۱۴۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی تعظیم و توقیر جس طرح ظاہری زندگی میں فرض تھی، اب بھی اسی طرح فرض ہے۔

۱۵۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم خاتم النبین ہیں، یعنی آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا، آپ کے بعد جو کسی کو نبی مانے، وہ کافر ہے۔

۱۶۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم تمام مخلوق سے افضل ہیں، جو کمالات دوسروں کو نصیب ہوتے ہیں، وہ سب کمالات آپ ﷺ کو ہزار ہا درجے زیادہ اور برتر عطا کیے گئے ہیں۔

۱۷۔ جو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے کسی قول اور قول و عمل کو حقارت سے دیکھے، وہ کافر اور واجب القتل ہے افسوس رشدی کافر کو قتل نہیں کیا جاسکا۔

۱۸۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے نام نامی اسم گرامی پر ،صلعم ، صللم لکھنا ناجائز و گناہ ہے، صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر پورا درود شریف لکھنا چاہنا۔

۱۹۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے دشمنوں سے عداوت رکھنا لازم ہے۔ خواہ وہ باپ ہو یا بیٹا بھائی، بہن یا کوئی خاندان کا ہو یا کوئی اور۔

۲۰۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے مظہر اتم ہیں، اسی لئے آپ کو حاضر و ناظر ماننا چاہئے، کہ آپ کے کمالات میں سے یہ بھی ایک کمال ہے۔

۲۱۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی رسالت کا فیصلہ (post) درجہ اکمل پر ہے اس میں کسی کمی یا نقص کی کوئی گنجائش

نہیں اگر کوئی ایسا سمجھے تو وہ گمراہ ہے اور بے ادب و گستاخ ہے۔

۲۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو اللہ تعالی نے تخلیق نور (عالم نورانیت میں) کے وقت رسالت عطا کر دی۔ ۴۰ سال کی عمر میں تو اعلان نبوت کر کے دعوت حق دینا شروع کی۔ جو یہ کہے کہ ۴۰ سال کی عمر میں نبوت ملی وہ گمراہ ہے۔

۲۳۔ اللہ تعالی اور آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے قرب کو کوئی اور عام انسان نہیں جان سکتا۔ اگر کوئی قرب پیمانے بنانے لگے تو یہ اس کے اپنے ذہن کی اختراع اور لغو ہے۔

۲۴۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو قرآن حکیم اللہ تعالی نے پڑھایا ہے نہ کہ جبریل علیہ السلام نے بعض بد عقیدہ لوگ الٹ بات کرتے ہیں یاد رکھیے آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا معلم تو اللہ تعالیٰ ہے۔

۲۵۔ آقا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم امی ہیں یعنی کسی مدرسے میں پڑھے ہوئے نہیں ہیں۔ لیکن نور نبوت لکھی ہوئی تحریر کو بھی جان لیتا ہے کہ کیا لکھا ہے۔

۲۶۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو ان پڑھ یتیم' نادار' ناواقف جیسے الفاظ سے منسوب کرنا سنگین گستاخی اور بے ادبی ہے۔

۲۷۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ساتھ ذنب گناہ یا دوسری من گھڑت تاویلوں جو کہ بے ادب ذہن کی پیداوار ہیں۔ نسبت و اضافت کرنا سنگین بے ادبی اور گستاخی ہے۔

۲۸۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اللہ تعالی کے حبیب ہیں۔

۲۹۔ آقا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مختار منتخب ہیں۔ اصلی الموجودات ہیں اور احکم الحاکمین کے بھیجے ہوئے حاکم کائنات ہیں۔

توہین رسالت کے جرم کے ارتکاب کی وجہ

توہین رسالت کا دائرہ کیا ہے۔ یہ نہایت تفصیل کے ساتھ ذکر کر دیا گیا ہے اور اس سے پہلے دلوں کی بیماریوں کے متعلق بھی آیات قرآنی پیش کر دی گئی ہیں۔ پھر منافقت کی پوری تفصیل اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے بھی پیش کر دیئے گئے ہیں۔ آخر میں یہ جاننا چاہئے کہ وہ آخر ان گستاخوں کی ایسی حرکات کے پیچھے کیا عوامل کار فرما ہیں۔

ا۔ دل کا کینسر (Cancer) :۔ سب سے بڑے وجہ دل کی گیارہ بارہ بیماریاں ہیں۔ جو کہ پچھلے اوراق میں بتا دی گئی ہیں۔ یہ بیماریاں آخر کیوں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ بات سب سے اہم ہے اور جاننا ضروری ہے محمد مصطفیٰ رحمتہ للعالمین' رؤف الرحیم ﷺ کی ذات اقدس سے محبت نہ کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ یہ سزا دیتا ہے۔ (جیسا کہ سورۃ توبہ کی آیتہ ۲۴ میں کہا) انسان کی تمام مجبوریوں کو گنوا کر فرمایا احب الیکم من اللہ ورسولہ... فتربصوا (مطلب یہ کہ میرے عذاب کا انتظار کرو) تو یہ عذاب گستاخ رسول کو دل کی بیماریوں کی صورت میں مبتلا کر دیتا ہے۔

ب۔ قرآن کی بصیرت سے محرومی :۔ بصیرت کی محرومی بھی ذات مصطفیٰ ﷺ سے محبت نہ کرنے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی (۱۰۸ / ۱۲ یوسف) تم فرماؤ یہ میرا (محمد کا) رستہ ہے میں تمہیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ میں اور جس نے میری پیروی کی اہل بصیرت ہیں۔ چنانچہ نتیجہ یہ نکلا کہ محمد ﷺ کے اتباع اور محبت سے ہی بصیرت ملتی ہے۔ پھر قرآن آسانی سے سمجھ آجاتا ہے۔

ت۔ عربی گرائمر سے نابلد :۔ جتنی بھی کتابیں گستاخانہ رسول نے لکھیں ان کا مطالعہ کریں تو معلوم ہو گا کہ انہیں عربی کی آیات کے معنی نہیں آتے۔ جملوں کی ترکیب نحوی کا پتہ نہیں۔ عربی گریمر سے نابلد ہیں۔ لیکن دعویٰ ہے شیخ القرآن' مفتی' مولانا' علامہ وغیرہ وغیرہ ہونے کا۔ قرآن جن کی زبان میں اترا ان کو

دیکھیں سورہ بقرہ کو سمجھنے کے لئے فاروق اعظم ؓ فرماتے ہیں انہیں بارہ سال لگے تھے۔ حالانکہ قرآن ان کی زبان میں ہی ہے۔ یہاں زبان اردو یا پنجاب وغیرہ (غیر عربی) ہے اور تفسیریں ہزاروں اوراق سے لکھ کر مفتی، شیخ القرآن، مولانا وغیرہ کے خود ساختہ القابات سے بھری پڑی ہیں اور ان کی تو (من دون اللہ) کے معنی نہیں آتے۔ من اللہ کیا ہے۔ باذن اللہ کیا ہے۔

ث۔ **انکار کی ضد :۔** ہٹ دھرمی اور ضد بری بلا ہے۔ چونکہ دل تو کینسر کے امراض میں مبتلا ہے اس لئے اب ان کی عقل بھی ماری گئی ہے اور جب عقل ماری جائے تو پھر کچھ سمجھ میں نہیں آتا اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ خود ٹھیک ہیں اور باقی غلط ہیں۔ اسی لئے ان کو لاکھ دلیلیں دو یہ نہیں مانیں گے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے وان تدعھم الی الھدی فلن یھتدوا اذا ابدا اگر تم انہیں ہدایت کی طرف بلاؤ تو یہ کبھی (ابد تک) نہیں آئیں گے یعنی ہدایت نہ قبول کریں گے۔

ج۔ **منافیق کفار کا رویہ :۔** انسان کا رویہ ایک ایسی چیز ہے جو اس کی زندگی کی عکاسی کرتا ہے۔ منافقین و کفار مکہ نے اپنا رویہ ہی تو نہ بدلا۔ حالانکہ انہوں نے اقرار کیا کہ یہ دعوت حق ان کو ان کے باپ دادوں کے عقیدہ سے متزلزل کر گئی تھی اگر وہ ہٹ دھرمی پہ قائم نہ رہتے۔ ان کاد لیضلنا عن الھتنا لولا ان صبرنا علیھا قریب تھا کہ یہ دعوت حق ہمیں ہمارے معبودوں سکا دیتی اگر ہم اپنی ضد پر قائم نہ رہتے۔ جمے نہ رہتے۔ چنانچہ ان کا یہ رویہ ہی انہیں لے ڈوبا اور بالاخر انہوں نے دوزخ کو اپنا مقدر بنا لیا۔

ح۔ **بدعقیدتی کا فیشن :۔** موجودہ بے دینی اور بدعقیدگی کے دور میں اب یہ فیشن کے طور پر ایسی ایسی باتیں مذہب کے متعلق کرتے ہیں جو انہیں اسلام کے دائرہ سے خارج کر دیتی ہیں اس کا شکار علماء سوء بھی ہیں کیونکہ یہودیوں اور عیسائیوں کی یہ منصوبہ بندی ہے کہ اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے کوئی موقع نہ چھوڑا جائے اور اس کام کے لئے خصوصا مولویوں کو ہی استعمال کیا جائے۔ ایک تو سرکاری مولوی ہیں جو سب کے سامنے ہیں اور دوسرے وہ علماء سو ہیں جو تحریروں، لٹریچروں اور رسالوں کی مدد سے بدعقیدگی پھیلاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فیصلے

منافقین مدینہ کا کردار یعنی کہ اسلام دشمنی اور عداوت رسول کھل کر سامنے آگئی۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات ناگوار گزری کیونکہ اللہ تعالیٰ کو رسول اللہ ﷺ کی شان کے خلاف کوئی بات پسند نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ غضب ناک ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہی منافقین کے ساتھ ہوا۔ ان کا وطیرہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی آیات بلکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کا ٹھٹھا کرتے تھے اور جب پوچھا جاتا تو بہانے بناتے کہ انہوں نے ایسی بات نہیں کہی۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے ان کے خلاف اپنے فیصلے دے دیئے۔

(۱) ایمان ختم۔ کلمہ، روزہ، نمازیں ضائع :۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قل اباللہ وایتہ ورسولہ کنتم تستھزؤن لا تعتذروا قد کفر تم بعد ایمانکم (۹ / ۶۵) تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو۔ بہانے مت بناؤ تم کافر ہو چکے ایمان لانے کے بعد ۔۔۔ تو معلوم ہوا رسول اللہ کی شان میں گستاخی کفر ہے۔ کوئی عذر قبول نہیں۔

(۲) دوسرا فیصلہ :۔ یحلفونِ باللہ ماقالوا ولقد قالو کلمتہ الکفر وکفروا بعد اسلامھم (۹ / ۷۴)

ترجمہ :۔ اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہ کہا اور بیشک ضرور انہوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام کے بعد کافر ہو گئے یہ غزوہ تبوک کے دوران منافقین عموماً" کفر کے کلمے کہتے رہتے تھے اور پوچھنے پر فورا اللہ کی قسم اٹھا لیتے کہ انہوں نے یہ نہیں کہا۔ جتنی بھی گستاخانہ باتیں رسول اللہ کی شان کے خلاف کرتے تھے۔ سب کفر کے کلمے ہوئے۔

(۲) منافق کی نماز جنازہ نہیں ہوتی :۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ چونکہ منافقین اپنے گستاخانہ باتوں کی وجہ سے کفر کے مرتکب ہو چکے ہوتے ہیں۔ اس لئے کافروں کی نماز جنازہ نہیں ہوتی۔ یہ حکم ابد تک ہے۔ جب ابی ابن سلول مرنے لگا تو اس نے خواہش ظاہر کی آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں اور ساتھ

ہی فرمائش کی کہ آپ ﷺ اپنی قمیص عطا کریں۔ مسلمانوں نے آقا ﷺ سے کہا کہ یہ بدبخت ساری زندگی اسلام اور آپ کی مخالفت میں گزارتا رہا اس لئے آپ نہ ہی نماز جنازہ پڑھیں اور نہ ہی قمیص دیں۔ آپ ﷺ تو رحمتہ للعالمین ہیں چنانچہ آپ نے اپنی قمیص دے دی۔ پھر جبرئیل علیہ حاضر ہوئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولا تصل علی احد منهم مات ابدا ولا تقم علی قبره (۸۴ / ۹) اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز (جنازہ) نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پہ کھڑے ہونا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ قیامت تک تمام منافقین کے لئے ہے۔۔۔ آج کل کے دور کے منافقین کو قرآن کا مطالعہ کرنا چاہئے کہ یہ تمام آیات ان کے لئے ہیں۔۔۔ ہر وہ شخص جو رسول اللہ ﷺ کی شان میں تحریر اور تقریری گستاخیاں کرتا ہے۔ وہ کفر کے کلمے بکتا ہے۔ ایسے کافر کی نماز جنازہ ہوتی ہی نہیں۔ اگر پڑھو گے تو اللہ کے غضب کو دعوت دو گے۔

منافقین کلمہ کفر (گستاخی رسول) کی وجہ سے منافق کہلائے :۔ جیسا کہ ذکر ہوا سورۃ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے جو فیصلے دیئے وہ سب کے سب رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخانہ باتوں کی وجہ سے ان کا ایمان اور اسلام ختم ہو گیا۔ بظاہر انہوں نے کلمہ پڑھا ہوا تھا اور خود کو تو وہ مسلمان کہتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے اس دو رخوں کی وجہ سے کفار سے علیحدہ رکھ کر منافق کا لقب دیا۔ منافق چونکہ کافر سے زیادہ نقصان پہنچاتا ہے اس لئے یہ ایک فتنہ ہے اور اسی وجہ سے جتنے بھی گستاخان رسول تھے وہ واجب القتل ہیں تاکہ فتنے کا ادھر ہی قلع قمع ہو جائے۔۔۔

قرآن حکیم تو رسول اللہ ﷺ کی شان میں قصیدہ ہے اور یہ کائنات آپ ﷺ کے طفیل بنائی گئی۔ چنانچہ اہل بصیرت سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس کائنات کی جان ہیں اگر آپ نہ ہوتے تو کائنات ہی نہ ہوتی۔۔۔ جب یہ حقیقت ہو تو پھر آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کا حشر جہنم کی بدترین وادی ہے۔ چنانچہ ان کے اس تشخص کی وجہ سے یہ منافق کہلائے۔

تمام کائنات کے لئے رسول

(قل یایھاالناس انی رسول الله الیکم جمیعا ۱۵۸/۷)

نبی ورسول کون ہوتا ہے

رسول :۔ پیغمبر بھیجا ہوا، رسول، رسالہ سے ہے "نبی اور رسول کے مابین کیا نسبت ہے ؟اس بارے میں تین مختلف رائیں ہیں:۔

(۱)۔ یہ دونوں مساوی ہیں یعنی ہر نبی رسول ہے اور ہر رسول نبی ہے، علامہ تفتازانی نے شرح عقائد نسفی اور شرح مقاصد میں اسی کو اختیار کیا ہے اور امام ابن ہمام نے المسائرہ میں اس کو محققین کی طرف منسوب کیا ہے، فرماتے ہیں:۔

" واما علی ماذکرہ المحققون من ان النبی انسان بعثه الله لتبلیغ مااوحی الیه و کذا الرسول فلافرق (لیکن محققین نے جو ذکر کیا ہے کہ" نبی، وہ انسان ہے جس کو اللہ تعالی نے اس لئے مبعوث فرمایا ہو کہ جو کچھ اس کی طرف وحی کی ہے اس کی تبلیغ کردے اور اسی طرح سے رسول ہے اس بنا پر کوئی فرق نہیں ہے۔"

لیکن آیه شریفه و ما ارسلنا من قبلك من رسول و لا نبی الایة (اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول اور نہ نبی) اس قول کی تردید کررہی ہے کیونکہ عطف مغایرت پر دلالت کرتا ہے او احد المتسا کی نفی متساوی مانی جائے تو ولانبی کہنے کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ نبی تو رسول ہی کے ذکر میں آگیا اب علیحدہ ذکر کی کیا حاجت؟

(۲)۔ یہ دونوں متبائنین ہیں، رسول وہ ہے جو جدید شرع لے کر آئے اور نبی وہ ہے جو جدید شرع لے کر نہ آئے پس کوئی رسول نبی نہیں اور کوئی نبی رسول نہیں؛ لیکن یہ محض غلط ہے کیونکہ حضرت اسمعیل علیہ السلام کے متعلق قرآن مجید میں صاف تصریح ہے و کان رسولا نبیا (اور تھا رسول نبی) اور اسی طرح حضرت

موسی علیہ السلام کے حق میں وارد ہوا ہے۔

(۳)۔ ان دونوں کے مابین عموم خصوص مطلق ہے اکثر علماء کی یہی رائے ہے اب بعض تو اس طرف گئے ہیں کہ رسول اعم ہے اور نبی اخص کیونکہ رسول فرشتہ بھی ہوتا ہے اور انسان بھی ' ارشاد ہے اللہ یصطفی من الملآئکہ رسلا و من الناس (اللہ تعالیٰ چھانٹ لیتا ہے فرشتوں میں پیغام پہنچانیوالے اور آدمیوں میں) اور نبی صرف انسان ہی ہوتا ہے فرشتہ نہیں ' پس ہر رسول نبی ہوا لیکن ہر نبی رسول نہیں کیونکہ بعض رسول فرشتے ہوتے ہیں اور جمہور کا یہ قول ہے کہ نبی اعم ہے اور رسول اخص پس ہر رسول نبی ہے لیکن ہر نبی رسول نہیں مگر اس صورت میں نبی اور رسول میں فرق کیا ہوگا اور ان دونوں کی شرعی تعریف کیا ہو گی؟ اس سلسلہ میں سخت اختلاف اقوال ہے جو درج ذیل ہے '

(۱) "جس کو اللہ سے وحی آئی وہ نبی ہے اور ان میں جو خاص ہیں ' امت رکھتے ہیں یا کتاب ' وہ رسول ہیں۔"[۱]

قاضی ناصر الدین علامہ عبد اللہ بن عمر البیضاوی لکھتے ہیں:۔

"رسول وہ ہے جس کو اللہ نے شریعت جدیدہ دیکر مبعوث فرمایا ہو تا کہ وہ لوگوں کو اس کی طرف دعوت دے اور نبی اس کو بھی عام ہے اور اس کو بھی کہ جس کو شرع سابق کے برقرار رکھنے کے لئے بھیجا ہو جیسے وہ انبیاء بنی اسرائیل جو حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے مابین ہوئے ہیں ' آنخضرت ﷺ نے اپنی امت کے علماء کو ان انبیاء سے اسی بنا پر تشبیہ دی ہے پس نبی رسول سے اعم ہے اور اس پر یہ چیز بھی دلالت کرتی ہے کہ آنخضرت ﷺ سے انبیاء کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار ' عرض کیا گیا ان میں رسول کتنے ہیں؟ فرمایا تین سو تیرہ اور بعض کا قول ہے ' رسول وہ ہے کہ معجزہ اور کتاب جو اس پر نازل کی گئی ہو ' دونوں کا جامع ہو اور جو نبی ہی ہو ' رسول نہ ہو ' وہ ہے جس

" کے پاس کتاب نہ ہو اور بعض کہتے ہیں رسول وہ ہے جس کے پاس فرشتہ وحی لیکر آئے اور نبی اس کو بھی کہا جاتا ہے اور نیز اس کو بھی جس کی طرح خواب میں وحی کی جائے۔"[2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت آدم اور حضرت نوح علیہما السلام کے مابین دس قرن گزرے ہیں جو سب کے سب اسلام پر تھے ان انبیاء پر اللہ تعالی کی طرف سے وحی آتی تھی جس پر یہ خود بھی عمل پیرا ہوتے تھے، اور ان مومنوں کو بھی حکم فرماتے تھے جو ان کے پاس تھے کیونکہ وہ سب ان پر یمان رکھتے تھے ٹھیک اسی طرح جس طرح کہ ایک شریعت والے ان تمام باتوں کو مانتے ہیں کہ جن کی علماء رسول کی طرف سے تبلیغ کرتے ہیں اور یہی حال انبیاء نبی اسرائیل کا ہے کہ وہ شریعت تورات کے مطابق حکم کرتے تھے اور گو ان میں سے کسی کی طرف ایک معین واقعہ میں خاص وحی بھی کی جاتی تھی تاہم شریعت تورات میں ان کی مثال اسی عالم کی سی ہے جس کو اللہ عزوجل کسی قضیہ میں ایسے معنی سمجھا دیں جو مطابق قرآن ہوں جیسے کہ اللہ عزوجل نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس قضیہ کا حکم سمجھایا کہ جس میں انہوں نے اور حضرت داؤد علیہ السلام نے فیصلہ کیا تھا پس انبیاء کو تو اللہ تعالی بتلاتا اور اپنے امر و نہی اور خبر سے ان کو مطلع فرماتا ہے اور وہ ان لوگوں کو کہ جو ان پر ایمان لاتے ہیں اللہ عزوجل نے جو کچھ خبر دی ہے اور امر و نہی سے مطلع فرمایا ہے بتلاتے ہیں، پھر اگر کفار کی طرف بھی رسول ہوئے تو ان کو توحید الٰہی اور اس وحدہ لاشریک کی عبادت کی دعوت دیتے ہیں نیز یہ ضروری ہے کہ رسولوں کی ایک قوم تکذیب کرے اللہ عزوجل فرماتا ہے **کذالك مآاتی الذین من قبلھم من رسول الا قالوا ساحرٌاو مجنون** (اسی طرح ان سے پہلے لوگوں کے پاس جو رسول آیا تو یہی کہا کہ جادوگر ہے یا دیوانہ) اور ارشاد ہے **مایقال لك الا ماقد قیل للرسل من قبلك** (تجھ

سے وہی کہیں گے جو کہدیا ہے سب رسولوں سے تجھ سے پہلے)وجہ یہ ہے کہ رسول مخالفوں ہی کی طرف بھیجے جاتے ہیں اس لئے ان کی ایک جماعت ان کو جھٹلاتی ہے' ارشاد ہے وما ارسلنا من قبلك الا رجالا نوحی الیهم من اهل القری افلم یسیروا فی الارض فینظرو کیف کان عاقبة الذین من قبلهم وَلدار الاخرة خیر للذین اتقو افلا تعقلون حتی اذا استیئاس الرسل وظنوا انهم قد کذبو ا جاء هم نصرنا فنجی من نشاء ولا یرد باسنا عن القوم المجرمین (اور جتنے بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے یہی مرد تھے کہ حکم بھیجتے تھے ہم ان کو بستیوں کے رہنے والے سو کیا یہ لوگ نہیں پھرے ملک میں کہ دیکھ لیتے کیسا ہوا انجام ان کا جو ان سے پہلے تھے اور پچھلا گھر تو بہتر ہے پرہیز کرنیوالوں کو' کیا اب بھی تم نہیں سمجھتے یہانتک کہ جب ناامید ہونے لگے رسول اور خیال کرنے لگے کہ ان سے جھوٹ کہا تھا پہنچی ان کو مدد ہماری' پھر بچا دیا جن کو ہم نے چاہا اور پھیری نہیں جاتی آفت ہماری قوم گنہگار سے اور فرمایا انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوة الدنیا ویوم یقوم الاشهاد (ہم مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی دنیا کی زندگانی میں اور جب کھڑے ہونگے گواہ)

ارشاد ربانی ومآارسَلنَا من قبلك من رسولِ ولا نبی اس امر کی دلیل ہے کہ نبی بھی مرسل ہی ہوتا ہے لیکن اطلاق کے وقت وہ رسول سے موسوم نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہ کسی قوم کی طرف ایسی باتیں لے کر نہیں بھیجا گیا جن سے وہ واقف نہ ہوں بلکہ اہل ایمان کو ان باتوں کا حکم دیتا تھا کہ جن کے حق ہونے کو وہ جانتے ہیں جو نوعیت کہ ایک عالم کی ہوتی ہے آنحضرت ﷺ نے اسی لیے ارشاد فرمایا ہے العلما ورثا الانبیاء (علما انبیاء کے وارث ہیں)۔

اور دوسری جگہ فرمایا اللہ یضطفی من الملائکته رسلا و من الناس

(اللہ چھانٹ لیتا ہے فرشتوں میں پیغام پہنچانے والے اور آدمیوں میں اور یہ وہ ہیں جن کو وحی دے کر بھیجتا ہے چنانچہ ارشاد ہے **وما کان لبشر ان یکلمه الله الا وحیا او من ورآء حجاب اویرسل رسولا فیوحی باذنه مایشاء** اور کسی آدمی کی طاقت نہیں کہ اس سے باتیں کرے اللہ مگر اشارے سے یا پردے کے پیچھے یا بھیجے کوئی پیغام لانے والا پھر پہنچادے اس کے حکم سے جو وہ چاہے۔

"(جس طرح اولیاء اللہ میں دو طبقے ہیں سابقین مقربین اور اصحاب یمین مقصدین) اسی کی نظیر انبیاء علیہم السلام میں 'عبد رسول' اور نبی ملک' کی تقسیم ہے' حق سبحانہ تعالی نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو ان دونوں کے درمیان اختیار عطا فرمایا تھا کہ خواہ "عبد رسول" بنیں خواہ "نبی ملک" آپ نے "عبد رسول" بننا پسند امت کی محبت میں فرمایا۔

جنوں میں بھی رسول ہوئے ہیں یا نہیں علماء اس میں مختلف ہیں' ضحاک سے جب اس کے متعلق سوال ہوا تو کہنے لگے ہاں کیا اللہ کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا **یمعشر الجن والانس الم یاتکم رسل منکم** (اے جماعت جنوں کی اور آدمیوں کی کیا نہ آئے تھے تمہارے پاس پیغمبر تمہیں میں سے) یعنی انسانوں میں سے پیغمبر اور جنوں میں سے پیغمبر۔ ہی کا بیان ہے کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت سے قبل جن وانس دونوں میں رسول مبعوث ہوتے تھے اور حضرت محمد ﷺ جن وانس سب کی طرف مبعوث ہوئے [1]

علامہ ابن حزم کہتے ہیں حدیث میں آیا ہے

وکان النبی یبعث فی قومه (اور نبی اپنی قوم میں مبعوث ہوتا تھا) اور جن قوم انس میں سے نہیں ثابت ہوا کہ جنوں کے لئے بھی جن ہی میں انبیاء ہوئے ہیں ان کا دعویٰ ہے کہ بجز ہمارے پیغمبر ﷺ کے کہ ان کی بعثت جن و انس کے لئے بالاتفاق عام ہے انسانوں میں سے کوئی نبی جن کی طرف مبعوث نہیں ہوا [2]

اور اکثر علماء اس طرف گئے ہیں کہ جنوں میں کوئی رسول نہیں ہوا صرف انسانوں میں رسول ہوئے ہیں

حافظ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں:۔

"جمہور ضحاک کے استدلال کا یہ جواب دیتے ہیں کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ "رسل انس" وہ رسول ہیں جو انسانوں کی طرف اللہ کی جانب سے بھیجے گئے ہیں اور "رسل جن" کو اللہ نے زمین پر منتشر فرمایا کہ "وہ رسل انس" کی باتوں کو سنکر اپنی قوم میں تبلیغ کریں' اسی لئے ان کا کہنے والا کہتا ہے انا سمعنا کتابا انزل من بعد موسی الایته (ہم نے سنی ایک کتاب۔ جو اتری ہے' موسی کے بعد)[2] "

امام بغوی فرماتے ہیں:۔

"مجاہد کہتے ہیں کہ انسانوں میں رسول ہوئے ہیں اور جنوں میں رسول نذیر اور انہوں نے تلاوت کیا ولو ا الی قومھم منذرین (پھر گئے اپنی قوم کی طرف ڈراتے ہوئے) منذرین وہ ہیں جو پیغمبروں کی باتیں سنکر جو کچھ سنا جنوں میں جا کر اس کی تبلیغ کرتے ہیں اور جن میں پیغمبر نہیں ہوتے' اس صورت میں ارشاد الہی رسل منکم میں کم کی ضمیر ایك صنف یعنی صرف انس کی طرف راجع ہو گی جس طرح کہ ارشاد ہے یخرج منھما اللؤلوء وُ المرجان (نکلتا ہے ان سے موتی اور مونگا) حالانکہ کھاری سے نکلتا ہے شیریں سے نہیں اور فرمایا وجعل القمر فیھن نورا (اور رکھا چاند ان میں اجالا)

حالانکہ وہ صرف ایک ہی آسمان میں ہے[1] "

واضح رہے کہ قرآن مجید میں رسول سے کہیں فرشتہ مراد ہے اور کہیں نبی' اس لئے حسب موقع و محل معنے لئے جائیں گے' نیز لفظ رسول کا اطلاق واحد اور جمع دونوں کے لئے ہوتا ہے' ارشاد ہے لقد جاء کم رسول من انفسکم (آیا ہے تمہارے پاس رسول تم میں کا) اور انا رسول رب العالمین (ہم پیغام لائے ہیں جہان کے صاحب کا) رسول کی جمع رسل ہے۔

چار سو سے زیادہ اسماء سید عالم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم

وصل :۔ صاحب مواہب لدینہ نے کتاب و سنت اور کتب سماویہ سے چار سو سے زائد اسماء شریفہ بترتیب حروف تہجی بیان کئے ہیں ہم بھی ان کا ذکر کر کے برکت حاصل کرتے ہیں۔ اگرچہ طویل ہیں اور بعض اسماء مکرر بھی ہیں لیکن اس جگہ ذوق و حلاوت کا معاملہ ہے۔ طول و تکرار نظر میں نہیں ہے۔

مشتاق کو چاہیے کہ مونس جان اور ورد زبان خود بنائے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محمد رسول اللہ، الامر باللہ، الابطحی، اتقی الناس الاجود، اجود الناس، الاحد، الاحسن، احسن الناس، احمد، احید، الاخذ بالحجرات، اخذ الصدقات، الاخر، الاخشی، للہ اذن خیر، ارجح الناس عقلا، ارحم الناس بالعیال، الازہر، الاسلم، اسلم الناس، اشجع الناس، الاصدق فی اللہ، اطیب الناس ریحا، الاغر باللہ، اکثر الناس تبعا، الاکرم اکرم الناس، اکرم ولد آدم، المص امام الخیر، امام الناس، امام النبیین، الامام، الامر، الامن، امنۃ اصحابہ، الامین، الامی، انعم اللہ، اول شافع، اول المسلمین، اول المشفع، اولی للمسلمین، اول من ینشق الارض۔ (ب) البار، الباسط، الباطن، البر، البرہان، بشر، بشری، البشیر، البصر البلیغ، بالغ البیان، البینہ (ت) التانی، التذکرہ، التقی، التنزیل، التہامی، (ث) اثنین، (ج) الجبار، الجد، اجود، الجامع، جوامع الکلم۔ (ح) حاتم، حرب اللہ، الحاشر، الحافظ، الحاکم، بما اراہ اللہ، الحامد، حامل لواء الحمد، الحامد لامتہ عن النار، الحبیب حزب اللہ، الحفی، الحفیظ، الحق، الحکیم الحلیم، حماد حمطایا، یا حمیاطا، حمعسق الحمید، الحنیف، (خ) خاتم النبیین، خاتم المرسلین، الخاتم، الخازن کمال اللہ، الخاشع، الخاضع، الخالص خطیب الانبیاء والامم، خطیب الوافدین علی اللہ الخلیل، خلیل الرحمٰن، الخلیفہ، خیر الانبیاء، خیر البریہ، خیر خلق اللہ خیر العالمین، خیر الناس، خیر ہذہ الامہ، (د) دار الحکمہ، الداعی الی اللہ،

دعوة ابراہیم، دعوة النبین، دلیل الخیرات، (ذ) ذخیرة اللہ، الذاکر، الذکر، الذکر ، ذکر اللہ، ذوالحوض المورود، ذوالخلق العظیم، ذوالصراط المستقیم، ذوالقوة ذو فضل، ذوالمعجزات، ذوالمقام المحمود، ذوالوسیلہ، (ر) الراضع، الراضی، الرافع، راکب البراق، الراہب، راکب البعیر، راکب الجمل، راکب الناقہ، راکب النجیب، الرحمة ، رحمة الامة، رحمة للعلمین، رحمة مہداة، الرحیم، الرسول، الراحہ، رسول الرحمة ، رسول اللہ، رسول الملاحم، الرشید، الرفع، رافع المراتب، رفیع الدرجات، الرقیب، روح الحق، روح القدس، الروف، رکن المتواضعین (ز) الزاہد، زعیم الانبیاء الزکی، زین العباد، الزمزمی، زین من دافی القیمہ، (س) السابق، السابق بالخیرات، سابق العرب الساجد، سبیل اللہ، السراج، المنیر، السعید، سعد اللہ، سعد الخلائق، السمیع، السلام، السید، سید ولد آدم، سید المرسلین، سید الناس، سید الکونین، سید الثقلین، سیف اللہ الملول، سید الفریقین (ش) الشارع، الشافع، الشفیع، الشاکر، الشاہد، الشکار، الشکور، الشمس، الشہید، (ص) الصابر، الصاحب، صاحب الآیات صاحب المعجزات، صاحب البرہان، صاحب البیان، صاحب الجہاد، صاحب الحجہ، صاحب الحطیم، صاحب الحوض المورود، صاحب الخاتم۔ صاحب الدرجة الرفیعة، صاحب الرداء، صاحب الازواج الطاہرات، صاحب السجود لرب المحمود، صاحب البرایا، صاحب السطان، صاحب السیف، صاحب الشرع، صاحب الشفاعة الکبریٰ، صاحب العطایا، صاحب العلامات الباہرات، صاب العلو والدرجات، صاہب الفضیلہ، صاحب الفرح، صاحب النقیب، صاحب [illegible]، صاحب قول لاالا اللہ، صاحب القدم، صاحب الکوثر صاحب اللواء، صاحب المحشر، صاحب المقام المحمود، صاحب المنبر، صاحب المحراب، صاحب النعلین، صاحب الہراده، صاحب الوسیلہ، صاحب المدینہ، صاحب المظہر المشہور، صاحب المعراج، صاحب المغفر، صاحب النعیم، الصادع

بمامر ، الصادق ، الصبور ، الصدق ، صراط اللہ ، صراط الذین انعمت علیہم ، الصراط المستقیم ، الصفوح عن الزلات الصفوۃ ، الصفی الصائح (ض) الفارب بالجام المثوم ، الضحاک الضحوک ، (ط) طالب الطاہر ، الطیب ، طس طسم ، طہ ، الطیب (ظ) الظاہر الظفور ، الظاہر ، (ع) العابد ، العاید ، العادل ، العظیم ، العافی ، العاقب ، العالم ، علم الایمان ، علم الیقین ، العالم بالحق ، العامل ، عبداللہ ، العبد الکریم ، عبدالجبار ، عبدالحمید ، عبدالمجید ، عبدالوہاب ، عبدالغفار ، عبدالغیاث ، عبدالخالق ، عبدالرحیم ، عبدالرزاق ، عبدالسلام ، عبدالقادر ، عبدالقدوس ، عبدالقہار ، عبدالمہیمن ، العدل ، العرلی ، العرۃ الوثقی ، العزیز ، العطوف ، العفو ، العلیم ، عین الفرغ ، (غ) الغالب ، الغفور ، المغنی ، المغنی باللہ ، الغیث ، الغوث ، الغیاث (ف) الفاتح ، الفائح ، الفارقلیط ، الفاروق ، فاروق ، الفتاح ، الفخر ، الفرط ، الفصیح فضل اللہ ، فاتح النور ، (ق) القاسم ، القاضی ، القانت ، قاید الخیر ، قاید الغر المجلین ، القایل ، القایم ، القتال ، القتول ، قثم ، القثوم قدم الصدق ، القرشی ، القریب ، القمر ، القیم ، وکنیۃ ابو القاسم ، لانہ نقسیم ، الجنتہ بین اہلہا (ک) کافۃ لناس ، الکفیل ، الکامل فی جمیع اموره ، الکریم ، کھیعص ، (ل) اللسان ، (م) الماجد ، ماذون ، الماحی ، الماحون ، المسانح ، المبارک ، المبتہل ، البر ، المبشر ، مبشر الیاسین ، المبعوث ، بالحق ، البالغ ، المبین ، المتین ، الملیل ، المترحم ، المتضرع ، المتقی ، المتوکو علیہ ، المتجہد ، المتوکل ، المتبثت مستجاب ، مجیب المجتبی ، الجیر ، لمحرص ، المحرم ، المحوظ ، المحلل ، محمد ، المحمود ، المحیز ، المختار ، المخصوص بالشرف ، المخصوص بالعز ، المخصوص بالجد ، المخلص ، المدثر ، المدنی ، مدینۃ العلم ، للذکر المذکور ، المرتضی ، المزمل ، المرتحی ، المرسوم ، المترفع الدرجات ، المرالمردہ ، المزکی ، المسیح ، المسعود ، المستغنی ، المستقیم ، الملم ، المسلم ، المبادر ، المشفع ، المشفوع ، المسفع ، المشہور ، المسیر ، المصباح ، المصارع ، المصافح ، مصحح الحسنات ، المصدق ، المصطفے ، المصلح ، المصلح ، المصلح ، المصلی علیہ المصاع ، المطہر ،

المطلع، المطیع، المظفر ۔ المعزز ۔ المعصوم، المعطی، المقسط، المقصوص علیہ المقضی، مفضل العیشرات مقیم السنۃ بعد الفترۃ، المکرّم، المکتفی، المکفی، المکین، المکی، الملاحمی، ملقی القرآن، الممنوح، المنادی، المنصر، المنجی، المنذر، المنزل علیہ، المنہا، المصف، المنصور، المنیب، المنبر، المومن، المولی، الموحی الیہ، مودود، الموصل، الموقر، الموئی، الموید، المومن، الموسر، المہاجر، المہتدی، المہدی، المہیمن، المبشر، (ن) النابذ، الناجذ، الناس، الناسخ، الناشر، الناصح، الناطق، الناہی، نبی الاحمر، نبی الاسود نبی، الحرمین، نبی الراحۃ، النبی الصالح، نبی اللہ نبی المرحمہ، بنی الملتحمہ، بنی الملاحم، البنی، النجم، النجم الثاقب، نجی اللہ، النذیر، النسیب، نصح، ناصح، النعمہ نعمۃ اللہ، النقیب، النقی، النور، النور الذی لایطفار، (ہ) الہادی، ہدی، ہدیۃ اللہ، الہاسمی (و) الوجیہہ، الواسع، الواصل، الواضح، الواعد، الواعظ، الورع، الوسیلہ، الوانی، الونی، اولی ولی الفضل، (ی) یس، صلے اللہ علیہ وسلم وعلی آلیہ و اصحابہ واتباع اجمعین۔

کعب احبار سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلے علیہ وسلم کا اسم مبارک اہل جنت میں عبدالکریم اور اہل نار میں عبدالجبار، اہل عرش میں عبدالحمید اور فرشتوں میں عبدالمجید نبیوں میں عبدالوہاب شیاطین میں عبدالقہار اور حق کے نزدیک عُبدالرحیم، پہاڑوں میں عبدالخالق، خشکی میں عبدالقادر، تری میں عبدالمہیمن، مچھلیوں میں عبدالمومن، پرندوں میں عبدالغفار، توریت میں موذ موذ انجیل میں طاب طاب صحیفوں میں عاقب، زبور میں فاروق اور اللہ کے نزدیک طہ دلیس اور مسلمانوں میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے اور کہا آپ کی کنیت ابو القاسم ہے کیونکہ آپ کو اہل جنت میں تقسیم فرماتے ہیں اور ایسا ہی حسین بن محمد و امعالی سے کتاب "سوق العروس دانس النفوس" میں منقول ہے،

اللہ تعالیٰ سے متعلق الفاظ
کا اردو میں غلط ترجمہ کرنے والے
مفسرین کی غلطیاں

قرآن حکیم میں متعدد الفاظ اللہ تعالیٰ سے منسوب ہیں مثلاً۔ ذلت ضلال وغیرہ۔ اکثر مفسرین نے ان کا غلط ترجمہ کر کے اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کیا ہے۔ (معاذاللہ)

۱۔ اللہ تعالیٰ ظلم کرتا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ ذلت دیتا ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے۔

حالانکہ ایسا نہیں۔ اگلے صفحات میں ملاحظہ کریں۔

۱۔ ظلم:۔ ان الله لایظلم الناس شیا ولکن الناس انفسهم یظلمون.
(۱۰/۴۴)

فما کان الله لیظلمهم ولکن کانوا انفسهم یظلمون
(۳۰/۹،۲۹/۴۰،۹/۷۰)

نکات:۔

(۱) ان آیات میں لفظ ظلم ' آیا ہے۔ جتنے بھی ترجمے کئے گئے ان میں ظلم کے معنی ہی کئے گئے ہیں اور اس طرح ظلم کا لفظ اللہ تعالیٰ سے منسوب کیا گیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ تو ظالم نہیں۔ (معاذاللہ)

(۲) لغت میں لفظ ظلم کے معانی بے انصافی ' زبردستی ' ستم گاری ' حد سے گزر جانا اور غیر کی ملک میں تصرف کرنا ہیں۔

(۳) ظلم کا صدور ذات باری تعالیٰ سے محال ہے کیونکہ عالم تمام اسی وحدہ لاشریک کی ملکیت ہے لہذا وہ اپنی ملک میں جو بھی کرے درست ہے۔

(۴) جب ظلم ہونے کی بات کریں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک نے دوسرے پر ظلم کیا۔ (ظالم اور مظلوم ہم جنس اور برابر ہیں) اللہ تعالیٰ کے برابر کوئی نہیں اس لئے اس لفظ کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا سب سے بڑی کم علمی کی دلیل ہے۔

(۵) اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں لفظ ظلم کے لحاظ سے "ظالم" نہیں ہے۔

(۶) مندرجہ بالا آیات میں اس کے معنی بے انصافی ' کے ہوں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ بے انصافی نہیں کرتا لیکن لوگ اپنی جانوں کے ساتھ بے انصافی ' زبردستی ' ستم گاری خود ہی کرے ہیں۔

ضلال:۔ من یھد اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ

صحیح ترجمہ:۔ جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے اللہ تعالیٰ بھلادے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔

نوٹ: مترجمین نے اللہ تعالیٰ کو "گمراہ کرنے والا" ترجمہ کیا جو غلط ہے۔

تشریح: (۱)۔ ضلال کے معنی بہت سے ہیں۔ جب یہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہو تو پھر اس کے معنی "بھلا دینا" کے ہیں۔ "گمراہ کرنا کے

نہیں انسان خود ہی گمراہ ہوتا ہے شیطان کے متعلق کہہ سکتے ہیں کیونکہ اس کا مشن ہی گمراہ کرنا ہے بعض لوگوں نے ایسے ترجمے کر کے اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کیا ہے۔

(۲)۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت انسان کو بھلا دیتا ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کو بھلاتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر عمل نہیں کرتا اس سے منہ پھیر لیتا ہے۔ اور آخر کار خود گمراہ ہو جاتا ہے۔

(۳)۔ تیسری بات یہ ہے کہ کفار وغیرہ نے اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا (اپنی ہٹ دھرمی اور ضد کی وجہ سے) اس لئے یہ کہا جاتا ہے کہ ان کا کوئی ہادی نہیں۔ قصور ان خبیثوں کے بدباطنی کا ہے نہ کہ ہادی کا (اللہ تعالیٰ ہو یا رسول کریم ﷺ)

(۴)۔ کفار وغیرہ نے شیطان کی پیروی کی جس کا کام ہی گمراہ کرنا ہے سجدہ آدم نہ کرنے کے بعد شیطان نے کہا تھا **لا قعدن لهم علىٰ صراطك المستقيم** ۔ تیرے سیدھے راستہ پر بیٹھوں گا۔ ان پر دائیں سے بائیں سے۔ آگے سے اور پیچھے سے حملہ کروں گا ـــــــ

بلکہ اللہ تعالیٰ پر الزام لگایا تھا۔ قابل فبما اغویتنی (بولا تو نے مجھے گمراہ کیا)

نتیجہ :۔ گمراہ کرنا اللہ تعالیٰ کا کام نہیں بلکہ شیطان کا ہے اور اللہ تعالیٰ پر گمراہ کرنے کا الزام بھی شیطان نے ہی لگایا تھا۔ بعض مترجمین نے غلط ترجمہ کیا اور اللہ تعالیٰ پر گمراہ کرنے کا الزام لگا کر گناہ گار ہوئے۔

ذلت:۔ وتعز من تشاء وتذل من تشاء

نکات: (۱)۔ مفسرین نے عزت دینے کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا ہے جو کہ ٹھیک ہے لیکن لفظ ذلت کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیا ہے کہ ذلت' دینا بھی اسی کا کام ہے۔ یہ بات درست نہیں۔ اللہ تعالیٰ کیونکر کسی کو ذلت دے گا۔

(۲)۔ لغت میں لفظ عزۃ کے معنی قوی کرنا۔ غالب کرنا ہے اور لفظ ذلت کے معنی فرماں بردار کرنا' عاجز کرنا' پست کرنا کے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کے معنی خواری اور رسوائی کے بھی ہیں۔

(۳)۔ جب یہ لفظ اللہ تعالیٰ سے منسوب ہوا اور عزۃ کے مقابل آئے تو پھر اس کے معنی خواری اور رسوائی کے نہیں بلکہ پست کرنے' عاجز کرنا کے ہیں

(۴)۔ مندرجہ بالا آیت کے معنی۔ اللہ جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے عاجز یا پست کر دے۔

(۵)۔ ایک انسان دوسرے انسان کو ذلیل و رسوا کرتا ہے کیونکہ دونوں کے مفاد کا ٹکراؤ ہو سکتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی انسان سے یا انسان کی اللہ تعالیٰ سے برابری اور مفاد کا ٹکراؤ نہیں ہوتا۔ یہ عقلی دلیل ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کی شان میں "ذلیل کرنے" کے معانی کرنا اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی ہے۔

(۶)۔ کفار کے متعلق قیامت کے دن ذلت اور رسوائی کی آیات ہیں وہ ان کی اپنی کمائی ہو گی جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکامات سے بغاوت کر کے حاصل کی ہو گی۔ اور اس دن وہ پچھتائیں گے کہ کاش انہوں نے اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے احکامات پر عمل کیا ہوتا تو یہ ذلت نہ دیکھنی پڑتی۔ جو خود اپنے ہاتھوں ہی اختیار کی ہے۔

۴۔ ختم الله علی قلوبهم

مترجمین۔

(۱)۔ مہر کی اللہ نے اوپر دلوں ان کے۔

(۲)۔ اللہ نے ان کے دلوں اور ان کے کانوں پر مہر لگادی۔

(۳)۔ مہر کر دی اللہ نے ان کے دلوں پر۔

(۴)۔ مہر لگادی اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر۔

(۵)۔ اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر مہر کر دی۔

(۶)۔ خدا نے ان کے دلوں اور کانوں کو بند کر دیا۔

(۷)۔ ان کے انکار کی وجہ سے ان کے باطن پر پردے پڑگئے ہیں۔

درست ترجمہ۔ مندرجہ بالا ترجمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے۔اسے لوگ پڑھ کر کہہ سکتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہی مہر کر دی ہے اور انہیں نیکی کے راستے سے روک کر جہنمی بنادیا ہے تو اس میں ان کا کیا قصور ہے؟

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دونوں (نیکی اور بدی کے) راستے بتا دیے ہیں اور اختیار دے دیا ہے کہ جس راستے پر چاہے چلیں بلکہ ہدایت کی راہنمائی کے لئے مقدس کتب اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے۔

حقیقت یہ ہے کہ راہ ہدایت بتانے والے انبیاء کی بات کا انکار کرنے کی وجہ سے ان کے دلوں پر پردے پڑگئے ہیں اللہ تعالیٰ نے مہر لگا کر انہیں نیکی کے راستہ پر چلنے سے نہیں روکا۔ جیسے چوک میں لگی سرخ بتی کا اشارہ کاٹنے پر کسی کار کے سوار کا چالان ہو جاتا ہے تو آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ سپاہی نے چالان کر دیا بلکہ صدر مملکت کے بنائے قانون کے مطابق سرخ بتی کے اشارہ پر نہ رکنے کی وجہ سے اس کا چالان ہو گیا۔ چونکہ " والقدر خیر وشره من الله تعالیٰ کے

مصداق ہر چیز کا وہی مالک ہے لہذا کسی کے قصور پر جو سزا ملے گی وہ ہو گی تو الله تعالیٰ کی طرف سے مگر الزام اللہ تعالیٰ پر نہیں آئے گا۔ کیونکہ اس نے جو اصول بنادیا ہے اس کے مطابق سزا جزا مرتب ہو گی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی ذات قصوروار نہیں بلکہ قصور تمہارا اپنا ہی ہے۔

(۵)۔ فزادھم الله مرضا ۲/۱۰

مترجمین۔(۱) پس بڑھائی اللہ نے ان کی بیماری۔

(۲)۔ ان کے دلوں میں ایک بیماری ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اور بڑھادیا۔

(۳)۔ پھر زیادہ دیا اللہ نے ان کو آزار۔

(۴)۔ پھر بڑھادی اللہ نے ان کی بیماری۔

(۵)۔ سو اور بھی بڑھادیا اللہ نے ان کا مرض۔

(۶)۔ تو اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھائی۔

(۷)۔ پس خدا نے بھی ان کی بیماری زیادہ کر دی۔

(۸)۔ پس اللہ کے اصول کے مطابق یہ مرض بڑھتا جاتا ہے۔

درست ترجمہ۔ دیگر تراجم سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے دلوں میں جو کفر کی بیماری ہے اللہ تعالیٰ نے اسے اور بڑھادیا ہے سارا الزام اللہ تعالیٰ کو دیا ہے۔ (معاذ اللہ)

بات یہ ہے

کہ اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے اصول کے مطابق بیماری بڑھ رہی ہے۔

(۶)۔ ربنا لا تزغ قلوبنا۔

مترجمین___ اے ہمارے رب ہمارے دلوں کا ٹیڑھا نہ کر

درست ترجمہ___ اے ہمارے رب ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے۔

قارئین کرام۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دینے کے بعد کسی کے دل کو ٹیڑھا نہیں کرتا۔ بلکہ انسان خود ہی اپنی بد عمالیوں سے ایسا کرتا ہے ___ اس لئے اللہ تعالیٰ پر الزام نہ دھریں ___ یہ ایک دعا ہے ہمارے دلوں کو ٹیڑھا ہونے سے بچالے جسطرح نماز میں الحمد شریف پڑھتے ہوئے ہر بار ہم کہتے ہیں اهدنا الصراط المستقیم۔

۷۔ الله یستهزی بهم

مترجمین

۱۔ اللہ ٹھٹھا کرتا ہے ان سے۔

۲۔ اللہ ان سے مذاق کر رہا ہے۔

۳۔ اللہ ہنسی کرتا ہے ان سے۔

۴۔ اللہ سزا دے رہا ہے انہیں اس مذاق کی۔

۵۔ اللہ تعالیٰ ہی استہزا کر رہے ہیں ان کے ساتھ۔

۶۔ اللہ ان سے استہزا فرماتا ہے۔

۷۔ اللہ ان کو تمسخر کی سزا دے گا۔

۸۔ درست ترجمہ اللہ کے اصول کے مطابق ان کے ٹھٹھے کے اثرات انہیں پر مرتب ہو جاتے ہیں۔

دیگر تراجم پر ذرا غور فرمایئے پر کیا اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے؟

ہماری زمین سے سورج کروڑوں گنا بڑا ہے پھر اس جیسے کروڑہا سورج گردش میں ہیں ان سب کا خالق عام انسانوں کی طرح مذاق کرنے والوں سے مذاق کر رہا ہے (نعوذ بالله من ذالك) ترجمہ کرتے وقت اس ہستی کا لحاظ کرنا چاہئے کہ یہ اس کی شان کے لائق ہے؟ عمل اور رد عمل کے اصول کے مطابق

جو مذاق کرتے ہیں ان کے مذاق کے اثرات واپس انہیں پر مرتب ہو جاتے ہیں۔
مذاق کرنا تو جاہلوں کا کام بتایا گیا ہے حوالہ ۶۷۔ ۲۔ ۱۱۔ ۴۹

(۸)۔ ذهب الله بنورهم --- لا يبصرون ۱۷۔ ۲

مترجمین۔

(۱)۔ لے گیا اللہ روشنی ان کی اور چھوڑ دیا ان کو بیچ اندھیروں کے نہیں دیکھتے۔

(۲)۔ اللہ نے ان کا نور بصارت سلب کر لیا اور انہیں اس حال میں چھوڑ دیا کہ تاریکیوں میں انہیں کچھ نظر نہیں آتا۔

(۳)۔ لے گیا اللہ ان کی روشنی اور چھوڑا ان کو اندھیروں میں نظر نہیں آتا۔

(۴)۔ لے گیا اللہ ان کا نور اور چھوڑ دیا انہیں گھپ اندھیروں میں کہ کچھ دیکھتے بھالتے نہ ہوں۔

(۵)۔ اللہ ان کا نور لے گیا اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا کہ کچھ نہیں سوجھتا ان کا نور اللہ نے چھین لیا۔

(۶)۔ درست ترجمہ۔ (اللہ کے بنائے ہوئے اصول کے مطابق ان کے کفر کی وجہ سے) ان کا نور ماند پڑ گیا اور وہ اندھیروں میں بھٹکنے لگے اور انہیں کچھ سجھائی نہیں دیتا۔

دیگر مترجمین نے سارا الزام اللہ تعالیٰ کی ذات پر لگا دیا ہے مگر بات یہ ہے قانون قدرت کے مطابق وہ اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں جیسے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے۔ حالانکہ اس نے ایک اصول پیدائش کا بنا دیا ہے اس کے مطابق پیدائش ہوتی ہے اسی طرح ان کے کفر کے سبب ان کا باطنی نور ماند پڑ گیا۔

(۹)۔ يضل به---- كثيرا ۲۶/۲

مترجمین:۔

(۱)۔ گمراہ کرتا ہے ساتھ اس کے بہتوں کو اور راہ دکھاتا ہے ساتھ اس کے بہتوں کو۔

(۲)۔ بہتوں کو گمراہی میں مبتلا کر دیتا ہے اور بہتوں کو راہ راست دکھا دیتا ہے۔

(۳)۔ گمراہ کرتا اس سے بہتیرے اور راہ پر لاتا ہے اس سے بہتیرے۔

(۴)۔ گمراہ کرتا ہے اللہ اس سے بہتیروں کو اور ہدایت دیتا ہے اس سے بہتیروں کو۔

(۵)۔ گمراہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس مثال کی وجہ سے بہتیروں کو ہدایت کرتے ہیں اس کی وجہ سے بہتوں کو۔

(۶)۔ اللہ بہتیروں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہتیروں کو ہدایت فرماتا ہے۔

(۷)۔ اس کے ذریعے بہتیروں کو گمراہ کر دیتا ہے اور بہت سے لوگوں کو راہنمائی کرتا ہے۔

درست ترجمہ

(۸) اس (قرآن کو چھوڑنے) سے بہت سے لوگ گمراہ ہو جاتے ہیں اور (اس پر عمل کر کے) بہت سے ہدایت پا جاتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ گمراہ نہیں کرتا بلکہ اس نے قرآن پاک مینارہ نور بنایا ہے جو اس کی طرف آئے گا ہدایت پائے گا اور جو اس سے دور ہو گا گمراہ ہو جائے گا اور اندھیروں میں جا گرے گا۔

(۱۰)۔ **ومکروا ومکر اللہ---المکرین ۳/۵۴**

مترجمین

(۱)۔ اور مکر کیا انہوں نے مکر کیا اللہ نے اور اللہ بہتر ہے مکر کرنے والوں کا۔

(۲)۔ خفیہ تدبیریں کرنے لگے اور جواب میں اللہ نے بھی اپنی خفیہ تدبیر کی اور ایسی تدبیروں میں اللہ سب سے بڑھ کر ہے۔

(۳)۔ اور فریب کیا ان کافروں نے اور داؤ کیا اللہ نے اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے۔

(۴)۔ اور یہودیوں نے بھی (مسیح کو قتل کرنے کی) خفیہ تدبیر کی اور (مسیح کو بچانے کے لئے) اللہ نے بھی خفیہ تدبیر کی اور اللہ سب سے بہتر اور موثر خفیہ تدبیر کرنے والا ہے۔

(۵)۔ اور ان لوگوں نے خفیہ تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ نے خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ تعالیٰ سب تدبیریں کرنے والوں سے اچھے ہیں۔

(۶)۔ اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ نے ان کے ہلاک کی خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ سب سے بہتر اچھی تدبیر والا ہے۔

(۷)۔ اور یہودیوں نے فریب کئے اور خدا نے انتظام کر رکھا تھا خدا سب تدبیروں پر غالب ہے۔

درست ترجمہ۔اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ نے ان کے مکر کو لوٹا دیا اور اللہ مکر کرنے والوں کے مکر کو ان پر لوٹا دینے والا ہے۔ مندرجہ بالا تراجم پر غور فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ جیسی عظیم الشان ہستی کو نعوذ باللہ مکار اور خفیہ تدبیریں کرنے والا ظاہر کیا گیا ہے اگر تمام سمندر سیاہی اور تمام درخت قلمیں بن جائیں اور اللہ تعالیٰ کی صفات لکھنا شروع کریں تو سمندر ختم ہو جائیں گے اور اس کی صفات ختم نہیں ہوں گی بلکہ اتنے ہی سمندر اور ہوں تو ایسی ہستی جس کی عظمت کا تصور بھی ہمارے محدود ذہن نہیں کر سکتے اس پر مکر کرنے کا الزام کیا عقلمندی ہے؟ عجمی حضرات چونکہ عربی پر مکمل عبور نہیں رکھتے اور نہ وہاں کے محاوروں ضرب

الامثال اور ایک لفظ کے بے شمار معنوں میں موزوں لفظ کے معنی موزوں جگہ پر استعمال کرنا جانتے نہیں اسی وجہ سے اتنی بڑی غلطی کے مرتکب ہوئے ہیں کوئی شخص اپنے والد کو مکار نہیں کہہ سکتا چہ جائے کہ خالق کائنات کو اور باپ کو مکار اور دھوکہ باز کہنے والا بیٹا نالائق سمجھا جاتا ہے تو خالق کائنات کے متعلق اتنے سخت الفاظ استعمال کرنا کہاں کی لیاقت ہے۔

عربی میں اگر وہی لفظ دوبارہ آ جائے تو اس کا مطلب ہے کہ ان کی چال ان کے مکر کو ان پر لوٹا دیا گیا۔ دیوار کے ساتھ گیند ماریں دیوار سے لگ کر واپس آئیگی دیوار اس کو دھکا نہیں دیتی بلکہ ایک قانون قدرت عمل اور رد عمل کے تحت گیند واپس آتی ہے۔ اسی طرح کافر جو مکر کرتے ہیں ان کا مکر واپس انہیں پر آ جاتا ہے اس طرح کی بے شماری آیات قرآن پاک میں آئی ہیں ملاحظہ ہو ۱۹۹/ ۷۔ ۳۰۔ ۸/۔ ۴۵۔ ۶۸/

۱۶۔ ومن یرد ان یضلہ ۲/۱۲۸

مترجمین۔

(۱)۔ اور جس کو ارادہ کرتا ہے جو کہ گمراہ کرے اس کو۔

(۲)۔ اور جسے گمراہی میں ڈالنے کا ارادہ ہوتا ہے۔

(۳)۔ اور جس بدنصیب کے لئے ارادہ فرماتا ہے کہ اسے گمراہ کردے۔

(۴)۔ اور جس کو بے راہ رکھنا چاہتے ہیں۔

(۵)۔ اور جسے گمراہ کرنا چاہئے۔

(۶)۔ اور جس کو گمراہی کرنا چاہئے۔

درست ترجمہ:۔ اور جو اپنی گمراہی پر جما ہوا ہو (جو ہدایت حاصل نہ کرنا چاہے) دیگر تراجم سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو گمراہ کرتا ہے حالانکہ اللہ

تعالیٰ نے ایک اصول بنادیا ہے اور اس نے انسان کو نیکی اور بدی کے دونوں راستے بتادیے ہیں اور اس کو اختیار دے دیا ہے کہ انسان جس راستے پر چاہے چلے تو اللہ تعالیٰ ان کی گمراہی کی وجہ سے چھوڑ دیتا ہے وہ خود گمراہ نہیں کرتا اسی طرح کی بے شمار آیتیں موجود ہیں مثلاً ۳۶-۱۶-۷-۳-۱۶-۹۳-۱۶-۲۸'۱۷-۸او غیرہ۔

(۱۷)۔ قال فبما اغويتنى ۱۶/۷

مترجمین۔

(۱) کہا پس قسم ہے اس کی کہ گمراہ کیا تو نے مجھ کو۔

(۲)۔ بولا اچھا تو جس طرح تو نے مجھے گمراہی میں مبتلا کیا ہے۔

(۳)۔ بولا۔ تو جیسا تو نے مجھے بدراہ کیا ہے۔

(۴)۔ کہنے لگا اس وجہ سے کہ تو نے مجھے (اپنی رحمت سے) مایوس کر دیا۔

(۵)۔ وہ کہنے لگا (سبب) اس کے کہ آپ نے مجھے گمراہ کیا۔

(۶)۔ یوں قسم اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا۔

(۷)۔ بولا چونکہ تو نے مجھے درکایا ہے۔

درست ترجمہ (۸)۔ وہ بولا قسم ہے اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ قرار دیدیا۔ دیگر تراجم سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شیطان کو خود ہی گمراہ کر دیا۔

بات یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے گمراہ قرار دیدیا گیا جس طرح کوئی کہے کہ استاد نے لڑکے کو فیل کر کے سکول سے نکال دیا تو یہ سارا الزام استاد پر آئے گا اور اگر یہ کہا جائے کہ لڑکے کو فیل قرار دیکر سکول سے نکال دیا گیا تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ لڑکا امتحان کے مراحل سے گزر کر فیل ہو چکا ہے اس لئے اسے سکول سے نکالا گیا اس طرح قصور لڑکے کا مانا جائے گا استاد کا کوئی قصور نہیں۔

(۱۸)۔ افامنوا مکر اللہ---الخسرون ۷/۹۹

مترجمین

(۱)۔ کیا پس نڈر ہو گئے مکر خدا کے سے پس نڈر نہیں ہوتے مگر۔

(۲)۔ خدا کے سے مگر قوم ٹوٹا پانے والی۔

(۳)۔ کیا یہ لوگ اللہ کی چال سے بے خوف ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کی چال سے وہی قوم بے خوف ہوتی ہے جو تباہ ہونے والی ہو۔

(۴)۔ کیا نڈر ہو گئے اللہ کے داؤ سے نڈر کیا انہیں اللہ کے داؤ نے جو لوگ خراب ہوں گے۔

(۵)۔ کیا یہ اللہ کے خفیہ داؤ سے بے فکر ہیں خدا کے خوف سے زیاں کار ہی بے خوف ہوا کرتے ہیں۔

(۶) درست ترجمہ کیا وہ اللہ کی تدبیر سے بے خبر ہیں اور اللہ کی تدبیر سے وہی بے خبر ہوتے ہیں جو تباہ ہونے والے ہوں۔ مندرجہ بالا تراجم میں نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کو مکر کرنے والا چال چلنے والا داؤ لگانے والا ظاہر کیا گیا ہے حالانکہ یہ الفاظ ہماری زبان میں نہایت معیوب ہیں ان کا استعمال کسی طرح بھی اللہ تعالیٰ کی پاک ذات کے لئے موزوں نہیں دیگر ۱۴۲/ ۱۳ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۹) قل ان اللہ یضل من یشاء ۱۳/۲۷

مترجمین۔

(۱)۔ کہہ تحقیق اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور راہ دکھاتا ہے طرف اپنی اس شخص کو کہ رجوع کرتا ہے۔

(۲)۔ کہو۔ اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اور وہ اپنی طرف آنے کا راستہ اسی کو دکھاتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرے۔

(۳)۔ بے شک اللہ تعالیٰ راہ نہیں دیتا ہے چاہے اور راہ دے دیتا ہے اپنی طرف جو اسکی طرف رجوع لائے۔

(۴)۔ اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور راہنمائی فرماتا ہے اپنی (بارگاہ میں مقرب کی) طرف جو صدق دل سے رجوع کرتا ہے۔

(۵)۔ آپ کہہ دیجئے کہ واقعی اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گمراہ کردیتے ہیں اور جو شخص ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس کو اپنی طرف ہدایت کردیتے ہیں

(۶)۔ تم فرماؤ بے شک اللہ تعالیٰ جسے چاہے گمراہ کردیتا ہے اور اپنی راہ اسے دیتا ہے جو اس کی طرف رجوع لائے۔

(۷)۔ تو کہہ خدا جس کو چاہتا ہے گمراہ کردیتا ہے اور جو اس کی طرف مائل ہوتے ہیں ان کو ہدایت کرتا ہے۔

(۸) درست ترجمہ۔ آپ ﷺ فرمادیں اللہ جسے چاہے اسے اس کی گمراہی پر چھوڑ دیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرے اس پر ہدایت کی راہیں کھل جاتی ہیں۔

مندرجہ بالا تراجم میں لوگوں کو گمراہ کرنے کا الزام اللہ تعالیٰ پر لگایا گیا ہے جو کہ اس کے وضع کردہ اصول کے خلاف ہے 'ہدایت اور گمراہی کے لئے اس نے دونوں راستوں پر چلنے کا اختیار دے دیا اب جو جس راستے پر چلنا چاہے اس کو ڈھیل دے دیتا ہے۔ وہ خود گمراہ نہیں کرتا ورنہ انسان بری الذمہ ہو جائیگا اسی طرح کی دیگر آیات ملاحظہ فرمائیں۔ ۴۔ ۱۴' ۱۶۔ ۲۲' ۲۳۔ ۲۵

(۲۰)۔ ان ربك لبالمرصاد ۸۹/۱۴

مترجمین:۔ تحقیق پروردگار تیرا البتہ بیچ گھات کے ہے۔

(۱)۔ حقیقت یہ ہے کہ تمہارا رب گھات لگائے ہوئے ہے۔

(۲)۔ بے شک آپ کا رب (نافرمانوں کے) گھات میں ہے۔

(۳)۔ بے شک تمہارے رب کی نظر سے کچھ غائب نہیں۔

(۴)۔ تمہارا پروردگار بے شک گھات میں ہے۔

(۵)۔ بے شک آپ کا رب تحمل کرنے والا ہے۔ دیگر مترجمین نے اللہ تعالیٰ کو بالکل ہی بزدل بنادیا یعنی وہ گھات میں بیٹھا ہوا ہے چھپ کر وار کرے گا حالانکہ عرب کے بہادر جنگ کے وقت دشمن کو للکارا کرتے تھے کہ فلاں آدمی کو میرے مقابلے میں نکالو یہاں کے مترجمین نے ان لوگوں سے بھی بزدل ثابت کیا جبکہ آپ کا رب تحمل کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے کلام پاک میں غور و فکر کرو

کلام پاک کا اعجاز:۔ا۔ اللہ تعالیٰ کے کلام پاک کے ایک ظاہری معنی ہیں اور ایک باطنی پھر اس باطن کے سات باطن ہیں۔ ہمارے آقا ﷺ جو کہ معلم کائنات ہیں نے ہمیں بتایا۔ چنانچہ یہ بات نہایت ہی اہم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام پاک میں غور و فکر کیا جائے تاکہ جو مدعا ہے وہ حاصل ہو جائے۔

۲۔ قرآن حکیم میں غور کریں تو بارہا اللہ تعالیٰ نے اس طرف توجہ دلائی ہے ان کی چند ایک مثالیں حاضر ہیں۔

(الف)۔ ۱۰/۲۴) کذلك نفصل الایت لقوم یتفکرون

ترجمہ:۔ ہم یونہی آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں غور کرنے والوں کے لئے۔

(ب)۔ (۱۳/۳) ان فی ذلك لا یت لقوم یتفکرون(۱۳/۴۵/۴۲/۳۹)

ترجمہ:۔ بیشک اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کو

(۱۶۔۱۱۔۱۶۔۶۹۔۳۰۔۲۱)

(ت)۔ قد فصلنا الایت لقوم یفقھون (۹۸/۶)

ترجمہ:۔ بیشک ہم نے مفصل آیات بیان کر دیں سمجھ والوں کے لئے۔

(ث)۔ قد فصلنا الایت لقوم یذکرون (۶۔۱۲۶۔۱۶۔۱۳)

ترجمہ:۔ ہم نے آیتیں مفصل بیان کر دیں نصیحت ماننے والوں کے لئے۔

(ج)۔ ان فی ذلك لا یت لقوم یعقلون (۱۲/۱۶)

ترجمہ:۔ بیشک اس میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے۔

اہل علم ہی سمجھ سکتے ہیں:۔ وتلك الامثال نضربھا للناس وما یعقلھا الا العلمون (۴۳/۲۹)

ترجمہ:۔ یہ مثالیں ہم لوگوں کے لئے بیان فرماتے ہیں اور انہیں نہیں سمجھتے مگر علم والے۔

تشریح:۔ قرآن حکیم کی سمجھ جب آجائے تو پھر اسے عالم (اہل علم) کہتے ہیں۔ اس کا متضاد لفظ جاہل' ہے چنانچہ اگر کلام الٰہی میں غور و فکر نہ کرے اسے سمجھنے کی کوشش نہ کرے۔ اس سے نصیحت حاصل نہ کرے تو پھر وہ شخص جاہل ہے۔ چاہے اس کے پاس کتنے بھی جامعات کی ڈگریاں ہوں۔

اعلیٰ نسب کا دعویٰ اور بد عقیدگی

کرنے والے غور و فکر کریں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان

۱:۔ من ابطابه عمله لم يسرع به نسبه (عمله السيئى او تفر بطه في العمل الصالح لم ينفعه شرف النسب)

ترجمہ :۔ برے اعمال والے کو شریف خاندان میں پیدا ہونا کوئی فائدہ نہ دیگا

(روح البیان)

۲:۔ (كل تقى نقى آلى) وكل من لم يكن متصفا با لتقوى و النقاوه فليس من آله)

ترجمہ :۔ ہر پرہیز گار اور پاک عمل والا میری آل ہے (روح البیان)

۳:۔ انما اولیای المتقون۔ میرے دوست صرف متقی ہیں

۴:۔ اگر فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بھی چوری کا ارتکاب ہو جائے تو میں اس کا بھی ہاتھ کٹوادوں۔ (سنن نسائی)

قارئین کرام :۔ پدرم سلطان بود کام نہ آئے گا۔ فرمان رسول کریم کے مطابق صرف تقویٰ کی نسبت کام آئے گی۔

بد عملی سے نسب کوئی فائدہ نہ دے گا

چہ جائیکہ بد عقیدگی کریں کہ پدرم سلطان بود

تفسیر روح البیان پ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۱۰۴ (فا ذا جاء وعد الاخرۃ نعیفاً)

صاحب روح البیان کا بیان :۔ فقیر (اسماعیل حقی) کہتا ہے کہ بد عقیدہ لوگوں کو اہل ایمان کو ظاہری طور پر چمٹنا اور صورۃ ان کیساتھ رابطہ قائم کرنا اس لئے مفید نہ ہو گا کہ ان کے آپس کے اعتقادات اور اعمال صالحہ میں بہت بڑا فرق ہو گا۔ ان کی مثال اس کشتی کی ہے جو دریا کی موج کے درمیان دریا میں ٹوٹ جائے تو غیر تیراک تیراکی کا سہارا لے لیکن یہ سہارا غیر تیراک کو اس لئے فائدہ نہ دے گا کہ جب دریا کی طغیانی سے تیراک کو خطرہ ہے تو پھر غیر تیراک کو کیسے پار لگائے گا۔

حدیث شریف :۔ جس کے اعمال صالحہ نہ ہوں اسے نسب نہ دے گا یعنی جس کے برے اعمال بہت زیادہ ہوں تو اسے دنیا کے شریف خاندان میں پیدا ہونا کوئی فائدہ نہ دے گا۔ اس کی مثال یوں ہے کہ درخت کی ٹہنی اسی درخت کی ہے لیکن چونکہ خشک ہو گئی ہے اسی لئے اسے درخت سے جدا کرنا پڑا۔ ایسے ہی شریف خاندان سے تعلق رکھنے والا بندہ اعمال صالحہ نہ ہونے کی وجہ سے خاندان سے کٹ جاتا ہے۔

(اس سے ہمارے دور کے بے عمل گدی نشین اور پیر زادے اور مولوی زادے سوچیں کہ کیا وہ اپنی بد عملی سے اپنے بزرگوں سے سوکھی ٹہنی کی طرح تو

نہیں اگر ہیں تو پھر کچھ موت کے بعد کے متعلق سوچا ہے یا نہیں۔ اور ہمارے عوام اندھے مقلد بھی غور فرمائیں کہ یہ بے عمل پیر اور سجادہ نشین جب سوکھی لکڑی کی طرح اپنے مشائخ کے خاندان سے کٹ کر جہنم کا ایندھن بنیں گے تو پھر تمہارا کیا حشر ہوگا۔ جب کہ تم نے ان کے دامن میں لپٹ کر انہیں اپنا رہبر اور مرشد مانا ہوا ہے۔

سبق :۔ اس سے ثابت ہوا کہ نسب کی بجائے نسبت تقویٰ فائدہ دے گی۔

حدیث شریف :۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

ہر پرہیزگار اور پاک عمل والا میری آل ہے

قاعدہ :۔ جس کے اعمال اور عقائد صحیح نہ ہوں وہ حضور علیہ السلام سے کوئی تعلق نہیں رکھتا اگرچہ آپ کا خاندان کا ہو جیسے ابو لہب وغیرہ باوجودیکہ وہ حضور علیہ السلام کا چچا تھا لیکن جہنم میں گیا اس سے جواب مل گیا کہ حضور علیہ السلام کے خاندان کے لوگ بد عقیدہ اور وہابی ہوتے ہیں تو ان کا کیا بنے گا۔ ان کے بد مذہب ہونے کا سبب ان کی گستاخی نبوت ہوگی یا کسی ولی اللہ کی بے ادبی۔

اس قسم کے خاندانی بے عمل پیر فقیر اور بد مذہب لوگ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے بزرگان دین سے کسی قسم کا تعلق نہیں رکھتے۔ اگرچہ وہ دن میں کروڑوں بار اپنے دعوے پہ کروڑوں دلائل پیش کریں اور اپنے خاندان کے فخر کی تسبیح پڑھیں۔

سبق :۔ افسوس کہ اس طرح کے غلط اصول کے باوجود پھر بھی عوام ایسے بے عمل پیروں کو خدا رسیدہ مانتے ہیں بلکہ ہمارے خوشامدی بھی ان میں شامل ہو کر اپنا اور عوام کا بیڑہ غرق کر رہے ہیں۔

بدعقیدگی وبدعملی نبی کے بیٹے کو اسکے نسب سے نکال دیتی ہے

قانون الٰہی :۔(۱) ینوح انه لیس من اهلك انه عمل غیر صالح (هود)

ترجمہ :۔ اے نوح وہ (تیرا بیٹا) تیرے گھر والوں میں سے نہیں بیشک اسکے کام غیر صالح ہیں)

سبق :۔ بدعملی سے نسب سے نکل گیا۔بدعقیدگی تو انتہائی سنگین جرم ہے۔

دوسرا قانون :۔(۲) ان اکرمکم عند الله اتقکم

ترجمہ :۔ بیشک تم میں عزت والا وہ ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو متقی ہے

رسول کریم کے دوست کون ہیں۔(صرف متقی)

حدیث پاک :۔ انما اولیائی المتقون :۔ میرے دوست صرف متقی ہیں۔ (ابوداؤد)

تشریح :۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کاذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

عن عبدالله بن عمر قال کنا قعودا عند النبی فذکر الفتن فاکثر فی ذکرها حتی ذکر فتنة الاحلاس قال قائل وما فتنة الاحلاس قال هی هرب وحرب ثم فتنة السرآء دخنها من تحت قدمی رجل من اهل بیتی یذعم انه منی ولیس منی انما اولیائی المتقون (ابوداؤد)

ترجمہ :۔ روایت ہے عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے۔ حضور ﷺ نے فتنوں کاذکر فرمایا۔ تو بہت زیادہ ذکر کیا۔ حتی کہ ٹاٹ کے فتنہ کاذکر فرمایا۔ کسی کہنے والے نے عرض کیاکہ فتنہ اجلاس کیا چیز ہے فرمایاوہ بھاگڑ اور لڑائی ہے۔ پھر سراء کے فتنہ کاذکر کیا۔ جن کافساد میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کے قدموں کے نیچے سے ہوگا۔ وہ سمجھے گاکہ وہ مجھ سے ہے وہ مجھ سے نہیں میرے دوست صرف متقی ہیں۔

(حوالہ مراۃ شرح مشکوۃ۔ فتنوں کاباب)

بد عملی کی سزا کی مثال

فرمان رسول کریم :۔ اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ (مخزومیہ تو ایک طرف رہی) اگر فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بھی چوری کا ارتکاب ہو جائے تو میں اس کا بھی ہاتھ کٹوادوں (نسائی ج س ص ۲۴۵۔۲۴۹)

ایک عورت جس کا تعلق بنو مخزوم سے تھا، نے فتح مکہ کے دوران چوری کی۔ لوگ اس عورت کے لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، چوں کہ یہ ایک بڑے قبیلہ کی عورت تھی۔ اس لئے بنو مخزوم کے لوگ جو اس عورت کے رشتہ دار تھے۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ تاکہ وہ حضور ﷺ کے پاس جائیں اور اس عورت کی سفارش کریں۔ ان کا خیال تھا کہ جناب سید الکونین ﷺ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی سفارش پر اس مخزومیہ کو معاف کر دیں گے۔

جب سفارش کرنے کیلئے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ ﷺ سخت جلال میں آگئے اور فرمایا :۔ "اے اسامہ ! بنی اسرائیل محض اس لئے تباہ ہوئے کہ ان میں جب کوئی بڑا اور صاحب ثروت شخص کسی قابل حد جرم کا ارتکاب کرتا۔ تو وہ اس سے در گزر کرتے لیکن کسی مفلس، نادار اور بے سہارا شخص سے کوئی ایسا جرم سرزد ہو جاتا تو اس پر حد جاری کرتے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود میں سے ایک حد تمہارے لئے توڑ دی جائے۔

اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ (مخزومیہ تو ایک طرف رہی) اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ سے بھی چوری کا ارتکاب ہو جائے تو میں اس کا بھی ہاتھ کٹوادوں۔

پھر جناب رسالتماب ﷺ نے اس عورت کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور آپ ﷺ کے حکم کے مطابق اس عورت کا ہاتھ کاٹا گیا۔ (سنن نسائی ج س ص ۲۴۵۔۲۷۹)

سبق :۔ بد عملی کی سزا کی سنگینی یہ ہے تو بد عقیدگی کی سزا کے سامنے نسب کام نہ دے گا۔

بزرگان دین کے نالائق پسماندگان (جانشین) کے متعلق فرمان رسول کریم ﷺ

ان کی بے عملی کے خلاف جہاد کریں

۱۔ عن عبداللہ بن مسعود قال ان رسول اللہ ﷺ قال مامن نبی بعثہ اللہ تعالٰی فی امۃ قبلی الا کان لہ من امۃ حواریون واصحاب یاخذون بسنتہ ویقتدون بامرہ ثم انہا تخلف من بعد ھم خلف یقولون ما لا یفعلون ویفعلون ما لا یوء مرون' و یفعلون فمن جاھدھم بیدہ فھو مومن ومن جاھدھم بلسانہ فھو مومن ومن جاھدھم بقلبہ فھو مومن ولیس وراء ذالک من الایمان حبۃ خردل۔ (رواہ مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے جو پیغمبر بھی مجھ سے پہلے کسی امت میں بھیجا تو اس کے کچھ حواری اور لائق اصحاب ہوتے تھے۔ جو اس کے طریقے پر چلتے اور اس کے حکم کی پیروی کرتے تھے' پھر ایسا ہوتا تھا کہ ان کے نالائق پسماندگان ان کے جانشین ہوتے تھے اور ان کی حالت یہ ہوتی تھی کہ وہ کہتے تھے جو خود نہیں کرتے تھے' (مطلب یہ ہے کہ لوگوں کو تو اچھے کام کرنے کو کہتے تھے اور خود وہ کام نہیں کرتے تھے' یا مطلب یہ ہے کہ کرنے کے جو کام وہ نہیں کرتے تھے ان کے متعلق لوگوں سے کہتے تھے کہ ہم کرتے ہیں گویا اپنی مشیخیت اور اپنا تقدس قائم رکھنے کے لئے وہ جھوٹ بھی بولتے تھے) اور جن کاموں کا ان کو حکم نہیں دیا گیا تھا ان کو کرتے تھے (یعنی اپنے پیغمبر کی سنتوں اور اس کے اوامر واحکام پر تو وہ عامل نہ تھے' مگر وہ معصیات و بدعات جن کا ان کو حکم نہیں دیا گیا ان کو خوب کرتے تھے۔

تو جس نے ان کے خلاف اپنے دست و بازو سے جہاد کیا وہ مومن ہے اور جس نے (بدرجہ مجبوری) صرف زبان ہی سے ان کے خلاف جہاد کیا وہ بھی مومن ہے، اور جس نے (جہاد باللسان سے بھی عاجز رہ کر) صرف دل ہی سے ان کے خلاف جہاد کیا (یعنی دل میں ان سے نفرت کی اور ان کے خلاف غیظ و غضب رکھا) تو وہ بھی مومن ہے، لیکن اس کے بغیر رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان نہیں ہے۔

تشریح:۔ حدیث کا مطلب اور اس کی روح یہی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور بزرگان دین کے جانشینوں اور نام لیواؤں میں جو غلط کار اور بد عقیدہ ہوں جو دوسروں کو تو اعمال خیر کی دعوت دیتے ہوں، لیکن خود بے عمل اور بد عقیدہ ہوں، ان کے خلاف حسب استطاعت ہاتھ سے یا زبان سے جہاد کرنا اور کم از کم دل میں اس جہاد کا جذبہ رکھنا، ایمان کے خاص شرائط اور لوازم میں سے ہے، اور جو شخص اپنے دل میں بھی اس جہاد کا جذبہ نہ رکھتا ہو اس کا دل ایمان کی حرارت اور اس کے سوز سے گویا بالکل ہی خالی ہے ---- لیس وراء ذالك من الایمان حبة خردل --- کا یہی مطلب ہے اور اگلی حدیث میں اسی کو "اضعف الایمان" (ایمان کا ضعیف ترین درجہ) فرمایا گیا ہے۔

ملحوظ رہے کہ اس حدیث میں انبیاء علیہم السلام اور بزرگان دین کے ناخلف اور نالائق جانشینوں کے خلاف جہاد کا جو حکم ہے، اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ ان کو درست کرنے کی اور صحیح راستے پر لانے کی کوشش کی جائے اور اگر اس سے مایوسی ہو تو ان کے برے اثرات سے اللہ کے بندوں کو بچانے کے لئے ان کی جھوٹی مشیخیت اور ان کے موروثی اثر و اقتدار کو ختم کرنے کی جدوجہد کی جائے۔

مقام رسالت کی بلندی

اللہ تعالیٰ اور رسول کریم کی اطاعت کرو۔اے نبی کی بیبیو!

(فرمان الٰہی)

قارئین کرام۔اللہ تعالی نے سورۃ احزاب میں فرمایا کہ اے نبی کی بیبیو! تم دنیا کی زینت چاہتی ہو یا آخرت کی زندگی۔ تمہیں اختیار ہے جو تم چاہو وہی ملے گا۔ رسول کریم ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات سے فرمایا تو ان کا جواب تھا کہ ہمیں آخرت کی زندگی چاہیے اس پر اللہ تعالی نے ان سے فرمایا کہ اطعن الله و رسوله (الاحزاب)

اللہ تعالی اور اس کے رسول کریم کی اطاعت کرو۔ حالانکہ فرمانا چاہئے تھا کہ اپنے خاوند کی اطاعت کرو۔ لیکن اللہ تعالی کے نزدیک مقام رسالت اپنے بعد سب سے بلند ترین ہے۔اسی لئے رسول کی اطاعت کہہ کر مخاطب کیا۔ معلوم ہوا۔ اللہ تعالی اپنے محبوب رسول کریم ﷺ کے لئے رسالت کے الفاظ اس لئے استعمال کرتا ہے۔ کیونکہ جو POST یا عہدہ بلند ترین ہو اسی کو مخاطب کیا جاتا ہے-----

قارئین کرام:۔

یہ مقام رسالت کی بلند شان ہے۔ بلکہ ایک ایسی مثال ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رسالت کے مقابل تمام دنیاوی رشتے ناطے بے معنی کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے رسول ہیں۔ صرف میرا تعلق چلے گا۔

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ
کلام، علامہ اقبال علیہ الرحمۃ

محمد فیاض احمد اویسی

مدیر ماہنامہ "فیض عالم" بہاولپور،

مرکزی دارالعلوم جامعہ اویسیہ رضویہ
سیرانی روڈ، بہاولپور (پاکستان)
فون نمبر: 881371، 875910

تاریخ ۱۲ - جمادی الثانی ۱۴۱۹ھ

حوالہ نمبر ______

بخدمت حضرت بندہ رسول کرنل محمد انور مدنی صاحب۔

السلام علیکم

آپ کی تالیفات میں دن بدن اضافہ اہلسنت کے لیے خوشی کا باعث ہے۔ خدا کرے زورِ قلم اور زیادہ ہو

دورِ حاضر نشر و اشاعت کا دور ہے۔ مذاہب باطلہ مذموم عزائم کی اشاعت کے لیے ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ آپ جیسے مردِ میدان اُن کا منہ توڑ رہے ہیں۔ بلاشبہ یہ ساری عنایت آقائے کائنات سرورِ انبیاء علیہ التحیۃ والثناء کی ہے۔ یہ چند حروف آپ کی نذر کیے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مخلصانہ کاوشوں کو قبول فرمائے۔

والسلام محمد فیاض احمد اویسی

شہو المحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق محبت

۲۹۲

از مرکز تجلیات
المدینۃ المنورۃ

؎ خسرو غریب است و گدا افتادہ در شہر شما
باشد کہ از بہر خدا سوئے غریباں بنگری

23 محرم الحرام 1421 ہجری
مطابق ۲۸ اپریل ۲۰۰۰ء
بروز الجمعۃ

؎ تو کوئی سلطان عالم یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ز روئے لطف سوئے من نگر کن

گرامی قدر عظمت منزلت مخدومی و مخدوم العلماء حضرت مولانا محمد انور میاں صاحب مولوی دامت برکاتہم العالیہ

از احقر الانام عبد النبی الاحمد ناکارہ و آوارہ مدیر لسان احمد مسعود رضوی عنہ

بعد از سلام مسنون و شوق دیدار پر انوار اینکہ۔ آپ کی تالیفات جناب محترم راجا رشید محمود صاحب ایڈیٹر ماہنامہ نعت کے ذریعہ سے مجھے پہنچا کیں۔ مگر حج کے بعد ملیں

ہماری دعائیں حرمین الشریفین زادھما اللہ شرفا وتعظیما جاری و ساری ہیں

کیونکہ آجکل کے بے دینی اور بد عقیدگی کے دور میں آپ جیسے بزرگ کی سرپرستی کی اشد ضرورت ہے

جہاد سے کچھ کم نہیں ہے۔ اسلئے میرا دل آپ کو مجاہد اعظم کے خطاب سے یاد کرتا ہے

دل سے یہ دعا نکلتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کو خضری عمر عطا کرے اس طرح دین

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت ہوتی رہے۔ عاشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کی یاد میں جو درد ہوتا ہے۔ وہ خشک ملاں بھلا کیا جانیں۔

جو مدت مدینۃ المنورۃ میں آپ نے گزاری ہے۔ اس کی مقبولیت کی

دلیل ہے کہ آپ کو مذاہب باطلہ کے منہ توڑنے پر تصنیف کرنے

سمجھا گیا ہے۔ سب آقائے نامدار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت کا

صدقہ ہے۔ ہماری صبح و شام دعا ہے کہ ہو زور قلم اور زیادہ

میرے لائق کوئی کار خدمت ہو تو مطلع کریں۔

فقط والسلام مع الاکرام

حافظ وظیفۂ تو دعا گفتن است و بس
در بند آں مباش کہ نشنید یا شنید

میاں بشیر احمد مسعود دہلوی

ص ب 6794 المدینۃ المنورۃ

سعودی عرب

بخشا جمال زندگی جاناں کو شہ حجاز نے
بخشی ہے دل کو روشنی نور نظر نواز نے

میری طرف سے احباب مجلس کو ڈھیروں سلام نیاز

بندہ رسول کریم ﷺ کرنل (ر) محمد انور مدنی کی لکھی ہوئی کتابیں

۱۔ صاحب کلی علم غیب ۲۔ حاکم کائنات (محمد رسول اللہ ﷺ)

۳۔ اصل الموجودات ۴۔ الزام شرک کے رد میں ۵۔ عشق مصطفے ﷺ

۶۔ اللہ تعالیٰ کی تلاش ۷۔ اختیارات مصطفے ﷺ

۸۔ عیدوں کی عید ۹۔ کلی ایمان (مسٹر اسماعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان کے رد میں)

۱۰۔ انوار والضحیٰ (محبوب ﷺ کو یکتا پایا اور تمام انسانیت کو آپ ﷺ کے ذریعے ہدایت دی)

۱۱۔ دربار رسول اللہ ﷺ کے ۲۱۲ فیصلے (عدلیہ کے لئے صراط مستقیم)

۱۲۔ رسول کریم ﷺ اور جادو کا اثر (الف) شہنشاہ انبیاء ﷺ پر جادو اثر نہیں کر سکتا تھا کیونکہ یہ نقلاً۔ عقلاً اور قرآن کریم اور شان نبوت و رسالت کے اعجاز کے خلاف ہے۔ آپ ﷺ کے جسم اقدس کا ہر عضو معجزہ ہے اور معجزہ جادو پر غالب آجاتا ہے۔ (جادو شیطانی عمل ہے)

۱۳۔ سیدہ' صادقہ امینہ' آمنہ حضرت بی بی آمنہ (رضی اللہ عنہا) دین ابراہیمی پر تھیں (رسول کریم ﷺ نے فرمایا میں اپنی ماں کی بشارت ہوں)

۱۴۔ آباؤ و اجداد رسول کریم ﷺ دین ابراہیمی پر تھے اور حضرت ابراہیم کے والد ماجد (تارخ) سے حضرت آدم علیہ السلام تک دین اسلام (دین فطرت) پر تھے۔

۱۵۔ نکاح خوان رسول کریم ﷺ (حضرت ابو طالبؑ رضی اللہ عنہ) آپ ﷺ بوقت نکاح بھی نبی تھے۔

۱۶۔ شہنشاہ ولایت مولائے کائنات مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم (قرآن ناطق اور شیر خدا)

الف۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ یا علی۔ تو ہادی ہے میرے بعد راہ پانے والے تجھ سے راہ پائیں گے (تفسیر کبیر) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مہر لگے تو ولی بنتا ہے۔

۱۷۔ اہل بیت رسول | ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ۔ خاتون جنت سیدہ فاطمہ الزہرہ۔ حضرت سیدہ زینب۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہم۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ (حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں۔ فرمان رسول کریم ﷺ)

۱۸۔ "لذنبک و من خنب" رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس کو لفظ ذنب (گناہ) سے نسبت و اضافت دینا سنگین بے ادبی اور گستاخی ہے۔

۱۹۔ سورۃ عبس (اللہ تعالیٰ کا طرز گفتگو۔ عابس کافر ہے نہ کہ آقا ﷺ جاہلوں کے اعتراضات کارد۔)

۲۰۔ شہنشاہ کل (محمد رسول اللہ ﷺ)

نوٹ:۔ کتب حاصل کرنے کے لئے ۲۲ روپے کے ڈاک ٹکٹ فی کتاب بھیجیں اب صرف بذریعہ رجسٹری ہی کتابیں بھیجی جاتی ہیں۔

بندہ رسول کریم ﷺ کرنل (ر) محمد انور مدنی کی

زیر تحریر کتب

۱۔ نظام محمد مصطفے ﷺ کیا ہے ؟ قرآن و سنت کی حاکمیت (خلیفہ قوم کے ہر فرد کا خلیفہ ہے لیکن مغربی جمہوریت میں صدر یا وزیر اعظم پوری قوم کا نمائندہ نہیں ہوتا یہی وجہ ہے مغربی جمہوریت ہر کرپشن کو جنم دیتی ہے کیونکہ قوم بٹ جاتی ہے ۔ یہ پیسہ کا کھیل ہے جو عموماً حرام کا ہوتا ہے)

۲۔ لباس خضر میں کیسے کیسے لوگ ؟ دنیاوی طمع لالچ اور علماء سو کی غلطیاں احادیث پاک کی روشنی (خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں)

۳۔ اسلام کیسے پھیلا (غیر مسلموں کے اعتراض "اسلام بزور شمشیر پھیلا "کا جواب)

۴۔ اللہ تعالیٰ کے دفتر کا نظام (فرمان نبوی ۔ واللہ معطی وانا قاسم)

۵۔ محب جل جلالہ اور محبوب ﷺ کی گفتگو (قرآن حکیم)

۶۔ امیر الاشجعین ﷺ کی حربی قیادت اور ذاتی شجاعت۔

۷۔ لا الہ الا اللہ (سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) کب ؟

۸۔ محمد رسول اللہ (سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کہا) کب ؟

۹۔ جنت کہاں ہے ؟ (دربار نبوی ﷺ میں ہیں ناں) ایک گستاخ رسول کی کتاب "آسمانی جنت اور درباری جہنم" کا جواب)

۱۰۔ جائوک قرآن پاک سے اس شعر کے حق میں دلائل۔

خدا جسے پکڑے چھڑوائے محمد ﷺ
محمد ﷺ کے پکڑے کو چھڑا کوئی نہیں سکتا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آپ کی خصوصی توجہ کے لئے

برادران اسلام __________ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

ادب چونکہ جزو ایمان ہے اس لئے عقیدت و محبت کے اظہار کے لئے مندرجہ ذیل باتیں ملحوظ خاطر رکھئے۔ دعا میں خیر و برکت اور زینت کے لئے اے اللہ' اے رب العالمین اے مالک دو جہاں کی بجائے یا رب العالمین یا ارحم الراحمین یا احکم الحاکمین سے شروع کیجئے۔ گفتگو میں: (ا) فقط اللہ نے فرمایا کہنے کی بجائے اللہ تعالیٰ' اللہ جل شانہ' اللہ تبارک وتعالیٰ' اللہ جل مجدہ الکریم' حق سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا (ب) اسی طرح آں حضرت' حضور' سرکار' یارسول اللہ نے فرمایا کہنے کی بجائے حضرت نبی کریم ﷺ' حضور سید عالم ﷺ' سرکار دو عالم ﷺ کہنے کا مودب وبابرکت طریقہ اپنایئے (ت) صرف قرآن وحدیث' سیرت' مکہ یا مدینہ کہنے کی بجائے قرآین حکیم' قرآن مجید' حدیث مبارک' حدیث شریف' سیرت مطہرہ' سیرت مبارکہ' مکہ معظمہ' مدینہ منورہ' طیبہ کہا کیجئے (ث) یوں ہی اہل بیت' صحابہ واولیاء کہنے کی بجائے اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم واولیاء کرام بجائے اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم واولیاء کرام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کہہ کر اپنی بات کو حسن وتازگی بخشیئے۔ (تحریر میں) اس قسم کے مخفف اشارے یعنی ج' تعا' صلعمؐ اور '' لکھنے سے اجتناب فرمائیں اور مکمل جل جلالہ' علیہ السلام' ﷺ' رضی اللہ تعالیٰ عنہ' رحمتہ اللہ علیہ لکھئے اور اگر ایسے اشارے لکھے ہوئے پائیں تو ان کی اصلاح کریں اور مکمل پڑھیں۔

اسی طرح اسلامی مہینوں کے نام بھی مکمل آداب کے ساتھ تحریر فرمائیں اور پڑھیں۔ جیسے محرم الحرام' صفر المظفر' ربیع الاول شریف' ربیع الآخر شریف وغیرہ اللہ کریم توفیق عطا فرمائیں' بجاہ نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ۔ آمین

فرمودات عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

والدہ ماجدہ امینہؓ صادقہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا (بوقتِ وصال)

بارك الله فيك من غلام   يا ابن الذى من حومه الحمام

فانت مبعوث الى الانام   من عند ذى الجلال والاكرام

(اے میرے بیٹے) اللہ تعالیٰ تجھے برکت سے نوازے اے اس باپ کے فرزند جو قوم کا سردار اور شریف تھا، تو خدائے ذوالجلال والاکرام کی طرف سے اہلِ عالم کیلئے نبی مبعوث ہو گا۔

قومِ کفار سے حضرت ابوطالبؓ کا اعلانِ جنگ (رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہ ملنے پر)

واللہ لو قتلتموہ ما بقیت منکم احدًا حتیٰ نتفانی نحن وانتم (فانکسر القوم وکان اشد هم انکسار ابوجهل)

ترجمہ: اللہ کی قسم اگر تم لوگ اسے (رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو) قتل کر دیتے تو میں تم میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑتا، یہاں تک کہ ہم تم دونوں آپس میں فنا ہو جاتے (ساری قومِ کفار بھاگی اور ان سب میں تیز بھاگنے والا ابوجہل تھا) (طبقات ابن سعد)